

جہاز سے سہیل

ڈاکٹر ایڈوینچر

سید علی حسن گیلانی





1
عمران سیریز نمبر

ڈارک ایڈ وینچر

مکمل ناول

سید علی حسن گیلانی

ارسلاان پبلی کیشنز، اوقاف بلڈنگ ملتان
پاک گیٹ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا پہلا ناول ”ڈارک ایڈ ونچر“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول عمران، ڈاکٹر سائنمن اور کرغل فریدی کا مشترکہ ناول ہے۔ زیر ولینڈ کے چاروں بڑے مجرم سنگ ہی، قهریہ، فنج اور نانوتا بھی اس ناول میں آپ کو نظر آئیں گے۔ آپ حیران ہوں گے کہ یہ میجر پرمود کی جگہ ڈاکٹر سائنمن کہاں سے آگیا تو جناب ڈاکٹر سائنمن میری تخلیق ہے۔ کیونکہ ایک مصنف اپنی تخلیق سے پہچانا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل جاسوسی کردار ہمارے ملک میں بہت مقبول ہوئے اور ان کرداروں کے خالق اپنے جاندار کرداروں کی وجہ سے اپنے نام کو امر کر چکے ہیں۔ جیسا کہ عمران سیریز، فریدی سیریز، انسپکٹر جمشید سیریز، انسپکٹر کامران سیریز اور خان بالے سیریز وغیرہ۔ یہ سب جاسوسی کردار آپ کے دلوں میں بس چکے ہیں۔ اس لئے میں نے اپنا جاندار کردار ڈاکٹر سائنمن تخلیق کیا ہے جو گریٹ لینڈ کی تنظیم پاور گروپ کا سربراہ ہے۔ اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے مغربی کردار کیوں تخلیق کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مغربی کرداروں کو ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے

خاص کر یورپین اور برطانوی کردار تو بہت مقبول ہیں مثلاً سر آر تھر کینٹن ڈاکل کا شراباک ہومز، آئین لٹیمنگ کا جینز، باڈی ڈی ہاک کا ٹیک ویلٹ، براہم اسٹوکر کا خوشگ کردار ڈرنیکلا، ایڈگر رائس بروڈ کا بچوں کا پسندیدہ اور شہرہ آفاق کردار مارزن۔ ان سب کرداروں کو ہمارے ملک میں آج بھی ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ مغرب میں بے شمار کردار تخلیق ہوئے ہیں اور ان پر بہت زیادہ لکھا، پڑھا اور فلمایا گیا ہے۔ اب میں فریدی سیریز کی بات کرتا ہوں۔ عموماً پڑھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ کرنل فریدی کی ٹیم میں صرف کرنل فریدی، قاسم اور حمید ہیں یہ بات غلط ہے۔ کرنل فریدی سیریز میں انور، رشید، اسپیکر مس ریکھا، اسپیکر آصف اور اسپیکر جگدیش بھی بے شمار ناولوں میں آئے ہیں۔ روزانہ طارق وغیرہ ویسے تو چند ناولوں میں آئے ہیں مگر یہ کردار بھی بہت مقبول ہوئے تھے۔ چونکہ مصنف نے فریدی سیریز کے آخری ناولوں میں صرف تین کرداروں کو محدود کر دیا تھا۔ لیکن وجہ ہے کہ فریدی سیریز پر زیادہ ناول نہ لکھے جاسکے۔

اب آئیے موجودہ ناول کی طرف۔ میرا یہ ناول جنگل ایڈوچر سے بھرپور ناول ہے۔ عمران سیریز میں مکی مصنفین نے افریقہ کے جنگلات پر طبع آزمائی کی ہے جیسا کہ ابن صفی صاحب کا ناول "ہلاکت خیز" شہرہ آفاق مصنف مقبر حکیم صاحب کا ناول "انکنا" ایچ اقبال صاحب کا ناول "سرخ جزیرہ" ایم ایس قادری صاحب کا ناول "ہماریک براعظم" ایس قریشی صاحب کا ناول "موت کا سایہ" ابن حکیم صاحب کا ناول

"ڈاکٹر زلار" نجمہ صفی صاحبہ کا ناول "پراسرار ایڈوچر" صفدر شاپین صاحب کا ناول "والٹ کے کیمپ" ارشاد انور جعفری صاحب کا ناول "نریو" رون" اور ظہیر احمد صاحب کا ناول "مکاٹو"۔ یہ سب افریقہ کے جنگلات پر لکھے گئے عمران سیریز کے ایڈوچر ناول ہیں اور ان سب کے تاثر کو ذہن میں رکھ کر "ڈاکٹر ایڈوچر" لکھا گیا ہے۔ ویسے تو میرے اس ناول میں ڈاکٹر سائنس اینڈ کمپنی بھی چاندیار کردار ہیں مگر خاص کر آپ کو دنیا کا آسٹروں بوجہ ٹونی عرف بابا رستم کا کردار بہت پسند آئے گا۔ عمران سیریز میں حیثیتوں کا دیوانہ رابرٹ عرف کلنگ، ناصر عرف گو، مسٹر بھی آپ کو بہت پسند آئے گا جو عمران کو باس اور سلین کو بیک باس کہتا ہے۔

ناول لکھنا میرا پیشہ نہیں ہے اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں مزید کھوں تو پلیز مجھے خط لکھ کر اپنی آراء اور مفید مشوروں سے نوازیں تاکہ آپ کی حوصلہ افزائی یا پھر میں آئندہ بھی لکھ سکوں اور یہ ضرور بتائیے گا کہ میرا کردار ڈاکٹر سائنس اینڈ کمپنی اور اس کا دوست ٹونی عرف بابا رستم آپ کو کیسے لگے۔ اب آپ سے اجازت چاہتا ہوں مگر آپ کے خطوط اور مفید مشوروں کا شدت سے منتظر رہوں گا۔

والسلام

آپ کا اپنا
سید علی حسن گیلانی

انتساب

شہر آفاق مصنف عالی قدر محترم جناب

منظر کلیم ایم اے

کے نام جن کی تحریریں قارئین کے لئے مشعل راہ ہوتی ہیں

سید علی حسن گیلانی

عمران پر آج کل مرغیاں پالنے کا جھوٹ سوار تھا۔ اس نے اپنے قلیٹ کا ایک کمرہ صرف مرغیوں کے لئے ہی مخصوص کر رکھا تھا۔ چونکہ آج کل ٹیکرٹ سروں کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اور راوی چینین کی چین لکھ رہا تھا۔ پہلے تو عمران جب بھی فارغ ہوتا تو کتابوں کی دنیا میں گھس جاتا تھا اور بے چارے سلیمان کی شامت آ جاتی تھی کیونکہ مطالعے کے دوران عمران ہر دس منٹ بعد چائے کا شور مچاتا شروع کر دیتا تھا۔ خیر سے سلیمان بھی ان دنوں جب عمران کتابیں پڑھتے مشا مشغول ہوتا تو عمران کی عادت کو دیکھتے ہوئے چائے بنا دیتا تھا مگر اب تو گویا سلیمان کی شامت آئی ہوئی تھی کیونکہ عمران نے بستی سے سلیمان کو کہا ہوا تھا کہ جب بھی کوئی مرغی بیٹھ کرے تو فوراً اس جگہ کو صاف کر دیا کرے ورنہ گندگی سے مرغیاں بیمار ہو جائیں گی اور سلیمان بے چارہ مسلسل اسی کام میں لگ ہوا تھا۔ اس وقت بھی عمران دھوئی اور بیٹیاں

ہمیں کمرہ فریوں کے پاس بیٹھا کٹ کٹ کر کے مرغیوں کو دانہ ڈال رہا تھا کہ اچانک ایک مرغی نے بیٹھ کر دی تو وہ بڑبڑایا "خدا تیرا بھلا کرے۔ یہ تو نے کیا کر دیا" پھر زور سے چلایا۔

"سلیمان۔ ارے او آغا سلیمان پاشا۔ آؤ تمہاری ڈیوٹی کا وقت ہو گیا ہے۔" عمران نے بلند آواز میں چلاتے ہوئے کہا تو چند لمحے بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس وقت سلیمان نے عمران کا نیا جوڑا پہن رکھا تھا جو عمران نے کل ہی خریدا تھا اور ابھی اس نے خود بھی نہیں پہنا تھا۔ عمران کے چہرے پر حماقتوں کے ڈومرے برس رہے تھے مگر سلیمان کے حلیے کو دیکھ کر حماقتیں حیرت میں بدل گئیں۔

"ارے سلیمان پیارے۔ یہ آج کہاں کی تیاریاں ہو رہی ہیں جو میرا نیا اور قیمتی سوٹ پہن کر آئے ہیں؟" عمران نے حیرت سے کہا۔

"صاحب۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ ان مرغیوں کے انڈے سے میں کھاؤں گا مگر خیال ہے ایک انڈا بھی مجھے نصیب ہوا ہو۔ سب انڈے تو آپ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ میرے نصیب میں صرف بدبخت مرغیوں کی بیٹھیں ہی صاف کرنی رہ جاتی ہیں۔ آج سے دانہ پانی دینا میری ذمہ داری اور ان کی گندگی صاف کرنا آپ کی ذمہ داری۔" سلیمان نے زور دے کر اپنا فیصلہ سنایا۔

"پیارے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں۔ آج بن ٹھن کر تیاریاں کہاں کی ہو رہی ہیں؟" عمران نے سلیمان کو گھورا۔

"صاحب۔ آج پردوس میں ایک جگہ میلاد شریف کا پروگرام ہے

اور میں نے وہاں جانے کی تیاری کی ہے۔" سلیمان نے بے نیازی سے کہا۔

"مگر پیارے۔ یہ کس جگہ لکھا ہے کہ دوسروں کے کپڑے ان کی اجازت کے بغیر پہن کر میلاد شریف میں جلیا جائے۔" عمران نے اپنا سوال دہرایا۔

"صاحب۔ بات یہ ہے کہ میلاد شریف میں صاف سترے کپڑے پہن کر جانا چاہئے اور ان کم بخت مرغیوں کا خیال کرنے اور ان کی گندگی صاف کرتے کرتے میرے سب کپڑے اور آپ کے چند سوٹ خراب ہو چکے ہیں اس لئے آج یہ نیا جوڑا نظر آیا تو میں نے نہا کر مان لیا۔" سلیمان نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"ہائیں۔ تو کیا تو نے میرے بھی چند سوٹ ان مرغیوں کی صفائی اور گندگی صاف کرنے میں خراب کر دیئے؟" عمران نے منہ بیتا کر کہا۔

"صاحب۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ آپ بھی میرے کپڑے پہن کر ان کمبخت مرغیوں کی گندگی صاف کر سکتے ہیں مگر بعد میں آپ کو میرے کپڑے دھونے بھی پڑیں گے۔" سلیمان نے فیاضی سے کہا۔

"تو تم اب بد مصاشیوں پر بھی اتر آئے ہو۔ چلو جا کر میرے کپڑے اتار کر اپنے کپڑے پہنو اور کام شروع کر دو کیونکہ ہر بندے کو اپنا اپنا کام کرنا چاہئے اور تمہارے ذمے مرغیوں کی صفائی اور ان کی گندگی صاف کرنا اور میرا کام دانہ پانی دینا ہے جو میں نے مرغیوں کو

وال دیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اب سلیمان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔
 ”صاحب۔ آپ اپنی کثرت مرغیوں کو ذبح کیوں نہیں کر دیجے۔
 میں پاور بنی ہوں کوئی جمدار نہیں ہوں جو ہر وقت ان کی مہنگی صاف
 کرتا پھروں۔“ سلیمان نے کہا۔ وہ بھی آج جرح کے موڑ میں تھا۔
 ”تو اب تم اپنی مرضی کے فیصلے کرو گے۔ چلو جلدی سے میرے
 کپڑے بدل کر اپنے کپڑے پہنو اور اپنی ڈیوٹی پر آ جاؤ ورنہ مجھ سے
 برا کوئی نہ ہوگا۔“ عمران نے سلیمان کو گھورتے ہوئے کہا۔
 ”صاحب۔ آپ کو گناہ ہو گا۔ میں ایک ٹیک کام میں جا رہا ہوں
 اور آپ مجھے ٹیک کام یعنی میلا د شریف میں جانے سے روک رہے
 ہیں۔“ سلیمان نے عمران کو اپنی طرف گھورتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔
 ”ہائیں۔ میں نے جہیں کب میلا د شریف میں جانے سے منع کیا
 ہے۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں منکائیں۔

”صاحب۔ جب کپڑے ملے ہوں گے تو میں میلا د شریف میں نہیں
 جا سکوں گا کیونکہ میرے تمام کپڑے میلے ہیں اس طرح آپ بھی
 ثواب سے محروم رہ جائیں گے۔ اب چونکہ آپ ثواب سے محروم رہ
 جائیں گے تو میں آپ کی شکایت اماں بی سے کروں گا اور اماں بی آپ
 کی شکایت اپنے مرشد سید شاہ صاحب سے کریں گی اور شاہ صاحب
 آپ سے ناراض ہو جائیں گے۔“ سلیمان نے اپنا فلسفہ پیش کیا تو
 عمران دیکھ سے منکا کر سر کھجاتے ہوئے حیرت سے سلیمان کو دیکھنے لگا۔
 اس سے پہلے کہ عمران سلیمان سے کچھ کہتا، باہر دروازے پر تین بچی تو

عمران چلایا۔

”دیکھو سلیمان۔ یہ کس کے ہاتھ میں کھلی ہو رہی ہے۔“
 ”ہو کج کوئی فقیر۔ جھیک مائلے آیا ہو گا۔“ سلیمان چلا تے ہوئے
 باہر دروازے کی طرف لپکا۔

”سلیمان۔ فقیر کو دس روپے دے دینا کیونکہ آج کے فقیر روپیہ دو
 روپے دیکھ کر منہ پر مارتے ہیں۔ آؤ۔ زمانہ کتاب بدل گیا ہے۔ آج کل
 کے فقیر بھی ماڈرن ہو گئے ہیں۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”صاحب۔ فقیر لوگ نہیں امیر لوگ آئے ہیں۔“ سلیمان نے
 دروازہ کھول کر باہر موجود لڑکی کو دیکھ کر ہانک لگائی۔ باہر روشی کھڑی
 تھی۔

”لاھویا تمہارا صاحب اندر ہی موجود ہے۔“ روشی نے سلیمان
 کے ہانک لگانے پر کہا اور اندر داخل ہو گئی۔

”ارے میں جانتا ہوں کہ آج کل کے فقیر بھی امیر ہوتے جا رہے
 ہیں۔ بس صرف ہم ہی غریب رہ گئے ہیں۔“ عمران نے اندر سے
 ہانک لگائی۔ روشی اچھی طرح عمران اور سلیمان کی باتوں سے واقف
 تھی۔ اس لئے لاہروا کو کراہی کرے میں داخل ہو گئی جہاں سے عمران
 کے بولنے کی آواز آئی تھی مگر اندر جا کر وہ ٹھیک گئی کیونکہ روشی کے دہم
 و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اندر مرغی خاند ہو گا۔ عمران بدستور چہرے پر
 حماقتوں کے ڈھنگ سے ہائے دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

”نہ ہے قصب۔ آج میرے گھر میں مس اجالا کیسے تشریف لائیں۔“

میرا مطلب ہے مس روٹی کیسے تشریف لائیں۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
 ”عمران۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔۔۔ روٹی
 نے کمرے میں موجود مریضوں اور عمران کی حالت کو دیکھ کر حیرت سے
 پوچھا۔

”میری اماں بی کہتی ہیں کہ صبح پرندوں کو دانہ پانی ڈالنے سے
 روزی میں برکت ہوتی ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

”صاحب کی روزی میں برکت ہوتی ہو میرا ناخستہ ضرور بند ہو گیا
 ہے ہر لمحے مریضوں کا خیال کرتے اور ان کی گندگی صاف کرتے
 کرتے۔۔۔ سلیمان منہ بنا کر بولا جو باہر کا دروازہ بند کر کے اب
 کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

”عمران۔ میرے پاس تم دونوں کی بکواس بننے کا وقت نہیں
 ہے۔ میں تم سے ایک اہم معاملہ پر ڈسکس کرنے آئی ہوں۔ فوراً
 ڈرائنگ روم میں چلو۔۔۔ یہ کہہ کر روٹی فوراً اس کمرے سے نکل کر
 ڈرائنگ روم کی طرف بڑھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں کھڑے رہنے
 سے اسے عمران اور سلیمان کی بے گنجی بٹ ہی سننی پڑے گی۔

”ہاں بابا۔ ہم غریبوں کو کون پوچھنے گا دو بی بی جو ہمارے غریب
 خانے میں نہ ٹھہر سکے ظالم۔۔۔ عمران نے ہانک لگائی مگر روٹی سنی ان
 سنی کرتے ہوئے کمرے سے نکل چکی تھی۔

”صاحب۔ حسین لومکوں کی ادائیں بھی حسین ہوتی ہیں۔۔۔ سلیمان
 نے بھی ہانک لگائی۔ روٹی نے محو کر سلیمان کی طرف دیکھا اور

ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

”چلو اپنے صاحب کو جلدی سے اس مرنے والے خانے سے باہر نکالو اور
 میرے لئے ایک کپ چائے لے آؤ۔۔۔ یہ کہہ کر روٹی ڈرائنگ روم
 میں آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔

”صاحب۔ چائے کی تہی ختم ہو چکی ہے اور دودھ تو بھسائے کی بی
 بی بچی ہے۔ اگر کہیں تو پانی ابال کر اس میں چینی ڈال کر مس روٹی کو
 پیش کر دوں۔۔۔ روٹی کو سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ارے سلیمان۔ کیوں مجھ غریب کا نقصان کرتے ہو۔ چینی بہت
 مہنگی ہو چکی ہے۔ صرف پانی ابال کر مس حینہ کو پیش کر دو۔ مس اچالنا۔
 مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے مس روٹی یعنی ڈیئر روٹی۔ اپنی حسین انگی پانی
 میں ڈبوئیں گی تو پانی شیریں ہو جائے گا۔۔۔ عمران ڈرائنگ روم میں
 داخل ہوتے ہوئے چلایا اور ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ عمران
 بدستور وحوشی اور بنیان میں ہی تھا اور ہاتھ میں کٹورا تھا جس میں
 مریضوں کی خوراک تھی۔ روٹی عمران کی بہت اچھی دوست تھی۔ وہ عمران
 اور سلیمان کی حرکتوں سے اچھی طرح واقف تھی اس لئے ان کی حماقتوں
 پر کوئی اثر نہ لیتی تھی۔

”عمران۔ آخر جہیں کیا ہو گیا ہے۔ پہلے تو تم فارغ وقت میں ممبر
 کے دعوتیں اینڈ کر کے ان کا دماغ چاٹ کر ناٹم پاس کرتے تھے یا پھر
 کتابوں سے شغل کرتے تھے لیکن اب یہ مریضوں پالنے کا شوق تمہیں
 کب سے چھایا۔۔۔ روٹی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

کا شوق پورا نہیں کر سکتا۔" عمران نے مصدمیت سے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور حماقتوں کے ڈوگرے برس رہے تھے۔

"ویسے عمران۔ اس حلیے میں اگر تم اپنے ساتھیوں اور دنیا والوں کو بتا بھی دو کہ تم اصل ایکسو ہو تو کوئی اس پر یقین نہیں کرے گا۔" روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی وقت سلیمان نے چائے کی ٹرائی ٹھیسٹ کر ان دونوں کے سامنے کی اور ان کی پیالیوں میں چائے اڈھینے لگا۔

"کس روشی۔ ویسے آپ کا میرے بارے میں کیا خیال ہے۔ اگر میں اس حلیے میں اعلان کر دوں کہ اصل ایکسو صاحب نہیں بلکہ میں ہوں تو آپ میرے بارے میں کیا کہیں گی۔" سلیمان نے روشی سے پوچھا۔ جس نے ابھی تک عمران کا نیا سوت پہنا ہوا تھا۔

"سلیمان۔ شکل سے تو تمہارا صاحب پرلے درجے کا گھوڑی گلتا ہے اور تم شکل سے باریابی ہی لگتے ہو مگر درحقیقت ظاہر کے بعد دوسرے ذمی ایکسو تم ہی ہو سکتے کیونکہ دنیا میں جن ہی ہستیاں ایسی ہیں جو ایکسو کا رول اور خاص کر ایکسو کی مخصوص آواز نکال سکتی ہیں اور وہ عمران اور ظاہر کے بعد تم ہی ہو۔" روشی نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ سلیمان خوش ہو گیا لیکن یہ حقیقت بھی تھی کہ عمران اور ظاہر کے بعد سلیمان ایسی ہستی تھی جو ایکسو کا رول مخصوص آواز سے بھرپور ادا کر سکتا تھا اور ویسے بھی چند مواقع پر سلیمان ایکسو کا رول بھرپور غریبے سے ادا کر چکا تھا۔ عمران نے بھی مریضوں کی خوراک کا

"ڈیزیر۔ تم تو جانتی ہو فارغ وقت میں فضول بیٹنے سے دماغ خراب ہو جاتا ہے اس لئے میں نے مریضوں کا کاروبار شروع کر دیا ہے اس سے ایک تو ناظم بھی اچھا پاس ہو گا اور کاروبار بھی چلتا رہے گا۔ میں مریضوں پاؤں گا۔ مریض اٹھے دیں گی پھر ان کے بچے ہوں گے جب بہت ساری مریض ہو جائیں گی تو میں ان کو بچ کر بکری لے آؤں گا۔ اس بکری کے بہت سارے بچے ہوں گے تو میں ان کو بچ کر بھینس لے لوں گا پھر میرے اس فلیٹ میں بھینسیں ہی بھینسیں ہوں گی اور میں محلے میں ان کا دودھ بچ کر بہت سے پیے کماؤں گا پھر۔" عمران نے کہا۔

"بس۔ بکواس بند کرو اور شیخ چلی بننے کی کوشش مت کرو۔ میں تم سے ایک اہم معاملے پر ڈسکس کرنے آئی تھی اور تم یہاں اپنی حماقتیں لے بیٹھے ہو۔" روشی نے عمران کی قہقہے کی طرح چلتی زبان دیکھ کر اسے ٹوکا۔

"تو ڈیزیر تم اپنی حماقتیں شروع کر دو۔ میرا مطلب ہے اپنی سرلی آواز میں شروع کر دو۔" عمران نے دیک کر کہا۔

"عمران۔ ویسے تم کوئی اور شوق نہیں فرما سکتے تھے ان فراغت کے دنوں میں۔" روشی نے اب مسکرا کر پوچھا۔

"ڈیزیر۔ تم تو جانتی ہو کہ ڈاکٹر سامان اپنی ساتھی سپرنس کلارا کے ساتھ ڈانس اور گانوں کا شوق فرما سکتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب اپنے غلام ڈریگن کے ساتھ پھولوں کا شوق فرما سکتے ہیں تو کیا میں مریضوں پاؤں

سکڑا ایک طرف دکھا اور چائے کی پیالی اٹھالی۔

”عمران۔ تم نے نیٹ پر کوشیلا کا کالم پڑھ لیا ہو گا اور کوشیلا کے کالم نے پوری دنیا میں کھلبلی مچا دی ہے۔“ روشی نے کہا۔

”تم ڈاکٹر سائمن کی میمر کوشیلا کی بات کر رہی ہو نا جہاں اپنے دوست برشل کے شیرہ آفاق اخبار ڈیلی ورلڈ انفارمیشن میں کالم لکھتی ہے۔“

عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

”ہاں۔ ظاہری بات ہے میں اس کی ہی بات کر رہی ہوں۔“ روشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے اس کا کالم نیٹ میں پڑھ لیا ہے اور واقعی اس کے کالم نے دنیا میں کھلبلی مچا دی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے گریٹ لینڈ سے ڈاکٹر سائمن اپنی میم کے ساتھ اس نقشہ بر اعظم کی تلاش میں روانہ ہو جائے گا جہاں بقول کوشیلا کے بے پناہ خزانہ موجود ہے۔ اس دہیٹے کے لئے جہاں تک میرا خیال ہے کافرستان سے کرش فریدی بھی اپنی میم کے ساتھ ضرور روانہ ہو گا لیکن میجر پر مود نہ جاسکے گا کیونکہ وہ ان دنوں ایک خاص مشن پر لٹکا ہوا ہے لیکن ہو سکتا ہے وہ بھی اس مہم میں شامل ہو جائے مگر کرش فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے توپکے چالس ہیں۔“ عمران نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔

”تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔“ روشی نے پوچھا۔

”مرغیان پالنے کا۔“ عمران نے صہبت سے کہا۔ وہ دوبارہ پٹری

سے اتر گیا۔

”کیوں نہ کرو اور بتاؤ کہ تم اس مہم میں جانے کا ارادہ رکھتے ہو یا نہیں اور اگر ارادہ ہو تو اپنے ساتھ کتنے ساتھیوں کو لے کر جاؤ گے۔“ روشی نے اسے پیار سے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ اچانک عمران کے پیش سیل فون کی بیل بجنے لگی تو عمران نے دیکھا کہ بلیک زیرو کی کال تھی۔

”لو تمہارے چوہے کی کال بھی آگئی۔“ عمران نے سیل فون کا بٹن دباتے ہوئے روشی سے کہا۔

”اکیسٹو۔“ موبائل سے اکیسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”ہاں پیارے۔ بولو۔ تمہاری سر ملی آواز سننے کے لئے میں کب سے تڑپ رہا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”السلام علیکم عمران صاحب۔ کیا حال ہیں آپ کے۔ آپ نے کب سے چکر ہی نہیں لگایا داخل منزل کا۔ میں نے کہا چلو آج فون کر کے آپ کی خبریت ہی دریافت کر لوں۔ ویسے جوزف اور رابرٹ بھی آپ کو یاد کر رہے ہیں۔“ سیل فون سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز روشی کو بھی سنائی دے رہی تھی کیونکہ عمران نے موبائل کا سپیکر آن کر دیا تھا۔

”سنائے آج غریبوں کو کیوں یاد کیا پردہ نشین نے۔“ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے کوشیلا کا کالم تو پڑھ لیا ہو گا جوکل کے اخبار ڈیلی ورلڈ انفارمیشن میں چھپ چکا ہے اور میرے سننے میں آیا ہے

کہ ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی اس گمشدہ براعظم کی تلاش میں دلچسپی رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہائیں۔ ہائیں۔ ابھی میں اور روشنی اسی بات پر ڈسکس کر رہے تھے کہ تاریک براعظم کے اس گمشدہ حصے پر کون کیا کرے گا اور تمہیں پہلے ہی اس بات کا پتہ چل گیا کہ کون اس جگہ جانے میں زیادہ دلچسپی رکھتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے آنکھیں گھما کر روشنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو غور سے بلیک زیرو کی بات سن رہی تھی۔

”ظاہر۔ پھر تو تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ زیرو لینڈ والوں کو بھی لازماً ان سب باتوں کا پتہ چل چکا ہو گا اور وہ تو لازمی سب سے پہلے تاریک براعظم کے اس گمشدہ حصے پر جانے اور دھننے کو سب سے پہلے جانے کے خواہش مند ہوں گے۔۔۔۔۔ اس بار عمران کی بجائے روشنی نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”السلام علیکم مس روشنی۔ جہاں تک میرا خیال ہے زیرو لینڈ والے بھی ان ایکشن ہو چکے ہوں گے خاص کر زیرو لینڈ کے چاروں بڑے ہرکارے سنگ ہی، فنج، قمریہ اور ناتو تا ضرور ان ایکشن ہوں گے۔ اس لئے میں نے عمران صاحب سے پوچھا ہے کہ ان کے کیا ارادے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے ظاہر۔ تم ایسا کرو کہ جویا کو فون کر کے تمام ممبرز کو دانش منزل بلا لو۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں اور وہاں آ کر فیصلہ کریں گے کہ کون کون اس مہم پر جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ بلیک زیرو نے

جی بہتر عمران صاحب کہہ کر اللہ حافظ کہا اور لائن آف کر دی۔
”تم بھی ممبرز کے ساتھ دانش منزل پہنچ جاؤ۔ وہیں تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرے کیا ارادے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے روشنی کی طرف دیکھ کر کہا۔

”صاحب۔ ابھی تو میں میلاد شریف میں جاؤں گا مگر میرا ارادہ ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ اس مہماتی سفر پر جاؤں۔۔۔۔۔ سلیمان، جی ابھی تک خاموش تھا نے ساری بات سن کر کہا۔

”سلیمان بیارے۔ ہم اس مہم میں کسی پارٹی میں نہیں جا رہے بلکہ یہ خطرناک مہم ہے جس میں ہماری جان کو بھی خطرہ ہو گا اس لئے تم یہاں آرام کرو اور کچن سنبھالو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں صاحب۔ آپ کی مرغیوں کی خدمت کر کر کے میں نے بہت آرام کر لیا۔ اب میں بھی آپ کے ساتھ اس مہم پر جاؤں گا۔ مجھے افریقہ دیکھنے کا بہت شوق ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے ضد کی۔

”غیر سلیمان۔ یہ بعد کی بات ہے فی الحال تو عمران اپنا حلیہ انسانوں والا بنائے اور دانش منزل جا کر فیصلہ ہو گا کہ اس کا کیا ارادہ ہے اور کون کون اس مہم پر جائے گا۔۔۔۔۔ اس بار عمران کی بجائے روشنی نے کہا۔

”کیوں۔ کیا میری دم نکل آئی ہے جو میں تمہیں انسان نظر نہیں آتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”اگر حقیقت پوچھتے ہو تو تم اس حلیے میں بندر نکلتے ہو مگر میرے

دل سے پوچھتے ہو تو تم مجھے ہر لباس میں اچھے لگتے ہو۔" روشی نے پیار سے کہا۔ عمران روشی کی بات سن کر جل تو جلال کا ورد کرنے لگا۔

"ایسے عمران۔" جہیں تو چاہنے والے بہت ہیں خاص کر جولیا اور تھریسیا تم پر مرقی ہیں۔ خیر تھریسیا تو عالمی مجرم ہے اور جولیا کو تو بے چارے کے لئے چھوڑ دو۔ اب رہ مگی ہوں میں اکیلی اور پھر تمہاری راز دار دوست بھی تو ہوں۔" روشی نے عمران سے اس بار حالِ دل کہہ ہی دیا۔

"سلیمان۔" دیکھا۔ کہیں میرے سینک تو نہیں نکل آئے۔" عمران نے روشی کی بات سن کر کانپتے ہوئے کہا۔

"طوطے۔ طوطے۔" میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم مجھے صرف اچھا دوست سمجھتے ہو اور تم جولیا سے محبت کرتے ہو مگر اپنی محبتوں سے اسے صرف تنگ کرتے رہتے ہو اور اظہار نہیں کرتے کیونکہ جولیا جذباتی لڑکی ہے۔ اچھا طوطے۔ تم سے پھر ملاقات ہوگی اور جلدی سے دانش منزل پہنچو۔" روشی نے عمران کا کان پکڑ کر ہلایا اور مسکراتے ہوئے عمران کو اللہ حافظ کہہ کر روانہ ہو گئی۔

"میں کہتی ہوں کہ تم زیادہ سگریٹ نہ بیا کرو ورنہ میں تمہیں ماروں گی۔" رشیدہ نے تیز لہجے میں انور سے کہا۔

"میں جتنے بھی سگریٹ پیوں۔" جہیں اس سے کیا۔ تم صرف اپنے کام سے مطلب رکھو۔" انور نے بھی آنکھیں نکالتے ہوئے رشیدہ پر اپنا رعب جھاڑا۔

"میں تمہاری بیوی نہیں ہوں جو تم مجھ پر رعب جھاڑ رہے ہو اور خبردار جو مجھے آنکھیں دکھائیں ورنہ اگر کبھی مجھے غصہ آ گیا تو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گی۔" رشیدہ نے چیختے ہوئے کہا۔

"تو میں کیا تمہارا غلام ہوں جو تم مجھ پر حکم چلا رہی ہو۔" انور بھی چلا۔

"واہ بھئی واہ۔ مزا آ گیا۔ دل باغ باغ ہو گیا تم دونوں کا انداز الفت دیکھ کر۔" کیمپٹن حمید نے ان دونوں کو لڑتا دیکھ کر تالیاں بجاتے

ہوئے کہا۔

”دیکھو حید۔ یہ اتنی سونگ کرتا ہے کہ کسی دن مر جائے گا۔ اسے اپنی صحت کی ذرا فکر نہیں ہے۔“ رشیدہ نے فکر مند سی حید سے شکوہ کیا۔

”ابھی تو تم دونوں کی شادی بھی نہیں ہوئی اور ابھی سے تم دونوں اتنا جھگڑتے ہو۔ اگر تم دونوں نے شادی کر لی تو کیا بنے گا تم دونوں کا۔“ لیڈی انسپلر دیکھنے بھی ان دونوں کی ٹوک جھونک سے محفوظ ہوتے ہوئے کہا۔

”میں تو اس کے بھلے کی بات کرتی ہوں مگر یہ ٹس سے مس نہیں ہوتا۔“ رشیدہ نے بٹے نکلے لہجے میں کہا۔

”کبھی جہاں ہم گریبوں کی بھی فکس کر لیا کر۔“ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا، اچانک دروازے سے دو بڑا قاسم کی آواز سنائی دی۔ سب نے دروازے کی طرف دیکھا تو دروازے سے قاسم کمرے میں داخل ہو کر رشیدہ اور لیڈی انسپلر دیکھا کہ حجت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سب قاسم کو دیکھ کر مسکرا دیے مگر انسپلر آصف قاسم کو دیکھ کر برے برے منہ بنانے لگا۔

”حید۔ اس گاؤں کو کیوں بلا لیا تم نے۔“ انسپلر آصف نے شکوہ بھرے لہجے میں کیپٹن حید سے کہا۔

آج کرنل فریدی نے ایک اہم معاملے پر بات چیت کرنے کے لئے کیپٹن حید اور اپنے ساتھیوں کرائم رپورٹر انور، رشیدہ، لیڈی انسپلر

دیکھا، بلیک فورس کے سینڈ چیف ہریش، انسپلر جگدیش اور رونا کو اپنی کوششی پر بلوایا تھا اور کیپٹن حید نے سب کو ہی کرنل فریدی کی ہدایت دے دی تھی البتہ کیپٹن حید نے انسپلر آصف اور قاسم کو بھی اپنی مرضی سے اس میٹنگ میں بلا لیا تھا۔ سوائے روزا کے سب ہی مقررہ وقت پر کوششی پہنچ کر ہال کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ ابھی کرنل فریدی نہیں آیا تھا اس لئے باتوں ہی باتوں میں انور اور رشیدہ کا معمول کے مطابق جھگڑا شروع ہو گیا تھا۔ اب قاسم کے آنے پر سب کی توجہ اس کی طرف ہو گئی تھی۔ کمرے میں رشیدہ اور لیڈی انسپلر دیکھا کو دیکھ کر اس کی ہی ہی سارٹ ہوئی۔

”کیا حال دال ہے مش پلش والی کا۔“ قاسم نے جت پاش نظروں سے دیکھا کی طرف دیکھ کر اس سے حال پوچھا۔

”ممبر دار موٹی عقل والے مولے۔ اگر مجھ سے فری ہونے کی کوشش کی تو تمہارا یہ دیک کی مانند موت پیت چھاڑ دوں گی۔“ انسپلر دیکھا نے قاسم کو فریڈت ہوتے دیکھ کر چڑ کر کہا۔ قاسم ہی ہی کرتے ہوئے اب رشیدہ کو دیکھنے لگا۔

”غمد بھائی۔ آپ میرے لئے کوئی نئی غل غلیاں منواتے یہ دونوں سائیاں تو مجھ تو گھاس داس بھی نہیں ڈالتیں۔“ قاسم نے کیپٹن حید سے شکوہ کیا۔

”کیا میں تمہارا دلال ہوں جو ہر وقت تمہارے لئے نئی غل غلیاں مہیا کرتا رہوں۔“ کیپٹن حید نے قاسم کو گھورتے ہوئے کہا۔

”یہ تم نے سوئے گھماڑ کو کیوں بلا لیا ہے اور یہ بھی بتاؤ کہ تم نے مجھے کس لئے یہاں بلوایا ہے۔“ اسپیکر آصف نے قاسم کو دیکھ کر ناگوار لہجے میں کیپٹن حمید سے کہا۔

”گھماڑ شام ہو گا تو اور طیارہ اسارا کھانداں۔“ قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اسپیکر آصف کی بات سن کر قاسم کی ذہنی رو بھٹک گئی تھی۔

”میں تمہارے من نہیں لگتا سوئے۔ اس لئے اپنی اوقات میں رہو ورنہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے کروں گا۔“ اسپیکر آصف نے بھی ہاتھ بچا کر غصے سے کہا۔

”اے داد۔ بے آئے نیل شیل کے طعنے دینے والے۔ مجھے اپنے دوست حمید بھائی کا کھیاں نہ ہوتا تو ایک مگا مارتا تو تم اس دیوار سے چپکے نظر آتے۔“ قاسم مگا دکھاتے ہوئے زور سے دھاڑا۔

”اے سوئے۔ میں کرل فریدی سے نہیں ڈرتا تو تجھ سے خاک ڈروں گا۔ اپنی دھونس بند کر۔“ اسپیکر آصف پھر چلایا۔

”اے او اسپیکر کے بچ۔ آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔“ یہ کہہ کر قاسم مکاتان کر آصف کی طرف بڑھا۔

”ارے یاد آیا قاسم۔ ان دونوں سالیوں کو تو تم عرصہ سے جانتے ہو۔ یہ تو تمہیں لفت نہیں کراتیں۔ آج میں نے تمہارے لئے بہت زبردست میزبانی کی ہے۔“ اس سے پہلے کہ قاسم اسپیکر آصف کی طرف مزید پیش قدمی جاری رکھتا، کیپٹن حمید نے تیزی سے اٹھ کر قاسم کو روکنے کے لئے فنی کمانی گھڑ دی۔

”کہاں ہائے۔ کہاں ہائے میزبانی؟“ میزبانی اور قتل ٹکونی کا سن کر قاسم کا غصہ کافور ہو گیا۔ قاسم کی رو پھٹنے پر سب ہی مسکرا دیے۔ اسپیکر انور نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر نیا سگریٹ نکال کر منہ میں دبایا مگر اس سے پہلے کہ انور ماہوس سے سگریٹ سلاگتا، رشیدہ نے اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر توڑ مروڑ کر ٹپے پھینک دیا۔

”غضب خدا کا۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو دوسریٹ لپی چکے ہو۔ مروا ہے یہ جواں لپا لپی کر۔ دیکھو کیپٹن حمید اس کو روک دو کہ اب میرے سامنے یہ زہر نہ پیئے ورنہ میں ابھی سب کے سامنے اس کی ہائی کر دوں گی۔“ رشیدہ نے انتہائی خبیث لہجے میں پہلے انور سے اور پھر کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

”رشیدہ کی بچی۔ میں مار مار کر تیرا چہرہ ہکاڑ دوں گا۔ تو کون ہوتی ہے مجھے دھونس دینے والی۔“ انور نے غصے سے کہتے ہوئے جیب سے پھر سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔

”یار۔ بس کرو یہ لڑنا جھگڑنا۔“ ہریش نے انور اور رشیدہ کو دوبارہ لاتے دیکھ کر ان سے انتہائی۔

”ارے بھائی۔ کیوں تفرق کا مزہ خراب کرتے ہو۔ آج محفل بھی اسی لئے منعقد ہوئی ہے کہ ان میں سے کون کس سے جیتتا ہے۔ کیپٹن حمید نے ہشتے ہوئے ہریش سے کہا۔

”اگر آپ مجھ گریب کو حکم دیں تو مائیں اس سالے انور کی آنکھیں درگت درگت بناؤں کہ پھر کبھی یہ سگریٹ دگرگت کا نام بھی آپ کے

ساتھ نہیں لے گا۔۔۔۔۔ قاسم نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے سر جھکا کر کہا مگر سر جھکانے کی کوشش میں اس کا پورا وجود ہل کر رہ گیا۔ قاسم کی اس حرکت پر سب ہی مسکرائے۔

”ہاں واقعی۔۔۔ اور دیکھو تم سے تو اچھا قاسم ہے کس طرح اچھے بچے کی طرح سگریٹ سے نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔۔۔۔۔ رشیدہ نے مسکراتے ہوئے قاسم کی یہ حرکت دیکھ کر کہا۔ رشیدہ بھی شغل کے موڈ میں آگئی تھی۔ رشیدہ کی بات سن کر قاسم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور اس کی ہی اسی دوبارہ شارٹ ہو گئی۔

”منہ بند کرو۔۔۔ پو آتی ہے تیرے منہ سے۔ کبھی دانت بھی صاف کر لیا کر۔۔۔“ انسپکٹر آصف نے قاسم کو ہنسنے دیکھ کر بے زاری سے کہا۔

”اے جہان کو لگام دے۔ انسپکٹر کے چپکے۔ وگرنہ مائیں تیری جہان کھینچ لوں گا۔۔۔“ قاسم زور سے دھاوا۔ اس کی رد انسپکٹر آصف کی بات سن کر ایک مرتبہ پھر بہک گئی تھی مگر اس سے پہلے کہ قاسم غصے سے انسپکٹر آصف کی طرف بڑھتا اچانک کمرے میں کرنل فریدی داخل ہوا۔ اس کے ساتھ روزا اور طارق بھی تھے۔ کرنل فریدی کو دیکھ کر قاسم کا غصہ فوراً اجھاگ کی طرح بیٹھ گیا اور وہ کرنل فریدی کو دیکھ کر اسے سلام کرنے لگا۔ کرنل فریدی کو دیکھ کر سب ہی احترام سے کھڑے ہو گئے البتہ انسپکٹر آصف نے کرنل فریدی کو دیکھ کر منہ بنا لیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا بی رہا۔

”زبے نصیب۔ زبے نصیب۔ آخر کار کرنل صاحب کو ہماری

حالت زار پر رحم آئی گیا۔ اگر آپ تھوڑی دیر اور کر دیتے تو یہاں جنگ عظیم سوم پھڑ پھڑ جھکی ہوتی۔۔۔۔۔ کیپٹن حید نے کرنل فریدی کو دیکھ کر جملہ کسا۔

”برخوردار۔ میں نے تمہیں قاسم اور انسپکٹر آصف کو بلانے کے لئے تو نہیں کہا تھا پھر یہ بن بلانے مہمان کیوں حاضر ہوئے۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کیپٹن حید کو گھوڑا۔

”میری تو چین مت کرو کرنل فریدی۔ میں بن بلانے نہیں آیا بلکہ مجھے کیپٹن حید نے کسی خاص کام کے سلسلے میں یہاں بلایا ہے۔۔۔۔۔ انسپکٹر آصف نے کرنل فریدی کی بات سن کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا مگر کرنل فریدی نے انسپکٹر آصف کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

”جب آپ انگریزیا سے اپنے دوستوں کو بلا سکتے ہیں تو میں اپنے دوستوں کو کیوں نہیں بلا سکتا۔۔۔۔۔ کیپٹن حید نے تھرا کی۔

”برخوردار۔ میں نے کسی پارٹی کے لئے نہیں بلکہ اہم میٹنگ کے لئے ساتھیوں کو بلایا ہے۔“ کرنل فریدی نے اٹھا بات مکمل کی۔

”سر۔ کیا کسی مہمانی مشن پر جانا ہے جو آپ نے طارق صاحب کو زحمت دی ہے۔۔۔۔۔ برلین نے ادب سے پوچھا۔

”ہاں برلین۔ تم سچے سمجھے ہو۔ اسی بار واقعی تاریک برا عظم کے ایک گمشدہ اور خطرناک ترین گوشے کی طرف پیش قدمی کرنی ہے۔ اس لئے میں نے تم سب کو بلایا ہے اور میں نے طارق صاحب کو خاص کر

انگریزیا سے افغانستان بلایا ہے۔“ کرنل فریدی نے اقرار کیا۔

"ہائے۔ افریقہ کی کالی کلوٹی حینائیں۔ میری تو آنکھیں اتا کے دیدار کو ترس رہی ہیں"۔ کیتھن حید نے جملہ کہا۔

"بہ خوردار۔ سنجیدگی اختیار کرو ورنہ مجھ سے پوچھو گئے"۔ کرنل فریدی نے حید کو ٹوکا۔ یہ حید کی تھا جو کرنل فریدی جیسے خشک مزاج شخص سے بھی مذاق کر لیتا تھا اور اکثر اوقات کرنل فریدی بھی کیتھن حید کی باتوں کو نظر انداز کر دیتا تھا ورنہ کسی اور بھر کی کرنل فریدی سے فضول بات کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ قاسم بیسے موٹی عقل والے کی بھی کرنل فریدی کو دیکھ کر جان جاتی تھی البتہ انسپکٹر آصف کرنل فریدی کی شہرت سے بے پناہ جلتا تھا مگر کرنل فریدی انسپکٹر آصف کو کھاس تک نہیں ڈالتا تھا البتہ کیتھن حید، انور اور رشیدہ فضل کے لئے انسپکٹر آصف سے دوستی کر کے اسے کسی خاص مہم میں ہیرو بنانے کا عہد کر کے اس کو بونٹے رہتے تھے۔ کرنل فریدی کو ذرہ بھر پرواہ نہیں تھی کہ انسپکٹر آصف اس کی عزت نہیں کرتا اور نہ ہی کرنل فریدی نے کبھی کیتھن حید، انور اور رشیدہ کو ٹوکا کہ وہ انسپکٹر آصف سے دوستی نہ کریں۔

"مردوں میں آپ نے مجھ جیسے خیرہ اور خداداد صلاحیتوں کے مالک نوجوان کا انتخاب کر کے مجھے اپنا شاگرد بنایا ہے تو لڑکیوں میں بھی کوئی زندہ دل و شیرہ کو اپنا شاگرد بنا۔" حید نے انگریزی لڑکی روزا کے حسین اور گورے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے آہ بھر کر کرنل فریدی کو مشورہ دیا مگر روزا نے حید کی بات سن کر کسی رد عمل کا اظہار نہ کیا کیونکہ روزا سنجیدہ اور کم گولڑی تھی۔ قاسم بھی مسکراتی ہوئی نظروں

سے روزا کے حسین اور گورے چہرے کو کن آنکھیں سے دیکھ رہا تھا۔
 "بہ خوردار۔ اپنا دماغ لڑکیوں کے چکروں سے نکال کر غور سے میری بات سنو۔ لڑکیوں کے چکر میں پڑ کر تم اپنی صلاحیتوں کو زنگ لگا رہے ہو"۔ کرنل فریدی نے اب سختی سے کیتھن حید کو ڈکا تو طارق مسکرا کر کیتھن حید کو دیکھنے لگا۔

"دنیا بڑی ظالم ہو گئی ہے۔ آپ نے اپنے جیسی خشک اور پتھر دل لڑکی کو اپنی شاگرد بنایا ہے۔ واہ۔ کیا خوب جوڑی بچتی ہے"۔ کیتھن حید نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کیا آپ بتائیں مجھے کہ آپ نے کیوں طارق صاحب کو ایکرمیا سے کافرستان بلوایا ہے"۔ انسپکٹر جگدیش نے ہلکی بار زبان کھولی۔

"روزا۔ وہ نشان دکھاؤ جو رپورٹ پر نامعلوم شخص تمہاری گاڑی میں ڈال کر بھاگ نکلا تھا"۔ کرنل فریدی نے روزا کی طرف دیکھ کر خشک لہجے میں حکم دیا۔

"نہیں سر"۔ روزا نے ادب سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے پرس سے ایک پلاسٹک کا چھوٹا سا کارڈ نکالا اور کھڑی ہو کر کرنل فریدی کو پیش کر دیا اور اپنی جگہ واپس بیٹھ گئی۔ اس کارڈ پر ایک انسانی کھوپڑی کا نشان بنا ہوا تھا اور اس انسانی کھوپڑی کے نشان کے نیچے دو سرخ لکیروں کا نشان بنا ہوا تھا۔

"آپ سب لوگ کارڈ میں اس نشان کو دیکھیں تو آپ سمجھ جائیں

مے کہ یہ نشان کس خطرناک اور دنیا میں دہشت کی علامت عظیم کا ہے۔۔۔۔۔ کرل فریدی اپنے ساتھیوں کی طرف کارڈ کر کے ان کو نشان دکھانے لگا۔

”اوہ۔ نو سر۔ کارڈ میں یہ نشان تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کارڈ عالمی دہشت گرد عظیم ریڈ ڈسجھ کا ہے اور جہاں تک میری معلومات ہیں یہ خوفناک عالمی دہشت گرد عظیم سائنس کی دنیا میں ذریعہ لینڈ والوں سے کسی طور بھی کم نہیں ہے۔۔۔۔۔ ہریش نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ ہریش کی بات سن کر سب کے چہروں پر تشویش کی لہر دوڑ گئی کیونکہ سوائے قاسم کے سبھی نے اس خطرناک عظیم کے متعلق سن رکھا تھا۔

”ہاں ہریش۔ تم درست کہتے ہو اور جہاں تک مجھے معلوم ہے اس عالمی دہشت گرد عظیم کا لیڈر ماسٹر باخ بہت بڑا سائنس دان ہے اور اس نے اپنی عظیم ریڈ ڈسجھ کو بہت مضبوط اور فعال بنا دیا ہے۔“ کرل فریدی نے اپنی بات مکمل کی۔

”جی ہاں۔ آپ دونوں کی بات درست ہے۔ ماسٹر باخ جو کسز یہودی ہے اور یہودی قوم ایسی ہے جو سمجھوتوں اور اپنے مفاد میں اپنے سبکے ہاپ اور بیٹے کا بھی لحاظ نہیں کرتی۔ وہاں پر یہودیوں نے اپنا تسلط قائم کر رکھا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں ان میں ستر فیصد تو صرف یہودیوں کی ہیں بقیہ تیس فیصد کمپنیاں دیگر مذاہب کی ہیں۔۔۔۔۔ طاروق نے کہا۔

”خیر بات وہی تھی ماسٹر باخ کی۔ ریڈ ڈسجھ عظیم کے اس لیڈر

نے چند دن پہلے دھمکی دی تھی کہ وہ یہ کارڈ جس ملک کے ٹیرٹ ایجنٹ کو دے گا۔ اس ملک میں اپنی اچارہ داری قائم کرے گا اور میری معلومات کے مطابق یہ کارڈ پاکیشیا اور گریٹ لینڈ والوں کو بھی مل چکا ہے۔۔۔۔۔ کرل فریدی نے ان کو سکھایا۔

”دوسرے۔ روزا تو انگریزی لڑکی ہے اور گریٹ لینڈ میں بھی بہت سے یہودی آباد ہیں۔“ انسپلر جگدیشن نے سوال پوچھا۔

”بے وقوف۔ روزا تقریباً دو سال سے کافرستان میں ہے اور میرے ساتھ کام کرتی ہے اس لئے اب اس کا انگریز سے رشتہ نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ گریٹ لینڈ کا ڈاکٹر سائنس جسے پورا گریٹ لینڈ دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے، یہودیوں سے شدید نفرت کرتا ہے اور اس کی عظیم میں کوئی بھی یہودی شامل نہیں ہے اور ویسے بھی کئی مشنر میں ڈاکٹر سائنس ماسٹر باخ جیسے عالمی دہشت گرد کو زک پہنچا چکا ہے۔ ویسے تو میں اور عمران بھی ماسٹر باخ کو کھست دے نیچے ہیں مگر وہ مکار سائنس دان اس بار پوری سائنسی تیاری کے ساتھ میدان میں اترے۔“ کرل فریدی نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اس کا سیکشیل سیل فون سپارک کرنے لگا۔

”نیرولی سے میرے ایجنٹ کی کال آئی ہے۔“ کرل فریدی نے یہ کہہ کر سیل فون آن کر دیا اور کال اٹینڈ کرنے لگا۔ اپنے نیرولی ایجنٹ کی بات سن کر کرل فریدی کا چہرہ قصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

جوڑی سودار ہوئی۔ ان دونوں کے ہاتھ میں مائیک تھا۔ یہ جوڑی ملک کی معروف ہستیاں تھیں۔ بلکہ گریٹ لینڈ کیا پوری دنیا میں اس جوڑی کا چرچا تھا۔ خبروں و جوان کا نام ہر شل تھا اور یہ گریٹ لینڈ کے سب سے کثیر الاشاعت اخبار روزنامہ ”ورلڈ انڈر مشن“ کا مالک تھا اور اس کی حسین ساتھی ورلڈ انڈر مشن کی کالم نگار مس کوشیلا تھی۔ اس ذہین اور خوبصورت لڑکی کے کالم گریٹ لینڈ کیا پوری دنیا میں نیٹ کے ذریعے بڑے ذوق و شوق سے پڑھے جاتے تھے۔ اب یہ دونوں مائیک ہاتھوں میں لئے لوگوں کے جم غفیر کے سامنے موجود تھے۔

”معزز سامعین آج چند لمحوں بعد آپ سب کے دلوں کی دھڑکن حسن کی شہزادی، ڈائس کی ملکہ اور محرر انگیز آواز کی مالک مس کلارا جلوہ گر ہونے والی ہے۔ ہر شل کلارا کی تعریف کرتے ہوئے سامعین سے کہنے لگا۔

”اور مس کلارا کے ساتھ سروں کے چادوگر آپ کے دلوں کا شہزادہ ڈائس کا بادشاہ ڈاکٹر سائن جان عرف کلی سیون آپ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔“ کوشیلا نے سائن کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ ہر شل اور کوشیلا کی باتیں سن کر لوگوں کے جم غفیر نے شور مچایا اور بھرپور تائیاں بجانا شروع کر دیں۔

کوشیلا اور ہر شل لوگوں کے سامنے سائن اور کلارا کی تعریف کر کے اسٹیج سے چلے گئے تو یکجہت ہال کے اسٹیج پر رنگ برنگی روشنیوں کا دائرہ تیز ہو کر ادھر ادھر کھنسنے لگا۔ اچانک اسٹیج پر جیسے روشنی سی چکی اور

بلیو سٹار گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا سب سے مشہور کلب تھا۔ بڑے بڑے پروگرامز اور خاص کر محفل موسیقی کے اکثر پروگرام یہاں منعقد ہوتے تھے۔ آج بلیو سٹار کلب میں بے پناہ رش تھا۔ کلب کے اندر ہر طرف لوگوں کا جھوم تھا۔ کلب کا بڑا ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا حالانکہ یہ کلب شہر کے دیگر کلبوں سے زیادہ مہنگا تھا مگر اس کے باوجود سب سے زیادہ رش بھی یہاں ہوتا تھا۔ آج تو مگیا لوگوں کا جم غفیر کلب کے ہال میں موجود تھا۔ ہال کے اسٹیج پر رنگ برنگی روشنیاں گردش کر رہی تھیں اور پورا ہال روشنی سے بھرپور بنا ہوا تھا۔ آج گریٹ لینڈ کا مشہور و معروف جینڈ کلی سین گروپ اس کلب میں پر فارم کرنے والا تھا اور لوگ اپنے اس پسندیدہ جینڈ کو دیکھنے کے لئے بے تاب سے انتظار کر رہے تھے۔ اچانک اسٹیج پر ایک نوجوان اور خوبصورت

ایک نہایت حسین ترین گوری لڑکی جو واقعی بے پناہ حسن کی مالک تھی اسٹیج پر نمودار ہوئی۔ اس نوجوان حسینہ کے ساتھ ایک وجہہ شکل کا نہایت خوبہ گورا نوجوان اپنی ساتھی حسین لڑکی کا ہاتھ تھامے اسٹیج پر نمودار ہوا۔ اس نوجوان کی شرت پر لکی سیون کے الفاظ درج تھے۔ مجمع اس نوجوان حسینہ جوڑی کو دیکھ کر خوشی سے اچھٹے لگا اور ہاتھ ہلا کر اسے سلام کرنے لگا۔ یہ نوجوان گریت لینڈ کا مشہور و معروف سراغ رساں اور ذہین ترین سائنس دان ڈاکٹر سائنس جان تھا اور اس کی ساتھی لڑکی جو بوٹر باسن کی مالک تھی یہ ملک کی معروف نوجوان ذہین ہیرسٹر مس کلارا تھی جو نوجوانی میں ہی وکالت میں ایسے ایسے کیس جیت چکی تھی کہ پرانے اور مشہور ہیرسٹر بھی اس نوجوان اور حسینہ و ذہین لڑکی کی ذہانت کے ٹانگے ہو گئے تھے۔ اس خوبصورت جوڑی کا ڈانس پوری دنیا میں مشہور تھا۔ یہ اپنے شوق کی خاطر اکثر اوقات پروگرامز کرتے رہتے تھے اور جب بھی ان کے شو کا اعلان ہوتا، لوگوں کا جم خیر ان کے شو میں شرکت کرتا۔ چاہے شو کی کمٹ کٹی ہی جتنی کیوں نہ ہوتی اور مس کوشیلا نے سینئر پر ایک خوبصورت دل موہ لینے والی دھن پیئر دی اور کلارا اور ڈاکٹر سائنس نے اپنی خوبصورت آواز میں گانا، گانا شروع کر دیا۔ واقعی ان دونوں کی آوازوں میں جادو تھا۔ لوگوں کا جم خیر ان کے گانے سے مخلوط ہو رہا تھا۔ کچھ دیر بعد ان کا گانا ختم ہو گیا۔ اب ہرشل اور کوشیلا نے سینئر پر ایک ڈسکو گانا بجانا شروع کر دیا۔ اس تیز میوزک کے ڈسکو گانے پر قمر کے گول کرتا تھا۔ اب کلارا اور ڈاکٹر سائنس نے تیز تھاپ

پر قمر کا شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ ان کا قمر کا اتکا تیز ہو گیا کہ لوگ حیرت سے ان کے کچل جیسے پھرتیلے فن کو دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد میوزک ختم ہوا تو دونوں نے قمر کا بند کر دیا۔ لوگوں کی تالیوں اور شور سے کانوں کے پردے پھٹنے لگے۔ لوگ اپنی پسندیدہ جوڑی کے دیکش کانون اور قمر پر بہت محظوظ ہوئے تھے اور لوگوں نے انہیں اس خوبصورت فن کے مظاہرے پر پھر بار داد دی تھی۔

اب ہرشل اور کوشیلا ایک مرتبہ پھر مائیک ہاتھ میں لئے کمرے آئے۔

”معرز سامعین۔ اب مشرق کا خوبصورت اور جادو بھرائی لئے آپ کے سامنے تشریف لاتے ہیں دنیا کا آسواں بجوبہ یعنی ٹونی عرف بلا رستم جو مشرق کے کلاسیکی فن بانسری بجا کر آپ پر سحر طاری کر دیں گے۔“ کوشیلا نے پر جوش آواز میں کہا۔

”تو اب تشریف لاتے ہیں دنیا کا آسواں بجوبہ ٹونی عرف بابا رستم۔“ ہرشل نے بھی پر جوش آواز میں کہا۔ اسی لمحے اسٹیج پر ایک دہلا چلا شخص جس نے آنکھوں پر موٹی سی عینک لگا رکھی تھی اور جو سر سے منجا تھا، پھولوں کے ہار پہنے ہوئے لگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا اسٹیج پر نمودار ہوا۔ اس کی شکل خاصی مشککہ خیز تھی۔ ہرشل اور کوشیلا اسٹیج سے چلے گئے تو مزاحیہ شکل کا ٹونی مسکراتے ہوئے جھک کر لوگوں کو سلام کرنے لگا اور لوگوں نے بھی ٹونی کو دیکھ کر پر جوش تالییاں بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ اب ٹونی نے بانسری اپنے منہ سے لگائی اور مائیک

کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے فن کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ ہانسی کی آواز میں اتنا درد اتنا سحر تھا کہ جم غفیر اس طرح خاموش تھا جیسے سب کو ساپ سونگھ گیا ہو۔ لوگ سحر زدہ ہو کر ٹوٹی کے دھنسن میں مست تھے۔ کافی دیر ہانسی بجانے کے بعد جب ٹوٹی نے ہانسی بجانا بند کر دی تو لوگوں کا جم غفیر جو کافی دیر سے سحر زدہ ہو کر ٹوٹی کے فن سے محظوظ ہو رہے تھے اب ان کی تالیوں کے شور نے گویا آسمان سر پہ اٹھالیا تھا۔ ٹوٹی لوگوں سے دار و صل کر کے اسٹیج سے واپس چلا گیا۔ اس طرح ایک یادگار شو کا اختتام ہوا اور کلب کا ہال لوگوں کے جم غفیر سے تھوڑی دیر کے بعد خالی ہو گیا اور ہال اور اسٹیج کی روشنیاں نکل کر دی گئیں۔ اس وقت ڈاکٹر سائمن اور کڈارا کلب سے نکل کر کار میں بیٹھے اپنے خاص میکسر پاور ہاؤس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

”سائمن۔ آج ہم نے بہت دنوں بعد شو میں پروم کیا ہے۔“
ساتھ بیٹھی کڈارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈیر۔ ہمارا اصل کام تو جاسوسی اور سراغ رسانی ہے۔ یہ تو فراغت کا پارٹ ٹائم فنل ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے کہا۔

”ویسے تم نے کوشیا کو کالم لکھنے کا آرڈر دے تو دیا تھا اور اب اس کے جادو بھرے کالم نے دنیا میں کھلبلی مچا دی ہے اب دنیا کے کئی ملکوں کی تحقیقات اس تاریک براعظم افریقہ کے اس گمشدہ حصے کی تلاش میں سرگرداں ہو جائیں گی جو دہائیوں کا مرکز ہے اور خصوصاً وہاں کی یورینیم

ترقی پذیر ممالک کے لئے سائنسی ترقی میں اہم ثابت ہو سکتی ہیں۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تاریک براعظم کا گمشدہ جزیرہ جو اب تک دنیا کی نظروں میں نہیں آیا۔ کیا واقعی وہاں دیہ و صحرا کا بڑا کوارٹر ہے۔“ کڈارا نے پوچھا۔ ان کی گاڑی پاور ہاؤس پہنچ چکی تھی۔ ڈاکٹر سائمن نے اپنی شرٹ کی جیب سے ایک پشیل نما آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبایا تو ہبز رنگ کی روشنی نکل کر پاور ہاؤس کی وسیع عمارت کے گیٹ پر پڑی تو گیٹ کھلتا چلا گیا۔ ڈاکٹر سائمن کار کو اندر لے گیا۔ پورچ میں تین کاریں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ ڈاکٹر سائمن کے پیچھے ہرشل کی گاڑی بھی داخل ہو گئی جس کے ساتھ کوشیا بیٹھی تھی۔ چپے ہی ان کی گاڑی عمارت کے اندر داخل ہوئی ہرشل نے اپنی جیب سے ڈاکٹر سائمن کی طرح پشیل نما آلہ نکالا اور بٹن دبایا تو سرخ رنگ کی لائٹ نکل کر گیٹ پر پڑی تو خود کار گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔

”فلو ممبرز۔ کیا حال ہیں۔ ہم سب نے بہت آرام کر لیا ہے۔ اب نیا کہیں شروع ہو چکا ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے کار سے نکل کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اچانک سیل فون کی تیلی سنائی دی تو ڈاکٹر سائمن چونک پڑا۔

بحری جہاز لگنا تو وہ قبیلے والے ان بدقسمت جہاز دانوں کے مردوں
 پوزھوں اور بچوں کو ذبح کر کے کھا جاتے یا پھر اپنے دیوتا ٹوکاٹ کے
 نام پر قربان کر دیتے تھے البتہ نوجوان لڑکیوں کو اپنے قبیلے کے مردوں
 میں بانٹ دیا جاتا۔ یہ قبیلے کے سردار پر منحصر ہوتا کہ وہ خود کتنی لڑکیاں
 رکھتا اور کتنی لڑکیاں اپنے قبیلے کے دشمنوں کو بانٹتا پھر یہ بدقسمت لڑکیاں
 تمام عمران دشمنوں کی ہوس کا نشانہ بنتی تھیں۔ یہ تاریک براعظم افریقہ
 کا گمشدہ حصہ تھا جو اب تک دنیا کی نظروں سے چھپا ہوا تھا۔ اس طویل
 جزیرے پر ان دشمنوں کے ساتھ ساتھ دوسرے خطرات بھی موجود
 تھے۔ یہ پورا جزیرہ انتہائی مچھان اور درختوں سے اٹا ہوا تھا اور خطرناک
 درندوں، سموی حشرات الارض، خونخواری دلدلوں اور گوشت خور درختوں سے
 بھی پر تھا۔ گویا یہ مٹی تاریک براعظم، براعظم افریقہ کے تمام خطروں کو
 اپنے اندر سموئے ہوئے تھا اور اس جزیرے کا نام ریڈ ڈسھ تھا۔ ریڈ
 ڈسھ اس لئے نہیں کہ یہاں ریڈ اڈمز یعنی آدم خور قبیلے آباد تھے بلکہ
 یہاں دنیا کے ذہن ترین اور تخریب کار سائنس دان ماسٹر بارغ کی
 حکومت تھی۔ اس خطرناک ترین مخرخریب پسند سائنس دان کے ذہن
 اور فعال ایجنٹ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ سائنس کی دنیا میں
 سحرانی کے خواب میں تین ہستیاں اس کے ارمانوں کو ملیا میٹ کرتی
 آئی تھیں اور وہ ہستیاں پاکیشیا کا علی عمران، گرین لینڈ کا ڈاکٹر سائنس
 اور کافرستان کا کرمل فریدی تھے جو متعدد معرکوں میں اس کے اہم
 ایجنٹوں کو موت کی فینڈ سلا پہنچے تھے اور ماسٹر بارغ بڑی مشغولوں سے ان

براعظم افریقہ کے آخری ملک جنوبی افریقہ کے ملک کی جہاں
 آخری ٹکون ختم ہوتی ہے وہاں سے تقریباً چھ سو کلومیٹر دور ایک بڑا
 آباد تھا۔ اس جزیرے کا رقبہ تقریباً سوا چار سو کلومیٹر کے گنگ بھگ تھا۔
 اس جزیرے کے اوپر تقریباً ہر وقت بادلوں اور کبر کی چادر چھائی رہتی
 تھی اور جزیرے کے ارد گرد بے شمار چٹانیں تھیں جس کی وجہ سے بحری
 سفر میں اس جزیرے تک رسائی حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ بحری
 بیڑے سمندروں میں جھپی ان چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے
 تھے اور آسمان پر بادلوں کے پردے کی وجہ سے یہ جزیرہ دنیا کی نظروں
 سے چھپا ہوا تھا مگر برسوں پہلے افریقیوں کا ایک قبیلہ اس جزیرے پر
 پہنچ چکا تھا اور نسل در نسل یہاں آباد تھا اور پھر اس قبیلے کے کئی وحشی
 جزیرے کے خطرناک درندوں سے پر جنگلوں میں آباد ہو گئے۔ ان میں
 بیشتر قبیلے تو ریڈ اڈمز قوم سے تعلق رکھتے تھے جیسی آدم خور تھے۔ اگر
 کبھی بھولا بھلا بحری جہاز سمندروں میں بھٹک کر اور ان چٹانوں سے
 بچ کر اس خوفناک جنگل میں آ جاتا تھا اور جس وحشی قبیلے کے ہتھے یہ

سے جان بچا پایا تھا مگر اب یہ شاطر اور ذہین ترین ساتش دان چند ایسے ساتش آلات ایجاد کر چکا تھا جس کی بنا پر اسے یقین تھا کہ اب عمران، ڈاکٹر ساتش اور کرتش فریدی مل کر بھی اس کا ہال بیک نہیں کر سکتے۔ جبرے کے سین وسط میں سرخ رنگ کی ایک عمارت بنی ہوئی تھی۔ یہ وسیع عمارت ریڈ وڈھ کا بیڈ کوارٹھی۔

اس وقت ہیڈ کوارٹر کے میٹنگ ہال میں ایک بے پناہ اور بحر انگیز حسن کی مالک جاپانی لڑکی ریٹا موڈارے ایک کرسی پر براہمن تھی جو دنیا میں ڈاکٹمنڈ بیوٹی کے نام سے جانی جاتی تھی اور انتہائی تیز طرار ذہین ترین اور خطرناک ترین فائز تھی۔ دوسری طرف ٹھٹھے قد کا ٹیکرو بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے پر چنگی کے داغ تھے۔ ایک آنکھ مدار تھی اور اس کے چہرے کا بالیاں حد بھلا ہوا تھا اور اس کی شکل انتہائی حد تک بھانک تھی جسے دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔ یہ کینیا کا باشندہ و جطر ڈسلا کا تھا جو جرم کی دنیا میں دہشت کی علامت تھا۔ انتہائی کینسی فطرت کا ظالم ترین اور عیاش پرست وحشی تھا اور دنیا میں جنگی بھیڑیے کے نام سے جانا جاتا تھا۔ جس عورت کو ایک مرتبہ اپنی ہوس کا نشانہ بنا لیتا اسے دوسرے مردوں کے لئے حرام قرار دیتا اور اس بد قسمت عورت کے گھر پر چاقو پھیر کر اسے ذبح کر دیتا۔ ویسے تو جطر ڈسلا کا جرم کی دنیا میں جنگی بھیڑیا اور دہشت کی علامت سمجھا جاتا تھا مگر پھر بھی اپنے لیڈر ماسٹر بارش کی طرح اس کی بھی علی عمران، ڈاکٹر ساتش، کرتش فریدی اور میجر پرود سے جان جاتی تھی۔ تیسری کرسی پر ایک فرانسیسی

مرد بیٹھا ہوا تھا جو کسی دور میں فرانس کی فوج میں میجر تھا۔ اس کا نام سارگن تھا۔ میجر سارگن ویسے تو بے حد ذہین اور مایہ ناز فوجی تھا مگر بے پناہ ظالم تھا جس کی وجہ سے فرانس کے اعلیٰ عہدے داروں نے اسے فوج سے نکال دیا تھا اور ماسٹر بارش نے اس کی خویوں کو دیکھتے ہوئے اسے اپنے گروپ میں شامل کر لیا تھا۔ ریٹا موڈارے عرف ڈاکٹمنڈ بیوٹی، جطر ڈسلا کا اور میجر سارگن ماسٹر بارش کے خاص ایجنٹ تھے۔ ان تینوں کے انڈر ریڈ وڈھ کے بے شمار ذہین اور فعال ایجنٹ کام کرتے تھے جو ان ہی کو رپورٹ پیش کرتے تھے اور ماسٹر بارش ان تینوں سے رپورٹ لیتا تھا مگر درحقیقت ان تینوں کی بھی آپس میں رقابت چلتی رہتی تھی اور تینوں کے گروپ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ جطر ڈسلا کا کے گروپ کے فعال ایجنٹ براہمن افریقہ کے مکوں میں پھیلے ہوئے تھے اور جطر ڈسلا کا خود بھی جنگلوں کا کیزا تھا۔ میجر سارگن کے ایجنٹ شمالی اور جنوبی افریقا میں پھیلے ہوئے تھے اور میجر سارگن کی شمالی اور جنوبی افریقا کے مکوں میں دہشت تھی اور ریٹا موڈارے کے ذہین اور خطرناک ایجنٹ ایشیا اور یورپ کے مکوں میں دہشت پھیلانے ہوئے تھے۔ آج ان تینوں کو اہم میٹنگ کے لئے ان کے لیڈر ماسٹر بارش نے اپنے خفیہ مقام جزیہ ریڈ وڈھ کے ہیڈ کوارٹر میں بلوایا تھا اور تینوں اپنی کرسیوں پر براہمن اپنے لیڈر ماسٹر بارش کا انتظار کر رہے تھے۔ اچانک دروازے پر سرخ روشنی پڑی تو تینوں چونک کر دروازے کی طرف کھوپڑی کے نشان کو

دیکھنے لگے۔ اس کھوپڑی کے نشان کے نیچے دو سرخ رنگ کی لکیریں تھیں۔ یہ ریڈ ڈیوڈھ تنظیم کا مخصوص نشان تھا۔ کھوپڑی کی بے نور آنکھیں خون کی مانند چمکیں اور دروازہ کھل گیا اور ایک اوجیز عمر آدی اندر داخل ہوا۔ جس نے سرخ رنگ کی پینٹ اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔ چہرہ انتہائی کرخت اور آنکھیں مرنے والی تھیں۔ یہ دنیا کا عیار ترین، ذہین مگر دہشت پسند سائنس دان اور ریڈ ڈیوڈھ عالمی دہشت گرد تنظیم کا لیڈر ماسٹر باغ تھا جس کے ایجنٹوں نے پوری دنیا میں دہشت پھیلا رکھی تھی۔ اس کو دیکھ کر تینوں ادب سے کھڑے ہو گئے۔ ماسٹر باغ اپنی مخصوص کرسی پر آکر بیٹھا تو یہ تینوں بھی بیٹھ گئے۔

”آپ سب سمجھ گئے ہوں گے کہ میں نے اپنے اس خفیہ جزیروے پر تم سب کو کیوں بلایا ہے۔ یہ جزیروہ تو تاریک براعظم کا ہی حصہ ہے اور افریقہ کے تمام فخرات اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور وحشی قبائل بھی گزشتہ کئی صدیوں سے یہاں آباد ہیں جن کو ہم نے بڑے طریقے سے کنٹرول کر رکھا ہے اور یہ خطرناک ترین جنگلات سے بڑے افریقہ کا گمشدہ حصہ دنیوں سے مالا مال ہے اور یہاں یورینیم کی بھی وافر مقدار موجود ہے اور ان یورینیم کے ذخائر سے میں نے حیرت انگیز سائنسی ایجادات کی ہیں اور اب دنیا پر ہمارا قبضہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں چاہتا تو یہی تھا کہ میرا یہ ریڈ ڈیوڈھ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر دنیا کی نظروں سے اوجھل رہے تاکہ دنیا پر قبضے کے بعد چھپے دھپنے اور یورینیم کے ذخائر ہمارے کام آئیں مگر وقت سے پہلے ہی مارگن نے ہمداری کر

کے ڈاکٹر سائنس جیسے خطرناک اور ذہین سائنس دان اور سراغ رساں کو اس خفیہ جزیروے کا پتہ بتا دیا جو اب تک میری سائنسی محنت کی وجہ سے چھپا ہوا تھا۔ اب یہ راز افشا ہو چکا ہے۔ ہمدار مارگن تو مارا جا چکا ہے مگر مرنے سے پہلے ڈاکٹر سائنس کو اس جزیروے تک آنے کا راستہ بھی بتا گیا ہے۔ ڈاکٹر سائنس کی ایجنٹ پاور نمبر قائم کوشیٹا نے اپنے جادو بھرے قلم سے دنیا میں کھینچی چا دی ہے۔ میں بڑے امید ہوں کہ مجھے دنیا کے دیگر ایجنٹوں سے تو کوئی خطرہ نہیں ہے مگر پاکیشیا کے علی عمران، گریت لینڈ کے ڈاکٹر سائنس اور کافرستان کے کرگل فریدی جیسے خطرناک انسان اپنی ٹیموں کے ساتھ یہاں آنے کا پروگرام بنا چکے ہیں۔ ویسے بھی یہ تینوں انسان پہلے بھی ہمیں کئی معرکوں میں ذک پہنچا چکے ہیں مگر میں اب اپنی خاص ایجاد ریڈ پاور دریافت کر چکا ہوں۔ اب یہ جزیروہ یہاں آنے والے سبھی انسانوں کے لئے موت کا جزیروہ بن جائے گا۔ اس لئے میں نے علی عمران، ڈاکٹر سائنس اور کرگل فریدی کے ملکوں میں ریڈ پاور کی تباہی کا آغاز کر دیا ہے اور تینوں آگ بگول ہو کر یہاں آنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ماسٹر باغ نے ان کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر۔ پہلے بھی کئی دفعہ یہ تینوں خطرناک انسان فروا فرما ہمیں نقصان پہنچا چکے ہیں۔ اب تو تینوں اکٹھے اس خطرناک جزیروے کا رخ کر رہے ہیں تو اس جزیروے کی حفاظت کے لئے ہمیں کیا کرنا پڑے گا۔“ جطر ڈسلاکانے تشویش سے پوچھا۔

"ہاں۔ اچھا سوال ہے۔ تم لوگ مجھے یہ بتاؤ کہ اس خطرناک اور دردوں سے پرگنجان جنگل میں اسلے کے بغیر باہر کے لوگ اس ہیڈ کوارٹر تک آ سکیں گے۔" ماسٹر بارخ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ سر یہ تو بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے۔" میجر سارگن نے جواب دیا۔

"تو پھر سنو۔ ریٹ پاور کیا چیز ہے۔" ماسٹر بارخ انہیں اپنی نئی ایجاد کے بارے میں تفصیل فر سے بتانے لگا جسے سن کر ان تینوں کے چہرے حیرت اور خوشی سے کھل گئے۔

"ماسٹر۔ یہ تو واقعی جادو ہو جائے گا۔ یہ جزیروہ اور یہ ہیڈ کوارٹر یہاں آنے والوں کے لئے موت کا جزیروہ بن جائے گا۔" ریتا موڈارے نے خوشی سے کہا۔

"ماسٹر۔ اول تو جزیروے کے وحشی تباہیاں آنے والوں کو موت کے منہ میں پہنچا دیں گے۔ ویسے بھی یہ خطرناک اور دردوں سے بڑا جزیروہ بہت بڑا ہے۔ اب سب کی موت ہی ان کو یہاں لے کر آ رہی ہے۔" میجر سارگن نے کہا۔

"ماسٹر۔ تو کیا ڈاکٹر سائمن جیسا مشہور آفاق ڈانسر بھی مارا جائے گا۔" ریتا موڈارے کے حسین چہرے پر پریشانی ظاہر ہوئی۔

"دیکھو ڈاکٹر بیوٹی۔ میں جانتا ہوں کہ تم دل کی گھبراہٹوں سے ڈاکٹر سائمن کو چاہتی ہو۔ ڈاکٹر سائمن دنیا کا مشہور ڈانسر ضرور ہے مگر اس کے ساتھ ہی دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ بھی ہے اور کئی معرکوں

میں ہمیں شدید نقصان پہنچا چکا ہے۔ اس لئے اس کا مرنا بہت ضروری ہے۔" ماسٹر بارخ نے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ آپ مجھے ریڈ ڈسچ کا دفاوار پائیں گے۔ بس میں تو یہ کہنا چاہتی تھی کہ مجھے اس سے اچھا ڈانس پارٹنر اور کوئی مل سکتا لیکن ڈاکٹر سائمن عظیم سے دشمنی پر اتر آیا تو مجھ سے بڑا دشمن اس کا اور کوئی نہیں ہو گا۔" ریتا موڈارے نے ماسٹر بارخ کا سخت لہجہ دیکھ کر ادب سے کہا۔

"حیرت ہے۔ پاکیشیا کے عمران پر زہرہ لینڈ کی پہلی تاجن قریبیا مرنے ہے حالانکہ روشی اور جولیا بھی عمران سے محبت کرتی ہیں۔ کافرستان کے کرنل فریدی پر زہرہ لینڈ کی دوسری تاجن نانوتا جان فدا کرتی ہے اور کرنل فریدی سے اس کی ایجنٹ لینڈی انسپلر دیکھا محبت کا اظہار کرتی ہے اور روزا بھی کرنل فریدی کو چاہتی ہے مگر اظہار نہیں کرتی کیونکہ وہ بھی کرنل فریدی کی طرح سنجیدہ اور خشک مزاج لڑکی ہے اور یہاں میری عظیم کی اہم لینڈ ڈاکٹر بیوٹی گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر سائمن پر لڑا ہے حالانکہ ڈاکٹر سائمن اپنی ساتھی کارا سے محبت کرتا ہے۔ انہی محبت کے اثرات کی وجہ سے زہرہ لینڈ والے اور ہم ان تینوں جاسوسوں سے شکست کھاتے آئے ہیں۔ خیر پہلے جو ہوا سوہو مگر اس بار ہم نے دنیا پر اپنا قبضہ کرنے کا پلان بنا لیا ہے اور اس کے لئے میں نے عمران، ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی کے ملکوں کی اہم شخصیات پر حملہ کر دیا ہے۔ ویسے بھی یہ جزیروہ دنیا کی نظروں میں آچکا ہے اور خاص کر یہ

تینوں بھی اپنے اپنے ملک سے اس طرف کا رخ کریں گے مگر ان کے
 ختم ہونے کے بعد دنیا پر ہمارا قبضہ آسان ہو جائے گا۔" ماسٹر بارخ
 نے یہ کہتے ہوئے زور سے قہقہہ لگایا۔

ماسٹر بارخ کے ایک خاص ایجنٹ نے غلامی کرتے ہوئے ڈاکٹر
 سامن کو بتایا تھا کہ ماسٹر بارخ کا خلیہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور افریقہ کے
 اس گوشہ جسے پر کیا خطرات ہیں اور یہ جزیرہ کن چیزوں سے مالا مال
 ہے مگر ماسٹر بارخ اپنی نئی ایجاد ریڈیو پار کی وجہ سے خوش اور پر امید تھا
 کہ وہ اپنی اس ایجاد سے دنیا کے خفرتانگ انسانوں علیٰ عمران، ڈاکٹر
 سامن اور کرنل فریدی کا خاتمہ کر دے گا اور اپنے دیرینہ خواب یعنی دنیا
 پر قبضہ کرنے کا منصوبہ آسان ہو جائے گا۔ اچانک ماسٹر بارخ چونکا۔
 اس نے کوٹ کی جیب سے ایک ریسیٹ نکالا۔ ریسیٹ کا ایک سرخ
 بنن سپارک کر رہا تھا۔ ماسٹر بارخ نے ریسیٹ کے اس سرخ بنن کو دیا
 تو ساتھ والی لمبوت دیوار آئینہ کی طرح روشن ہو گئی جس میں جزیرے
 کے ساحل کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں ایک بڑی سی موٹر بوٹ سے
 انگریزیا کی ایک پارٹی جزیرے پر اترتی نظر آ رہی تھی۔

"|||||۔ تو انگریزیا کے سپر سٹار ایجنٹ اور اس کی عظیم کوسرے کی
 زیادہ جلدی تھی جو عمران، ڈاکٹر سامن اور کرنل فریدی سے بھی پہلے
 یہاں پہنچ گئے۔ اب مزہ آئے گا۔" ماسٹر بارخ نے خوش ہوتے
 ہوئے کہا۔ سب غور سے موٹر بوٹ سے اترنے والی اس تنظیم کو دیکھنے
 لگے۔

زمین سے اوپر غلاء میں سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کئے ہوئے
 ایک عظیم الشان شہر آباد تھا۔ جہاں انسانوں کے ساتھ ساتھ روبوٹس کی
 بھی حکومت تھی۔ دنیا سے اغوا کئے ہوئے اور ہند اپنی مرضی سے آئے
 ہوئے ذہین ترین سائنس دان یہاں آباد تھے۔ اس عظیم شہر پے شس
 میں مشینوں کی دنیا آباد تھی جن کو ان سائنس دانوں نے ہی بنایا تھا۔
 روبوٹ بھی انسانوں کے ساتھ کام میں مصروف تھے۔ یہ خلا میں آباد
 عظیم الشان سائنسی شہر زیرو لینڈ تھا۔ جو سائنس کی حیرت انگیز ترقی کی
 بناء پر زمین سے ہٹ کر اپنی الگ دنیا بنائے ہوئے تھا۔ زیرو لینڈ کا
 بگ ماسٹر دنیا کے سامنے تو دور کی بات اپنے خاص ایجنٹوں، قریبا،
 نافوتا، سنگ ہی اور فچ کے سامنے بھی نہیں آیا تھا۔ اس وقت زیرو لینڈ
 کے یہ چاروں بڑے ایجنٹ اور دنیا کے بڑے مجرم زیرو لینڈ کے کیش
 روم میں بیٹھے ہوئے تھے اور تھوڑی دیر بعد یہ زمین کی طرف روانہ

ہونے والے تھے جہاں ان کا مارگٹ جزیرہ ریڈ ڈیوڈ تھا۔ زمین میں جب بھی کوئی اہم واقعہ رونما ہوتا۔ زیرِ لینڈ والوں کو معلوم ہو جاتا تھا کیونکہ زیرِ لینڈ کے ایجنٹ دنیا کے ہر ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو ملٹی ملٹی کی رپورٹ زیرِ لینڈ والوں کو دیتے تھے۔ اچانک کمرے میں ایک روہٹ داخل ہوا جسے چاروں دیکھنے لگے۔

”ماسٹر کمپیوٹر نے گمراہ زمین پر جانے کے لئے تیار ہو چکا ہے۔“ تحریریا نے روہٹ کو رکھے کر پوچھا۔

”ہاں مادم تحریریا۔ آپ لوگ اپنی تیاری مکمل کر لیں۔“ روہٹ کے منہ سے آواز نکلی۔

”ماسٹر کمپیوٹر۔ کیا نئے ایجنٹوں کو معلوم ہے کہ جزیرہ ریڈ ڈیوڈ میں کیا مشن ہوگا۔“ نالوتا نے روہٹ سے سوال پوچھا۔

”نہیں۔ جب ماسٹر کا حکم ہے کہ مادم نالوتا آپ یا ماسٹر سنگ ہی ان ایجنٹوں کو بریف کریں گے۔“ روہٹ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم سب تیار ہیں۔ اس بار ہماری مہم عمران وغیرہ سے ہٹ کر زمین کے شیطان سائنس دان سے ہے۔ اس لئے اس نے لازماً دینوں اور یورینیم کی سر زمین افریقہ کے گمشدہ حصے پر موت کے خطرناک جال بچھا رکھے ہوں گے کیونکہ کوشیا کے کالم نے تھلکہ مچا دیا ہے اور دنیا والوں کو اس خطرناک جزیرے کی لوکیشن اور اہمیت کا اندازہ ہو چکا ہے۔ اس لئے یقیناً ہمارا ٹکراؤ عمران و دیگر ایکٹوں سے بھی ہو گا۔“ فچی نے اندازہ لگا کر کہا۔

”تو گویا چچا اور بیٹے کا پھر سامنا ہوگا۔“ نالوتا نے مسکرا کر فخر کیا۔

”وہ شیطان انسان نہیں بلکہ شیطان کا بھی استاد ہے۔“ سنگ ہی نے دانت چباتے ہوئے کہا۔

”آہ۔ کاش وہ شیطان زیرِ لینڈ کا وقادار بن سکتا۔“ تحریریا کے دل سے آواز نکلی۔

”تو گویا اب بھی تم زیرِ لینڈ میں اس شیطان کو لانا چاہتی ہو۔“ نالوتا نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ اگر وہ شیطان زیرِ لینڈ کا وقادار بن جائے تو۔“ تحریریا کی آنکھوں میں عمران کی محبت پھر برائی۔

”جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ عمران اور ڈاکٹر ساعین کی طرح کرمل فریدی بھی جزیرہ ریڈ ڈیوڈ کا رخ ضرور کرے گا۔“ فچی نے موضوع بدلتے ہوئے کہا تو کرمل فریدی کا سن کر نالوتا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”وہ پھر تو صرف دوسروں کو توڑ سکتا ہے کسی کا ہو نہیں سکتا۔“ تحریریا نے کرمل فریدی کا سن کر ہنگامی سے کہا۔

”ہاں۔ عمران تو بیٹے تمہارے پاؤں جو جو کر پیتا ہے۔“ نالوتا نے فوراً جمل کر تیزی سے کہا۔

”چلو بس۔ یہ عمران اور کرمل فریدی تم جیسوں کی جھوٹ سے ہی اب تک بچے ہوئے ہیں ورنہ میں کب سے ان کا کام تمام کر چکا

ہوتا۔" سنگ ہی نے ناگوار لہجے میں منہ ہٹایا۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا، اچانک پیشکش روم کا کمپیوٹر سسٹم آن ہو گیا اور اس میں بگ باس کا چہرہ ظاہر ہوا جسے دیکھ کر چاروں مستعد ہو گئے۔

"تھریسیا اور نالوتا۔ تم دونوں زبرد لیٹڈ کی روح رواں ہو اور تمہاری زبرد لیٹڈ کے لئے بہت خدمات ہیں۔ سنگ ہی اور فنج بھی زبرد لیٹڈ کے فعال کارکن ہیں اور زبرد لیٹڈ کے لئے بہت قربانیاں دے چکے ہیں مگر تم دونوں کے جذبات زبرد لیٹڈ کے لئے خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر عمران اور کرمل فریدی زبرد لیٹڈ سے متعلق ہو جاتے تو دنیا پر ہمارا قبضہ آسان ہو جاتا مگر انا وہ دونوں زبرد لیٹڈ والوں کو بے پناہ نقصان پہنچا چکے ہیں لہذا اس بار زبرد ریڈ ڈیٹھ پر عمران اور کرمل فریدی یا ان دونوں کے گروپ سے سامنا ہوا تو اپنے جذبات کو پس پشت ڈال کر زبرد لیٹڈ کو اہیت دینی ہو گی۔" پیشکش روم کے کمپیوٹر روم سے بگ باس کی سخت آواز سنائی دی۔

"سوری بگ ماسٹر۔ ہم اس بار زبرد لیٹڈ کے مفاد کی خاطر اپنی محبت کو قربان کرنے سے نہیں ہچکچا سکتے گی۔" تھریسیا اور نالوتا نے ایک ساتھ کہا۔

"ویری گف۔ تم چاروں کی وجہ سے ہی آج زبرد لیٹڈ ذہین سائنسدانوں اور مصنوعی انسانوں سے آباد ہے۔ اس مصنوعی سیارے کے شہر بے مثل کو اگر زبرد ریڈ ڈیٹھ کے دینے اور یورینیم مل جائے تو ماسٹر باخ کی بجائے ہمارا زمین پر قبضہ کرنے کا دیرینہ خواب پورا ہو

جائے گا۔ مگر مشکل وہی ہے کہ کرمل فریدی جیسے خطرناک، ڈاکٹر سامنس جیسے ذہین سامنس دان اور عمران جیسے شیطان بھی اس جزیرے پر ضرور اوجھ چائیں گے۔" کمپیوٹر سے بگ ماسٹر کی بھری آواز سنائی دی۔

"بگ ماسٹر۔ اس بار ہم بھی بھر پور تیاری کے ساتھ جا رہے ہیں ماسٹر باخ اور اس کے خاص ایجنٹوں کو ختم واصل کرنے کے ساتھ ساتھ ان تینوں خطرناک شیطانوں کا بھی خاتمہ کر دیں گے تاکہ دنیا پر ہمارا قبضہ آسان ہو جائے۔" فنج نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم لوگ روانہ ہو جاؤ اور احتیاط کرنا۔ کیونکہ اس بار تمہارا مقابلہ دنیا کے چار بڑے شیطانوں سے ایک ساتھ ہے۔" بگ ماسٹر نے تنبیہ کی اور اس کا چہرہ کمپیوٹر سے غائب ہو گیا اور کمپیوٹر کی سکرین آف ہو گئی۔

"اے ماسٹر کمپیوٹر۔ تم نے گراز کے آپرینگ لاک کھلو اور ہم زمین پر جانے کے لئے تیار ہیں۔" سنگ ہی نے روبرو کو حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد یہ چاروں نے گراز میں بیٹھ کر زمین پر تاریک برعظیم افریقہ کے گمشدہ جزیرے ریڈ ڈیٹھ کی طرف رواں دواں تھے۔ ان چاروں کے علاوہ نے گراز میں زبرد لیٹڈ کے بیس تربیت یافتہ خطرناک ایجنٹ بھی موجود تھے مگر یہ تمام ایجنٹ ان چاروں کے اندر تھے۔ تھریسیا اور نالوتا آپرینگ روم میں بیٹھیں نے گراز کو کنٹرول کر رہی تھیں جبکہ سنگ ہی اور فنج ان کے معاون تھے۔ ان چاروں نے بیٹھیں بانجھی ہوئی تھیں اور ان کے سامنے آپرینگ سسٹم کی سکرین روشن تھی جس میں

برا عظم اثریہ کے مختلف مکوں کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ تقریباً اور نانوہ مختلف بنوں کو پریش کر رہی تھیں۔ چاروں ہی غور سے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ نے گراز میں کافی دیر تک خاموشی رہی۔

”ہم لوگ کئی دنوں بعد اسٹھے ہو کر کسی مہم پر نکلے ہیں“..... فنج نے خاموشی توڑی۔

”ہاں۔ دراصل اس بار کس ہی کچھ ایسا ہے۔ اس بار ہمارا مقابلہ ریڈ ڈھ کے شیطان سربراہ ماسٹر بارخ اور اس کے ساتھیوں سے ہے اور ماسٹر بارخ کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی ہونے کے بعد ماسٹر بارخ اور اس کے ساتھیوں نے جزیرے پر آنے والوں کے استقبال کی مکمل تیاری کر رکھی ہوگی۔ ان کا دنیا میں نگرانی کا خواب اب خطرے میں ہے کیونکہ وہ گمشدہ تاریک براعظم اب دنیا کی نظروں میں آ چکا ہے اور عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس جیسے خطرناک لوگ بھی اپنے ساتھیوں سمیت جزیرہ ریڈ ڈھ کا رخ کر چکے ہوں گے۔“ سنگ ہی نے تشویش بھرے لہجے کہا۔

”ویسے اس خطرناک جزیرے پر ڈائنمنڈ بیوٹی بھی موجود ہے۔ تم شوگرانی ہو اور وہ باجان کا حسن ہے۔ کیا خوب جوڑی بنے گی“..... فنج نے ہنس کر سنگ ہی سے کہا۔

”وہ شعلہ قیامت آفت کی پڑیا ہے اور صرف ڈاکٹر سائنس پر فدا ہے۔“ سنگ ہی نے افسردہ لہجے میں کہا۔ جیسے اسے رہتا موٹھارے سے دوستی کرنے کی آرزو ہو۔

”ویسے سنگ ہی۔ اگر ڈائنمنڈ بیوٹی ریڈ ڈھ جیسی عالمی اہمیت پسند تنظیم سے منسلک ہے تو تم بھی زیرو لینڈ کے اہم رکن ہو۔ اگر تم ڈانس کے ماہر ہو تو ڈائنمنڈ بیوٹی کیا، بیوٹی کو سب سے کارا بھی جتھیں اپنا پارٹنر بنانے کی آرزو مند ہوتی“..... نانوہ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے تو تم دونوں بھی جسم شعلہ حسن میں یکسا ہو“..... سنگ ہی پیار بھری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ کر ہنسا۔

”مجھے صرف کرنل فریدی چھو سکتا ہے۔ کسی اور نے میری طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گی“..... نانوہ نے گھوڑ کر سنگ ہی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس دنیا میں صرف عمران ہی ایسی ہستی ہے جسے چاہا جائے۔“ تقریباً نے بھی آؤ بھری۔

”گلتا ہے۔ تم دونوں پر پھر عشق کا بھوت سوار ہو گیا ہے۔“ فنج نے منہ بناتے ہوئے ناگوار لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ کئی اور بات کرتا، سکرین پر سرخ لائیں گردش کرنے لگیں اور پھر سکرین پر ایک جزیرے کا نقشہ ابھر آیا۔ جزیرے پر ایک وسیع و عریض جنگل بھی موجود تھا۔ سکرین پر سرخ لائیں دیکھ کر چاروں خوفزدہ ہو گئے کیونکہ سکرین پر سرخ لائیں ظاہر کر رہی تھیں کہ نے گراز انتہائی خطرناک علاقے میں جا رہا ہے جہاں اس کا سسٹم جام بھی ہو سکتا ہے۔

”گلتا ہے ماسٹر بارخ جیسے شاعر سائنس دان نے خطرناک رچ فدا میں پھیلا رکھی ہیں جہاں نے گراز کا سسٹم بھی قیل ہو سکتا ہے۔“

چاروں نے ایک ساتھ ٹکر مٹدی سے کہا۔ ایک ہزار کلو میٹر فی منٹ کی رفتار سے بڑھتا ہوا فے گراز جزیرہ ریڈ ڈسجھ پر پہنچ چکا تھا مگر اس سے پہلے کہ فے گراز جزیرے پر اترتا اچانک ایک سرخ رنگ کی روشنی لہرائی تو یقیناً فے گراز ڈگمگانے لگا اور سکرین آف ہو گئی۔

”ارے یہ کیا۔ یہ فے گراز کو جھٹکے کیوں لگ رہے ہیں اور سکرین کیوں آف ہو گئی ہے۔“ چاروں بے اختیار حیرت سے چلائے۔ تقریباً اور تانوثاً آپریٹنگ سسٹم کے مختلف بیٹوں کو پریس کرنے لگیں مگر فے گراز کا سسٹم اس سرخ روشنی کی زد میں آنے کے بعد مکمل طور پر جام ہو چکا تھا اور وہ لہرات ہوا ایک گھنے درشت کی شاخوں میں الجھتا ہوا نیچے آگرا تو فے گراز میں جھپٹیں مچنے لگیں۔

سفید رنگ کا ایک بڑا سا اسٹیمر سمندر کے سینے کو چرتا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ اس نئی ساخت کے انتہائی تیز رفتار اسٹیمر میں پندرہ افراد سوار تھے جن میں ایک لڑکی اور چار مرد ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی دس افراد ایک لائن میں ادب کے ساتھ دوسرے عرشے پر بیٹھے تھے گویا وہ دس افراد ان پانچوں کے اغذہ ہوں۔ یہ سب آئیکریما کے سنار گروپ کے فعال ایجنٹ تھے اور ان کی منزل جزیرہ ریڈ ڈسجھ تھی۔

”سر۔ ہم مکمل تیاری سے جزیرہ ریڈ ڈسجھ کی طرف جا تو رہے ہیں مگر ہمارے سنے ساتھیوں کو ان خطروں کے بارے میں آگاہ تو کر دیں کہ وہاں کیا خطرات ہو سکتے ہیں اور ہمارا لکڑاؤ کن کن جھپٹوں سے ہو سکتا ہے۔“ لڑکی نے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے نوجوان سے کہا۔ ان سب کا لیڈر بائیڈن اپنی ساتھی مارٹھا کے ساتھ بیٹا تھا اور باقی تین

ممبرز بھی ساتھ بیٹھے تھے۔ ہائیڈن کو جب خبر ملی کہ ماسٹر بارخ جس خلیہ جزیرے میں رہتا ہے وہ جگہ دینیوں اور یورینیم سے مالا مال ہے تو ہائیڈن اپنے چاروں ساتھیوں سمیت جنوبی افریقہ پہنچ کر ضروری اسلحہ اور دیگر سفری سامان لے کر فوراً جزیرہ ریڈ ڈیجھ کی طرف روانہ ہو گیا۔ ہائیڈن نے دس نئے ممبر بھی اس مہم میں شامل کیے تھے تاکہ جزیرے میں دو دیگر گروپوں اور خطرات سے مقابلہ کر سکیں۔ ہائیڈن اور مارٹھا کے علاوہ دیگر تین پرانے ساتھی کم، چانگ اور ڈیڈن تھے۔ مارٹھا کے کہنے پر ہائیڈن سر ہلا کر اتفاقاً اس سفر میں موجود بڑی سی کپیٹر سکرین کو آن کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر عمران کا ساتھیوں سے بھرا چہرہ ظاہر ہوا۔

”ساتھیو۔ میں تم سب کو دیگر ممالک کے سیکرٹ ایجنٹس اور ان کے ساتھیوں کے کوائف اسے چکا ہوں تمہارے میں تمہیں دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹوں اور ان کے ساتھیوں کی تفصیل بتاتا ہوں کیونکہ میرے خیال میں جزیرہ ریڈ ڈیجھ میں ہمارا جنگل کے خطروں کے علاوہ ان ایجنٹوں سے بھی خاص کر مقابلہ ہو سکتا ہے۔“ ہائیڈن نے کہا تو دس ممبرز اب فوراً بڑی کپیٹر سکرین پر عمران کا چہرہ دیکھنے لگے۔

”اس شخص کو دنیا کا سب سے بڑا ہتھیار کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا مگر یہ ہتھیار دنیا کا سب سے خطرناک اور ذہین ترین شخص ہے جس سے دنیا کی بڑی بڑی مجرم تنظیمیں اور خاص کر زیرو لینڈ اور ریڈ ڈیجھ جیسی عالمی مجرم اور دہشت پسند تنظیمیں بھی گھبراتی ہیں اور یہ فرنی لاسر کے طور

پر ایکٹو کے لئے کام کرتا ہے۔ آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ پاکیشیا کو ایکٹو کون ہے۔ یہ ایک راز ہے جسے ایکٹو کے ممبرز بھی نہیں جانتے۔“ پھر سکرین پر روشنی کا چہرہ ظاہر ہوا، ہائیڈن کہنے لگا۔ ”یہ لڑکی عمران کی دوست ہے اور کبھی کبھار یہ بھی ایکٹو کے لئے کام کرتی ہے۔“ پھر سکرین پر سیکرٹ سروس کے ممبران کی تصویریں ظاہر ہو سکیں اور ہائیڈن ان کو ایکٹو کے ممبران کی تفصیل بتاتے لگا۔ اب سکرین پر سلیمان کا چہرہ ظاہر ہوا اور ہائیڈن کہنے لگا۔ ”یہ عمران کا باورپی سلیمان ہے اور سننے میں آیا ہے کہ باتوں اور حماقتوں میں یہ عمران سے بھی ہاتھ آگے ہے۔“ پھر سکرین پر جوزف کی تصویر ظاہر ہوئی تو ہائیڈن کہنے لگا۔ ”یہ نیکرو عمران کا پرانا غلام ہے اور افریقہ کی ایک مہم میں اسے لاپتہ اور یہ مستقل عمران کے ساتھ رہتا ہے اور عمران کے حکم پر اپنا سر بھی کٹا سکتا ہے۔ عورت ذات سے بالکل بے زار ہے اور افریقہ کے قدیم وحشی ذاکروں تک بھی اس کی رسانی ہے۔“ پھر سکرین پر رابرٹ کی تصویر ظاہر ہوئی۔ ”یہ گورا تو جوان رابرٹ ہے جو عمران کا بڑا غلام ہے۔ یہ بھی نیکرو جوزف کی طرح قادر مضبوط جسم کا ہے۔ برازیل کے جنگلات میں بھی اس نے کافی عرصہ گزارا ہے اور جوزف کی طرح جنگلوں کی زندگی کے بارے میں بھی خوب جانتا ہے اور درحقیقت برازیل کے ایک ریڈ انڈینز قوم کے سردار کا بیٹا ہے مگر بعد میں وہ جنگلوں کی خوشنوار زندگی چھوڑ کر ہمارے ملک انگریزا چلا گیا تھا اور اپنی طاقت اور ذہانت سے انگریزیا کی عالی انڈر ولڈ کی دنیا میں

اپنی طاقت کا سکھ بڑا کر وہاں کا بے تاج بادشاہ بن گیا تھا اور اب اس
 نوجوان رابرٹ کا شمار چوری دنیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والوں میں
 ہوتا ہے۔ رابرٹ حسینوں کا شیدائی ہے اور حسین لڑکی سے دوستی کرتا اس
 کی کمزوری ہے۔ تین سال پہلے انگریزیا کی ایک جگہ میں عمران نے
 رابرٹ کو فائنٹ میں شکست دی تھی تو رابرٹ عمران پر فدا ہو گیا تھا اور
 انگریزیا جیسے ملک کی انڈر ورلڈ چھوڑ کر عمران کا غلام بن گیا تھا۔ رابرٹ
 زندہ دل آدمی ہے اور وہ عمران کو ہنس کہتا ہے مگر عمران کے باورچی
 سلیمان کو تنگ ہنس کہتا ہے کیونکہ باتوں میں صرف سلیمان ہی عمران
 جیسے شیطان کو مات دیتا ہے۔ رابرٹ عمران کا ساتھی بننے کے بعد
 شراب اور عورت سے محبت کرتا چھوڑ چکا ہے مگر پھر بھی حسین لڑکیوں
 سے دوستی ضرور کرتا ہے۔ گو کہ رابرٹ انگریزیا کی انڈر ورلڈ چھوڑ چکا
 ہے مگر ڈاکٹر سامن جان کے ایجنٹ ڈرگین کی طرح اب بھی رابرٹ کا
 سک انڈر ورلڈ کی تاریک اور جراثیم کی دنیا میں چل رہا ہے اور انڈر ورلڈ
 میں تنگ ماسٹر کے طور پر اس کا ایک نام ہے۔ اب سکرین پر جوانی کی
 تصویر تھی۔ ”یہ نیکرو ہمارے ملک انگریزیا میں ایک خوفناک مگر سابقہ
 تنظیم ماسٹر کلرز کا ممبر تھا اور عمران کو قتل کرنے آیا تھا مگر عمران سے
 شکست کھانے کے بعد عمران کا ساتھی بن گیا تھا۔“ اب ہائیڈر سکرین پر
 جلوہ افروز تھا۔ ”یہ عمران کا شاگرد ہائیڈر ہے مگر عمران کے برعکس سنجیدہ
 اور کم گو ہے۔ اس ایشیائی کا سک ایشیا کی زیر زمین دنیا اور نہص کر
 پائیشیا کی انڈر ورلڈ میں خوب چمکا ہے اور یہ بہت ہی فعال ایجنٹ

ہے۔ یہ تو تھی ایکسلو عمران اور ان کے ساتھیوں و ممبرز کی تفصیل۔ اب
 میں پائیشیا کے ہمسایہ ملک کافرستان کا ذکر کرتا ہوں۔۔۔۔۔ ہائیڈر
 مسلسل بول چلا گیا۔ اب سکرین پر کرنل فریدی کی تصویر ابھری۔
 ”یہ دنیا کا نامور سرخ رساں، ذہین اور خطرناک ترین انسان ہے۔
 یہ کافرستان کی جان ہے اور اپنے ساتھیوں میں بارڈر سٹون کے نام سے
 جانا جاتا ہے۔ خشک مزاج کا ہے اور عورت ذات سے بےزار ہے
 حالانکہ اس کی ایجنٹ لیڈی انسپٹر دیکھا اس سے محبت کرتی ہے مگر یہ کسی
 لڑکی سے محبت نہیں کرتا۔ دنیا کی ہجر اور وحشت پسند تنظیمیں اس کے
 نام سے ہی خوف کھاتی ہیں۔“

اب سکرین پر کپٹن حید کی تصویر تھی۔ ”یہ کرنل فریدی کا اسٹنٹ
 ہے کلنڈر کا سارکمز و فعال ایجنٹ ہے اور حسینوں کا دیوانہ ہے مگر ایک
 حد تک۔ کبھی سننے میں نہیں آیا کہ اس نے کسی عورت سے محبت کی ہو۔“
 اب سکرین پر انور کی تصویر تھی۔ ”یہ بھی کرنل فریدی کا خاص ممبر
 ہے اور پیشے کے لحاظ سے کرائم رپورٹر ہے۔ کرنل فریدی کی طرح لمبے
 قد کا اور تیز ترین ایجنٹ ہے۔“

اب سکرین پر رشید کی تصویر تھی۔ ”یہ بھی کرائم رپورٹر ہے۔ انور کی
 دوست اور کرنل فریدی کی مہر ہے۔“

اب سکرین پر لیڈی انسپٹر دیکھا کی تصویر تھی۔ ”یہ لڑکی بھی کرنل
 فریدی کی ذہین مگر جذباتی مہر ہے اور کرنل فریدی پر جان لدا کرتی ہے
 مگر کرنل فریدی اس کی محبت کو نظر انداز کرتا ہے۔“

اب سکرین پر ہریش کی تصویر تھی۔ ”یہ کرل فریدی کا سب سے فعال اور کرل فریدی کے ممبروں میں سب سے آگے ہے اور یہ لیڈی انشپٹر دیکھا سے محبت کرتا ہے۔ دیکھا بھی ہریش کو چاہتی تو ضرور ہے مگر دیکھا کا دل اور محبت کرل فریدی ہی ہے۔ ہریش کرل فریدی کے ایک اشارے پر اپنی جان بھی قربان کر سکتا ہے۔ ہریش کرل فریدی کی زیر قوس کا سربراہ ہے۔“

اب سکرین پر انشپٹر جگدیش کی تصویر تھی۔ ”یہ بھی کرل فریدی کا خاص ممبر ہے اور ایک ذہین پولیس آفیسر ہے۔“

اب سکرین پر روزا کی تصویر تھی۔ ”یہ گوری لڑکی ہمارے ہی ملک انگریزوں سے تعلق رکھتی تھی مگر ایک مہم میں روزا کا والد ڈاکٹر فیرڈیننڈ لیڈ کے بدنام زمانہ مجرم سنگ ہی کے ہاتھوں مارا گیا تھا اور روزا بھی اس مہم میں کرل فریدی کے ساتھ تھی۔ کرل فریدی اس انگریزی لڑکی روزا کو انگریزوں سے کافرستان لایا تھا اور خود ہی لڑائی اور سرائے رسانی میں اس کی تربیت کی تھی۔ روزا حسین ہونے کے ساتھ ساتھ بے حد ذہین اور کرل فریدی کی طرح سنجیدہ لڑکی ہے اور کرل فریدی کو چاہنے کے باوجود کبھی انہما نہیں کیا اور اس کی یہی عادت کرل فریدی کو پسند ہے۔“

اب سکرین پر دیو زاو کا نام کی تصویر تھی جسے دیکھ کر سب ہی مسکرانے لگے۔ ”یہ دیو زاو فرا اسی اور کپتین حید کا دوست ہے۔ لڑکیوں کو نقل وندیاں کہتا ہے اور کئی مہمات میں یہ بھی کپتین حید اور انور

کے ساتھ نظر آیا ہے۔ تو یہ تھے سب کافرستانی ایجنٹ۔ اب میں تمہیں گریٹ لینڈ کے ڈاکٹر سامنن اور اس کے فعال ایجنٹوں کے کوائف بتاتا ہوں۔“..... ایجنٹوں نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

اب سکرین پر ڈاکٹر سامنن کی تصویر تھی۔ ”یہ گریٹ لینڈ کا نوجوان انتہائی ذہین ترین سائنسدان ڈاکٹر سامنن ہے اور پاور نمبر کا سربراہ ہے۔ دنیا کا مانا ہوا سنگر ہے اور پھولوں کا شیدائی ہے۔ اس کے پھول باغ میں دنیا کے تباب قسم کے رنگ رنگ کے پھول ہیں اور ان پھولوں کا رکھوالا اڈر رولڈ کی دنیا کا بادشاہ ڈرٹگن ہے جو ڈاکٹر سامنن کا ایجنٹ ہے۔ زیرو لینڈ اور ریڈ ڈیجھ والوں کو کئی معرکوں میں ڈاکٹر سامنن نے شکست دی ہے۔ گریٹ لینڈ کے لوگوں میں کئی بیون کے نام سے جانا جاتا ہے کیونکہ جب بھی کوئی میوزیکل اور ڈانس کا پروگرام ہوتا ہے تو اس کی شرت پر لگی سیون لکھا جاتا ہے۔“

اب سکرین پر کھارا کی تصویر تھی۔ ”یہ حینہ کھارا دنیا میں بیٹی کوئین اور ڈانسر کوئین کے نام سے جانی جاتی ہے اور اپنے گروپ کی پاور نمبر دن ہے۔ انتہائی ذہین اور تیز لڑکی ہے ہیر سٹر بھی ہے اور کئی بڑے بڑے پیچیدہ کیس جیت چکی ہے۔ بڑے بڑے سینئر ہیر سٹر بھی اس کی ذہانت کے قائل ہیں۔“

اب سکرین پر کپتین مانینگ کی تصویر تھی۔ ”یہ نوجوان پاور نمبر ٹو ہے اور فوج میں بہت ہی فعال ہے اور کئی بڑے بڑے معرکے جیت چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس کا کارڈوں کا بہت بڑا بزنس ہے۔ گریٹ لینڈ

سائنس کے انتہائی فعال گروپ کا پاور نمبر فور ہے۔

اب سکرین پر موجود تصویر دیکھ کر سب چہ میگوئیاں کرنے لگے کیونکہ سکرین پر مادام کو شیلا کی تصویر تھی جو اپنے دوست ہرشل کے ڈیلی اخبار میں کبھی کبھار کالم لکھتی تھی اور گریٹ لینڈ کے کثیر الاشاعت اخبار ورلڈ انفارمیشن میں جب بھی مادام کو شیلا کے کالم چھپتے تو نیٹ کے ذریعے بھی پوری دنیا میں اس کے کالم پڑھے جاتے تھے۔ اسی کے کالم کی بدولت ہم اس خطرناک سفر پر رواں دواں ہیں۔ اس کے کالم ”یوریشیم اور دینیوں کی سرزمین“ نے پوری دنیا میں پہل چا دی ہے۔ مادام کو شیلا صرف کالم لکھ رہی نہیں بلکہ ڈاکٹر سائنس کے کئی سیون بینڈ میں اپنے ساتھی ہرشل کے ساتھ کمپیوٹرنگ کرنے اور بینڈ بنانے میں بھی ساتھ دیتی ہے اور ڈاکٹر سائنس کے گروپ کی پاور نمبر فور ہے۔

سکرین پر اب ہرشل کی تصویر تھی۔ ”یہ پاور نمبر سکس ہے اور گریٹ لینڈ کے مشہور روزنامہ اخبار ”ورلڈ انفرمیشن“ کا مالک ہے۔ صحنائی ہونے کے علاوہ کئی سیون بینڈ کا معاون، ڈین اور خطرناک فائٹر ہے۔ دراصل یہ سب مختلف پیشوں سے تعلق رکھتے ہیں مگر درحقیقت سب ہی ڈاکٹر سائنس کے ساتھی ہیں اور دنیا کے تیز طرار، ماہر سرائفروں اور خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ماسٹر سیون یعنی ڈاکٹر سائنس ان سب کا سربراہ ہے۔ کئی مرتبہ گریٹ لینڈ پر غیر ملکی جاسوسوں اور مجرموں نے اٹیک کیا مگر ڈاکٹر سائنس اور اس کے فعال چھ پاور نمبرز جو الاکسی بن کر دشمنوں کا صفایا کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر سائنس کے والد سر آسٹن

کے دارالحکومت میں اس کا بہت بڑا شو روم ہے اور خود بھی یہ کئی بار عالمی کار ریس جیت چکا ہے۔ جاپان سے جب بھی کوئی کار کا نیا ماڈل نکلتا ہے تو سب سے پہلے ”انگلینڈ کمپنی“ میں ہی پیش ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کرنل فریدی کے ساتھی کیپٹن حمید اور عمران کے ساتھی رابرٹ کی طرح عاشق مزاج حسین لڑکیوں کا شیدائی ہے۔

اب سکرین پر تصویر بدل چکی تھی۔ بائینڈن چند لمحے خاموش رہے کے بعد بولا۔

”یہ تو جوان رالف ہے اور پولیس کے مجھے کی جان ہے۔ انتہائی خشک اور گرم مزاج اور عورت ذات سے بے زار ہے۔“ گریٹ لینڈ میں انڈر ورلڈ کے بڑے بڑے مجرم اس کے نام سے کانپتے ہیں۔ انتہائی ذہین اور خطرناک شخص ہے اور ڈاکٹر سائنس گروپ کا پاور نمبر تھری ہے۔“..... بائینڈن نے پھر کمپیوٹر کا بٹن پر پس کیا تو اس وقت سکرین پر ایک نیکرو کی تصویر ابھری۔

”یہ نیکرو ڈرمین سلاکا ہے اور جرائم کی دنیا میں بیک قادر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کے ایجنٹ گریٹ لینڈ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں موجود ہیں اور جرائم کی زیر زمین دنیا میں اس کا نام ادب سے لیا جاتا ہے۔ درحقیقت عمران کا گورا غلام رابرٹ اور ڈاکٹر سائنس کا نیکرو غلام ڈرمین انڈر ورلڈ کی دنیا میں اپنا نام بنا چکے ہیں۔ جہاں خود ہی فیصلے سنائے جاتے ہیں۔ کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ انڈر ورلڈ کی دنیا میں خود ہی مجرموں کو سزا دی جاتی ہے۔ ڈرمین ڈاکٹر

کہل جاسکتے ہیں، بچے اور بوڑھے اس بوٹی میں نہیں جاسکتے اور اکابر لڑکا لڑکی بھی نہیں جاسکتے۔ اس کے علاوہ نوٹی شرق کے عظیم قرن میں بھی یکساں ہے۔ ہنسی الہی محرکین بھاتا ہے کہ سننے والا مست ہو جاتا ہے۔ نوٹی کے خاص دوستوں میں پاکیشا کے عمران، روشی، رابرٹ اور سلیمان ہیں اور کافرستان کے کپتین حمید، قاسم، النور اور رشید ہیں۔ ب میں تمھیں ریڈ ڈیجھ کے عالمی دہشت پسند اور خطرناک ایکٹوئس کے بارے میں بتاتا ہوں کیونکہ ریڈ ڈیجھ میں ہمارا انہی لوگوں سے خاص کر سامنا ہوگا۔

پھر بائینڈن اپنے ممبرز کو ماسٹر باخ اور ریڈ مونیٹرز کے بارے میں بتاتے لگا۔ "میں آپ لوگوں کو یہ بتاتا تو بھول ہی گیا۔ گریٹ لینڈ کی انڈر ورلڈ کا بلیک ڈاؤر یعنی ڈرگین سلاکا اور جیفر ڈسلاکا اسکے بھائی ہیں مگر دونوں کی لینڈ الگ ہے۔ ایک ریڈ ڈیجھ جیسی عالمی دہشت گرد تنظیم کا ایجنٹ ہے اور دوسرا ڈاکٹر سائنس کا خاص ممبر ہے۔" بائینڈن نے اپنے ساتھیوں کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد بائینڈن ان کو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں لینڈ بلیک تحلیف، کپتین نوازش، کپتین توفیق، دانت شارک، آفتاب سعید اور مزایہ دوست لاؤش کے بارے میں کونک دینے لگا۔ چند لمحوں بعد سکرین پر زیرو لینڈ کے ایجنٹ فوجی کی تصویر تھی۔

"یہ نمٹنے قد کا شخص شکل سے معصوم لگتا ہے اور اس کی آواز بھی بچکانہ ہے مگر درحقیقت عمران، میجر پرمود، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس

گریٹ لینڈ کی چند اہم ترین ہستیوں میں سے ایک ہیں اور ملک کے وزیر خارجہ بھی ہیں۔ سرائسن کو مصری نوادرات جمع کرنے کا بے پناہ اور دیوانگی کی حد تک شوق ہے اور ان کے پیشل کمرے میں مصریات کے بے شمار نوادرات موجود ہیں اور ان کے بے شمار مصری دوست تو ہیں مگر سب سے بہترین دوست پاکیشا کا علی عمران ہے کیونکہ وہ احمق جب بھی گریٹ لینڈ آتا ہے کئی گھنٹوں تک سرائسن سے مصریات کے موضوع پر باتیں کرتا ہے اور درحقیقت عمران جیسے شیطان کے پاس دنیا جہاں کی معصومات کا خزانہ ہے۔"

اب سکرین پر جس شخص کی تصویر تھی اسے دیکھ کر سب ایک بار پھر مسکرا دیئے۔ سب سے سادہ مزاجیہ شکل والے نوٹی کی تصویر سکرین پر نمودار ہوئی۔

"یہ دنیا میں بابا رستم کے نام سے جانا جاتا ہے اور خود کو دنیا کا آسواں عجوبہ کہلاتا ہے اور درحقیقت یہ دنیا کا آسواں عجوبہ ہی ہے کیونکہ متعدد مہمات میں نوٹی عرف بابا رستم بھی ڈاکٹر سائنس کے ساتھ ممبر سر کر چکا ہے۔ چیف جنس لارڈ بیڈن کا بیٹا اور پیڑسر کلارا کا بڑا بھائی ہے۔ حسین لڑکیوں کو یہ مٹھی آنکھیں کہتا ہے اور مشکل وقت میں حسین لڑکی کا تھپڑ کھا کر اس کے دماغ میں زبردست آئیڈیے آتے ہیں۔ لڑکی جتنی حسین ہوگی اور اس کا تھپڑ جتنا بھر پور ہوگا۔ اس کے دماغ میں آئیڈیا اتنا ہی بھر پور آتا ہے۔ گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کے معروف علاقے میں اس کا بیگ کھل بوٹی ہے جس میں صرف نوجوان

جیسے مایہ ناز جاسوس بھی دنیا کے اس ٹھنکے مگر ذہین اور خطرناک ترین شخص کی صلاحیتوں کے قائل ہیں۔

اب سکرین پر سنگ تبا کی تصویر تھی۔ ”یہ شوگرانی بھی عمران وغیرہ کے لئے درد سنا رہا ہے۔ عمران اسے اپنا چچا کہتا ہے کیونکہ گولیوں سے بچنے کا فن سنگ آرٹ، سنگ تبا نے ہی عمران کو سکھایا تھا۔“

چند لمحوں بعد قریباً سہل مس آف ہوسا سکرین پر جلوہ افروز تھی۔ ”یہ ذریہ لینڈ کی پہلی ٹانگن ہے اور عمران پر جان چڑھتی ہے اور یہ حسینہ دنیا کی خطرناک ترین لڑکی ہے۔“ پھر ذریہ لینڈ کی دوسری ٹانگن : ٹوٹا سکرین پر موجود تھی۔ ”یہ بھی ذریہ لینڈ کی اہم رکن ہے اور کرنل فریدی سے محبت کرتی ہے۔ ذریہ لینڈ کے آٹھ بڑے اور بگ ماسٹران چاروں پر ہی اعتماد کرتے ہیں اور یقیناً یہ عالمی مجرم بھی اس خطرناک جزیرے کا رخ ضرور کریں گے کیونکہ ان کو بھی دنیوں اور خاص کر یورینیم ذریہ لینڈ کے لئے درکار ہوگی۔“ بائینزن نے ہر تنظیم کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بھرپور تفصیل سے آگاہ کرتے ہوئے کیپٹن سکرین آف کر دی۔

”سر۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا یہ اسٹیر خود ساختہ اور نئی ایجاد ہے یعنی آپ نے اسٹیر کے کیپٹن میں جزیرہ ریڈ ڈیجھ کا نقشہ اور سمت فیڈ کر دیا ہے اور اب اسٹیر خود ہی تاریک براعظم کے خطرناک اور گمشدہ جزیرے کی طرف رواں دواں ہے اور اس کی پیڈ بھی دوسرے اسٹیروں سے کئی گنا تیز ہے مگر سر۔ کیا واقعی اس جزیرے پر دینے اور

یورینیم کی کثرت ہے جس کے لئے یہ سب پروگرام ترتیب دیا گیا ہے۔“ ہاتھ نے اپنے باس بائینزن سے پوچھا۔

”بات دراصل یہ ہے کہ ڈاکٹر سامنسن، عمران اور کرنل فریدی کی بار ذریہ لینڈ اور ریڈ ڈیجھ والوں سے مقابلہ کر چکے ہیں اور ان کے کئی ایجنٹوں پر تشدد کر کے ان سے گیارہ لاکھ روپے چھپے ہیں مگر ان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ذریہ لینڈ زمین سے اوپر کہیں غلامیں ہے اور جزیرہ ریڈ ڈیجھ کے بارے میں بھی معلوم ہوا تھا کہ وہ انتہائی خلیہ جزیرہ ہے مگر ہے زمین پر اور وہ دنیوں اور یورینیم کی سرزمین ہے۔ جو خطرناک ترین جنگلوں، آدم خور وحشیوں اور وندوں سے بھری ہوئی ہے۔ چند دن پہلے شاطر سامنسن دان اور ریڈ ڈیجھ جیسی عالمی دہشت گرد تنظیم کے باس ماسٹر بارخ کا اپنے خاص ایجنٹ مارگن سے کسی بات پر بحثی ہو گیا تھا۔ ماسٹر بارخ نے مارگن کو مارنے کی پلاننگ کی اور پھر وہ اسے مارنے میں کامیاب ہو گیا مگر مارگن کو اپنے ذرا تے سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ماسٹر بارخ اس کی جان کا دشمن بن چکا ہے اور ماسٹر بارخ کے لکھت کسی وقت بھی اس کی جان لے سکتے ہیں۔ مارگن کا تعلق چونکہ گرینٹ لینڈ سے تھا۔ اس لئے مارگن نے فون پر ڈاکٹر سامنسن کو تاریک براعظم کے گمشدہ خطرناک جنگلوں سے بھرپور جزیرے کے بارے میں مفصل بتا دیا اور اس کے اگلے دن وہ مارگیا۔ ڈاکٹر سامنسن نے جزیرہ ریڈ ڈیجھ کی اہمیت کے بارے میں تو پہلے ہی سن رکھا تھا مگر اب ایڈرلٹس لئے اور لوکیشن معلوم ہونے کا اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا اور مادام کو شکیلا

نے ایک بھر پور کالم اس جزیرے کے بارے میں لکھا اور نیٹ پر جزیرے کے سڑکی لوکیشن جاری کر دی۔ کوشیا بیسی عالمی شہرت یافتہ کالم نگار کی تحریر اور نیٹ پر جزیرے کی لوکیشن نے دنیا میں جھلک مچا دیا اور معلوم ہوا ہے کہ مارگن نے بھی مرنے سے پہلے نیٹ پر ماسٹر پارک کے بارے میں تمام کوائف اور جزیرے کے بارے میں دیگر معلومات دے دی تھیں۔ اس طرح دنیا کے دیگر ممالک کے سرائے و مساں اور ایجنٹ جنوبی افریقہ پہنچ کر اس جزیرے کا رخ کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں اور ان میں سے ایک ہم جین اور وہاں ہر کوئی ایک دوسرے سے سہقت لے جانے کی کوشش کرے گا۔" بائیڈن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں سر۔ یہ تو واقعی خطرناک اور ایڈ وچر مہم ہوئی۔" کم نے انڈیڈ خاہر کیا۔ بائیڈن نے اسٹیمر کے کپیوٹر سسٹم کو دیکھا تو چونک گیا کیونکہ وہاں اشارہ تھا کہ اسٹیمر اپنی منزل کے قریب پہنچنے والا ہے۔ بائیڈن نے اپنے ساتھیوں کو منزل کے قریب پہنچنے کی خبر سنائی تو سب ہی تجسس اور بے تابی سے خطرناک جزیرے کا انتظار کرنے لگے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان سب کو جزیرے کا ساحل نظر آنے لگا۔ ساحل سے تھوڑا آگے انتہائی گھٹا جنگل تھا۔ چند گھنٹوں بعد میکریسیا والوں کا نیا ایجاد کردہ خود ساختہ بڑا اور مضبوط اسٹیمر جزیرے کے ساحل پر پہنچ چکا تھا۔

عمران اپنی نئی سپورٹس کار میں بیٹھ کر اپنے قلبیت سے دانش منزل کی طرف جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی سپورٹس کار دانش منزل پہنچی تھی۔ جیسے ہی عمران گیٹ کے قریب پہنچا سمیت غور و خوض دیکھتا چلا گیا کیونکہ بلیک زیرو نے سکرین پر عمران کی کار و کچہ لی تھی اور اس نے گیٹ کھولنے کے لئے کمپیوٹر پر ایک بن پریس کر دیا تھا جس سے گیٹ کھل گیا اور عمران اپنی کار گیٹ کے اندر لے گیا۔ اندر سب نگران کی گواہیاں پہلے سے موجود تھیں۔ عمران کے اندر آنے پر گیٹ آٹو میٹک سسٹم کے تحت بند ہو گیا۔ عمران دوسری طرف سے آپریشن روم کی طرف بڑھا جہاں بلیک زیرو جاہ نماز پر بیٹھا تھا پڑھنے کے بعد دعا مانگ رہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر بلیک زیرو نے دعا مکمل کی اور جاہ نماز سے اٹھا اور اسے ایک طرف رکھ کر عمران سے معاملہ لیا۔

"اٹھا۔ کالے مفر آج کیا وجہ ہے کہ جو نماز پڑھی جا رہی ہے۔"

عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔

”السلام علیکم عمران صاحب۔ آج تو آپ نے بڑے دنوں بعد دانش منزل کا پتھر لگا دیا ہے اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے آپ نے خود ہی تو سب مہراں کو کہا ہے کہ نماز کی عادت ضرور ڈالیں۔“ بلیک ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں۔ میری اماں بی کے شرمندہ نے مجھے کہا ہے کہ ہر مسلمان کو نماز ضرور پڑھنی چاہئے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنک ہے اور قبر میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اور خاص کر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سات سو مرتبہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔“ عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

”اچھا آپ بتائیں۔ آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ بلیک ڈیوڈ نے پوچھا۔

”شادی کرنے اور بچے پالنے کا۔“ عمران نے اپنے خاص لہجے میں کہا۔

”میرا مطلب مشن سے تھا۔ ماسٹر بارخ سے نگرانی کے لئے آپ نے کیا پروگرام بنایا ہے۔“ بلیک ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”آؤ۔ کیا زمانہ آگیا ہے نہ چائے کا پوچھا نہ بکٹ کا۔ آتے ہی پروگرام کا حکم صادر کر دیا۔“ عمران نے مسکین صورت بنا کر منہ بنایا۔

”سوری۔ میں تو بھول ہی گیا۔ بس ذہن میں ماسٹر بارخ کا خیال

تھا۔ وہ شاطر انسان سب کے لئے خفیہ بننا جا رہا تھا۔“ بلیک ڈیوڈ نے شرمندگی سے کہا۔

”ہائیں۔ پہلے تو تمہارے دل و دماغ پر جولیا اور روشی سوار ہوا کرتی تھیں۔ اب کیا جون بدل لی ہے۔“ عمران نے بدستور اسی لہجے میں کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ عمران صاحب۔ آپ بات کو کہاں سے کہاں لے رہے ہیں۔ ویسے مس روشی تو مجھے جانتی ہی ہیں اور جولیا بھی آپ ہی کی امانت ہے۔“ بلیک ڈیوڈ نے شرمندگی سے کہا۔

”تو گویا بات ثابت ہو گئی کہ تم روشی کو اپنے لئے چنے ہو تو کیا میں روشی کو تمہارا پیغام بھیج دوں۔“ عمران نے فیملہ سناتے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

”ارے عمران صاحب۔ کیوں مس روشی سے مجھے پٹوانے کا پروگرام ہے۔“ بلیک ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور چائے بنانے کے لئے کچن کی طرف بڑھ گیا۔ فون کی تیل ہوئی تو عمران نے فون اٹھا لیا۔

”ایکسیو۔“ عمران نے مخصوص آواز میں کہا۔

”سر۔ میں جولیا بول رہی ہوں۔ تمام ممبرز میٹنگ روم میں آپ کی کال کے منظر ہیں۔ ویسے روشی اپنے ساتھ رابرٹ کو بھی لے آئی ہے۔“ جولیا کی آواز سنائی دی۔ عمران نے سکرین پر دیکھا تو تمام ممبرز روشی اور رابرٹ سمیت موجود تھے۔

”روٹی۔ یہ تم رابرٹ کو اپنے ساتھ کیوں لے آئی ہو۔ تمہیں معلوم ہوتا چاہئے کہ رابرٹ ٹیم کا ممبر نہیں ہے بلکہ عمران کا ساتھی ہے اور اسے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی“..... میٹنگ ہال کے پیئکر پرائیکٹور کی غراہٹ سنائی دی۔

”سوری سر۔ دراصل میٹ پر میں نے ماسٹر باغ کے ساتھی مارگن جس کو ہلاک کر دیا گیا تھا اس کی جزیروہ ریلوے ڈسچہ کی انٹرنیٹ پر معلومات اور اس جزیروے کے بارے میں مادم کوٹیل کا کالم پڑھا تھا تو عمران نے مجھے کہا تھا کہ ایکسٹو ہمیں لازماً اس مقام جزیروے میں جیسے گا تو اس لئے میں رابرٹ کو بھی لے آئی کیونکہ جوزف کی طرح اس کو بھی جنگلات کے بارے میں وسیع تجربہ ہے اور اس کی زندگی کا ایک بڑا حصہ جنگلات میں گزرا ہے“..... ایکسٹو کی غراہٹ من کر روٹی نے ڈرتے ہوئے دلائل پیش کئے۔

”روٹی۔ یاد رکھو۔ جوزف، جوانا، ٹائیگر اور رابرٹ عمران کے ساتھی ہیں۔ غیر تم میری ہاتھ ممبر نہیں ہو اس لیے تمہاری غلطی معاف کرتا ہوں۔ اب تو رابرٹ بیٹھا رہے مگر آئندہ میں جیسا کہوں ویسا ہی ہونا چاہئے۔“..... ایکسٹو کی غراہٹ سنائی دی۔

”سر۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے“..... صدر نے ادب سے پوچھا۔ چونکہ اب پیئکر سے سب کو آواز سنائی دی جا رہی تھی اس لئے جولیا نے اپنا موبائل آف کر دیا تھا۔

”تم سب کو ماسٹر باغ اور اس کے خاص ایجنٹوں کے بارے میں

تو معلوم ہے جو کن معرکوں میں ہم نے کھرا کئے ہیں۔ اس نے میں نے عمران کو کہہ دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھ جس ممبر کو لے جانا چاہے لے جائے مگر اس بار اس دہشت گرد کا حاتمہ ضرور ہونا چاہئے۔ ویسے میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا یعنی تم سب میری نظروں میں ہی ہو گے ویسے مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ ڈاکٹر سائن اور کرٹن فریڈی کا وہاں جانے کا کیا مقصد ہے مگر اتنا معلوم ہے کہ یہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں کا رخ ضرور کریں گے“..... ایکسٹو نے ان سب کو تفصیل کھائی۔

”سر۔ عمران ہم میرے کن ساتھیوں کو لے کر جائے گا“..... تجربہ نے سوال پوچھا۔

”یہ عمران کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اس مشن میں کن ساتھیوں کو اپنے ساتھ لے کر جائے گا۔ ویسے اگر وہ چاہے تو اپنے ساتھی جوزف اور رابرٹ کو بھی لے جا سکتا ہے“..... ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور پھر پیئکر آف ہو گیا۔ دراصل عمران نے خود ہی میٹنگ روم کا ہتھیار آف کیا تھا کیونکہ اس کے ہیل فون پر سوپر فائض کی کال آ رہی تھی۔ بلیک ڈیوڈ نے گرما گرم چائے کا کپ عمران کو پیش کیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے موبائل کا بٹن پریس کر کے سوپر فائض کا فون انیڈ کرنے لگا۔

”ہائے سوپر ریاض۔ آج کیسے غریبوں سے دل گئی کا خیال آیا۔“

عمران چپکے ہوا ہوا اور موبائل فون کا پیئکر بھی آن کر دیا تاکہ بلیک ڈیوڈ بھی فون پر ہونے والی بات چیت سن سکے۔

گیا۔ مجھے سو فیصد امید ہے کہ یہ کام ماسٹر باغ کی تنظیم دیتے ہیں۔
 والوں کا یہ ہے لیکن مکمل معلومات وہاں جا کر ہی ہوں گی۔ میں کسی
 ممبر کو نہیں بھیجتا، خود ہی وہاں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر عمران اٹھ کھڑا
 ہوا۔ چند منٹ کے بعد عمران سر سلطان کی کوشی پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں سر
 سلطان خود بھی موجود تھے اور فیاض بھی ہراساں ہراساں وہاں کھڑا تھا۔
 عمران کو دیکھ کر وہ فوراً اس کی طرف لپکا۔ عمران نے پہلے سر سلطان کو
 سلام کیا اور ان کا حال پوچھا پھر سو فیاض کی طرف بڑھا۔

”ہاں اب بتاؤ، تمہیں کیا شاہد ملے ہیں؟“ عمران نے فوراً سو فیاض
 سے سوال کیا تو سو فیاض نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور
 عمران کے حوالے کر دیا۔ عمران نے فیاض کے ہاتھ سے کارڈ لے کر
 غور کیا تو اس کا اندازہ واقعی سو فیصد درست تھا کیونکہ کارڈ پر کھوپڑی کا
 نشان بنا ہوا تھا اور کھوپڑی کے نیچے سرخ رنگ کی لکیریں بنی ہوئی
 تھیں۔

”ہوں۔ تو ماسٹر باغ نے مجھے لکھا ہے؟“ عمران نے خراست
 ہوئے خود سے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ دیتے ہیں؟“ عمران کی کارروائی ہے۔ ماسٹر باغ نے تمہیں کیوں
 پہنچایا ہے؟“ سو فیاض نے ماسٹر باغ کا سن کر خوفزدہ لہجہ میں
 کہا۔

”کیونکہ وہ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرنا چاہتا ہے۔“ عمران
 دوبارہ اٹھا جون میں آ گیا۔

”میرا نام سو فیاض ہے۔“ سمجھے اور اب جلدی سے سر سلطان کی
 کوشی پر پہنچ کر سر سلطان کی کوشی پر حملہ ہوا تھا۔ میرے پاس تمہاری
 کیوں سننے کا وقت نہیں ہے۔“ سو فیاض کی پریشان کن آواز سنائی
 دی۔

”کب اور کیسے حملہ ہوا اور معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کا کیا چان تھا
 اور سر سلطان کا کیا حال ہے؟“ عمران کا لہجہ سر سلطان کی کوشی پر حملہ
 کا سن کر فوراً تنبیہ ہو گیا۔

”خدا کا شکر ہے سر سلطان اور ان کی فیملی اس وقت کوشی پر نہیں
 تھے۔ ویسے ہم بلاست سے کوشی کا ایک حصہ تباہ ہو چکا ہے۔ تمہارے
 ڈیڑی نے سب کام میرے اوپر ڈال دیے ہیں۔ ویسے مجھے چند شاہد
 ملے ہیں لیکن میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تم فوراً یہاں پہنچو۔“ یہ کہہ
 کر سو فیاض نے لائن ڈراپ کر دی۔

”عمران صاحب۔ کیا ہوا ہے۔ آپ پریشان کیوں ہو گئے ہیں؟“
 بلیک زیرو نے پوچھا۔

”میری مرضی نے اٹھ سے دیئے بند کر دیئے ہیں اس لئے پریشان
 ہوں۔“ عمران نے اپنے خاص لہجے میں کہا۔

”سوری۔ میرا مطلب سر سلطان سے تھا۔ وہ کیسے ہیں؟“ بلیک
 زیرو نے شرمندگی سے کہا۔

”ہاں۔ اب تم نے پوری بات پوچھی ہے۔ کسی تنظیم نے سر سلطان
 کی کوشی پر ہم بلاست کیا تھا۔ معلوم نہیں اتنی سخت سیکورٹی میں یہ کیسے ہو

”پھر وہی کہو اس۔ بارگھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔“ سو پر فیاض نے جھلاتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے۔ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے اور یہ حملہ آور کون ہو سکتے ہیں۔“ سر سلطان نے ان دونوں کے قریب آ کر کہا۔

”سر۔ یہ کارڈ عالمی دہشت گرد تنظیم ریڈ ونگس کا ہے۔“ عمران کے بولنے سے پہلے ہی فیاض نے جواب دیا۔ تاکہ کہیں عمران بھر شادی کا ذکر نہ لے بیٹھے۔

”اوہ۔ اس خوفناک تنظیم نے تو دم کی دی ہوئی تھی کہ جس ملک والوں کو یہ کارڈ دیا جائے گا وہاں جانی اور برہادی شروع کر دی جائے گی۔“ سر سلطان نے عمران کے ہاتھ میں کارڈ کو دیکھ کر تشویش سے کہا۔

”سر۔ ڈاکٹر سائمن کی ایجنٹ کالم لگا کر کوشیلا نے اس دہشت گرد تنظیم کے بارے میں مکمل رپورٹ لکھی ہے اور انٹریٹ پر اس جزیرے کا نقشہ بھی جاری ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں عمران کو وہاں ضرور جانا چاہئے تاکہ اس خوفناک تنظیم کا سدباب کیا جاسکے۔“ سو پر فیاض نے سر سلطان سے کہا۔ اس کا مقصد عمران کو سنانے کا تھا۔

”کیوں۔ کیا ماسٹر باغ اور اس کے ساتھیوں نے وہاں ہاتھوں میں مہندی لگا رکھی ہوگی جو میں ان کو جا کر آرام سے پکڑ کر یہاں لے آؤں گا۔“ عمران نے طنز پر کہا۔

”تو تم وہاں جانے کے بارے میں نہیں سوچ رہے۔“ اس بار سر

سلطان نے عمران سے پوچھا۔

”سوچ تو میں بہت کچھ رہا ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈیڑی نے سو پر پناہ کو اس دہشت گرد تنظیم کا خاتمہ کرنے کا کہا ہے اور سو پر اس لئے پریشان ہے کہ وہ کیا کرے۔“ عمران نے چینگم کا بٹن منہ میں ڈال کر فیاض کے ہم کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں عمران۔ پلیز۔ تم میرے دوست ہو۔ تم اس خفیہ جزیرے پر مجھے بھی ساتھ لے جانا۔ اگر چاہو تو میرے ساتھی بھی تمہارے ساتھ چل پڑیں گے۔“ فیاض نے مشورہ دیا۔

”کیوں۔ وہاں کیا تمہاری ڈائننگ بیونی سے شادی کرائی ہے جو براتیوں کو وہاں لے جاؤں۔“ عمران نے برا سامنے بیٹاتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے۔ خدا کے لئے سنجیدہ ہو جاؤ۔ ہم سب پریشان ہیں اور تمہیں شرارت سوجھی ہے۔“ سر سلطان نے حقیقی سے کہا۔

”جناب۔ آپ غلط نہ کریں۔ میں نے جزیرہ ریڈ ونگس پر جانے کا پروگرام بنا لیا ہے اور سوچ رہا ہوں کہ سو پر فیاض کو بھی اپنے ساتھ لے ہی جاؤں۔“ عمران نے اس بنیاد گنبدی سے سر سلطان کو تسلی دئی اور ان کو سلام کر کے واپسی کے لئے اپنی کار کی طرف چل پڑا۔ فیاض بھی عمران کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار اپنے قلب کی طرف دوڑ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر میں عمران اپنے فیٹ میں سو پر فیاض کے ساتھ بیٹھا تھا۔ بظاہر تو عمران فیاض کی باتوں کا ہوں ہاں

میں جواب دے رہا تھا مگر اس کا ذہن سوچوں میں گم تھا کیونکہ مختلف ملکوں کے ایجنٹ دفینوں اور یورپیہ کے لالچ میں وہاں جا رہے تھے مگر عمران کا دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ ماسٹر باغ تے وہاں آنے والوں کے لئے انتہائی فونیق ک جال بچھا رکھا ہو گا۔ عمران اس شاطر انسان کی اچھی طرح جاننا تھا مگر عمران تے وہاں جانے کا مکمل پروگرام ترتیب دے دیا تھا۔ اچانک سلیمان لپیٹ میں داخل ہوا۔ سلیمان کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا اس لئے عمران نے باہر کا دروازہ کھلا ہی رکھا تھا۔

"اٹاؤ۔ سوچو فیاض آئے ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے سو پر فیاض کے بار کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کردہ اورچی کے نیچے۔ کیا تم مجھے جانیں سمجھتے ہو جو مجھے خاکروب بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ سو پر فیاض دھاڑا۔

"سلیمان۔ کپتان صاحب کے لئے چائے پانی کا بندوبست کرو۔۔۔۔۔ عمران نے چلاتے ہوئے کہا۔

"صاحب۔ صرف پانی مل سکتا ہے چائے نہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے فوراً جواب دیا۔

"مگر کیوں۔۔۔۔۔ عمران نے حیرت سے دیدے سمھائے۔

"صاحب۔ دودھ والے کا پانچ ہزار، چنی والے کا دو ہزار اور چنی والے کا تین ہزار اودھار دینا ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے کرسی پر بیٹھتے ہو۔

تسلی سے جواب دیا۔

"مگر معزز مہمان نے چائے تو لازمی پینی ہے اور تم جانتے ہی ہو

میں نے ایکٹو کے ممبران سے بھی ہزاروں روپے امداد لے رکھے ہیں۔ اب کیا ہے گا کپتان صاحب کا۔۔۔۔۔ عمران نے پریشانی سے کہا۔

"صاحب۔ آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے موجودہ دور کا خلیفہ عروہار اور وقت کے عظیم حاتم طائی ابھی زندہ ہیں۔ آپ ان سے اسلحہ تو کریں ابھی سلطنت کے دھیر لگ جائیں گے۔۔۔۔۔ سلیمان نے شان بے نیازی سے فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا مگر فیاض سمجھ گیا کہ ان دونوں کا پروگرام کیا ہے۔

"میں چائے پی کر آیا تھا مجھے چائے کی ضرورت نہیں ہے۔ سو پر فیاض نے جھٹ سے کہا۔

"نہیں سوچو۔ میرا مطلب ہے سو پر فیاض۔ یہ تو وہی نہیں سکتا کہ معزز مہمان میرے گھر سے کچھ پی کر نہ جائے۔۔۔۔۔ عمران نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم مالک اور نوکر یکے سار ہو۔۔۔۔۔ سو پر فیاض نے سکراتے ہوئے کہا اور جیب سے بیٹا نکال کر پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ نکال کر عمران کو تھا دیئے۔

"جو سو پر۔ ہزاروں برس تیر۔۔۔۔۔ عمران بیڑے بڑھوں کی طرح سو پر فیاض کو دعا میں دینے لگا۔

"صاحب۔ آپ نے میرے بھی پانچ ہزار اودھار دیئے ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے بھر ہانک لگائی۔

”یہ اس بندہ کو۔ تم دونوں نے میرے پیسوں کو حرام کا مال سمجھ رکھا ہے۔ اب ایک روپیہ بھی اور نہیں دوں گا۔“ سوپر فیاض، سلیمان کو غصے سے دیکھتے ہوئے دھاڑا۔

اس سے پہلے کہ عمران یا سلیمان، سوپر فیاض کی بات کا جواب دیتے، سوپر فیاض کا سیل فون بجنے لگا۔ سوپر فیاض نے اپنا سیل فون نکال کر اس کی سکرین پر نام دیکھا تو پریشان ہو گیا۔

ہر طرف نیلگوں سمندر تھا اور تھاغیں مارتا ہوا سمندر کا پانی شور مچا کر رہا تھا۔ سمندر کے اوپر ایک نئی ساخت کا جدید اور بڑا نیلی کا پٹر جیڑی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ اس نیلی کا پٹر میں کل تیرہ افراد تھے۔ دو پاکستان نیلی کا پٹر کو کنٹرول کئے ہوئے تھے اور نیلی کا پٹر کی سکرین پر نیچے کا منظر تھا۔ ایک جدید قسم کا پاور ٹیل کیمرہ بلندی پر ہونے کے باوجود سمندر کے پانی کو سکرین پر صاف دکھا رہا تھا۔ اچانک سکرین پر دھند سی چھا گئی جس سے سمندر کے پانی کا منظر غائب ہو چکا تھا۔

”ہم اپنی منزل کے قریب پہنچ چکے ہیں“..... کہتاں نے اپنے پیچھے پیٹھے ہوئے اسر سے کہا جو غور سے سکرین پر نظر میں جمائے ہوئے تھا۔
 ”ہاں راجیش۔ واقعی ہماری منزل اب قریب ہے اور جزیہ ریڈ ڈیجھ اب دور نہیں ہے۔ تم ایسا کرو نیلی کا پٹر کو احتیاط سے نیچے لے

جاؤ ہم سمندر میں ہی اتریں گے۔ ہماری منزل تارکین براعظم کا
گمشدہ جزیرہ ہے۔" عقابانی نظروں والے افسر نے آرڈر دیا۔

"جرحم سر"۔ کپتان رابنٹن نے اپنے افسر سے کہا اور ٹیلی کاہنر
احتیاط سے نیچے اترنے لگا۔ ٹیلی کاہنر جب بہت نیچے آ گیا اور ٹیلی
کاہنر سے سمندر کا فاصلہ صرف چالیس فٹ رہ گیا تو سکرین پر سے
دھند قابو ہو چکی تھی اور سمندر کا پانی سکرین پر نظر آنے لگا۔ سکرین پر
سمندر کے پانی کو دیکھ کر افسر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"چلو۔ سب تیار ہو جاؤ۔ ہماری مهم شروع ہو چکی ہے۔" دھند
افسر نے اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے دس افراد کو حکم دیا تو سب کے پیروں
پر تلوؤں سا آ گیا۔ ٹیلی کاہنر اب سمندر سے تھوڑا ہی اوپر تھا۔ کپتان ٹیلی
کاہنر کو سمندر کے بالکل قریب لے گیا تھا۔ معاون کپتان صابر نے
ایک مین پریس کیا تو اس جدید ساخت کے ٹیلی کاہنر سے ایک بڑی اور
عاقبت در لاغی ٹیلی کاہنر کے ٹیبلہ چینے سے نکل کر سمندر میں جا گری
اور سمندر کے پانی میں تیرنے لگی۔ پھر ٹیلی کاہنر کا دروازہ کھول دیا گیا
اور سب ترتیب وار اس لاغی میں کودنے لگے۔ افسر کے علاوہ ان دس
افراد میں تین لڑکیاں اور سات مرد تھے۔ ان میں سے ایک مرد دیو زار
تھا جو فضل سے ہی امتحان لگ رہا تھا۔ لاغی میں جمپ لگاتے ہوئے اس
کی پیچیں نکل گئیں۔

"اے غمید بھائی۔ تم تو مجھے فل فلوئیاں دکھانے لائے تھے پھر یہ
ہم کہاں سمندر میں پہنچ گئے۔" دھند موتا کراہے ہوئے بولا۔ ان

کے گروپ میں ایک اوجیز عمر تھا باقی سب نوجوان تھے۔

"اؤسے رابنٹن اور صابر۔ جب تمہیں کاشن دیا جائے تو تم دونوں آ
جانا مگر اب تم دوبارہ جنوبی افریقہ میں اپنے اڑنے پر پہنچ جاؤ۔" افسر
نے بارعب آواز میں ان دونوں کپتانوں کو حکم دیا اور ہر احتیاط طریقے
سے لاغی میں جمپ لگ دیا حالانکہ دس افراد کو لاغی میں اتار کر ٹیلی کاہنر
قدرے بلندی پر پہنچ چکا تھا۔

"میں سر۔" دونوں نے اپنے افسر کے جمپ لگانے سے پہلے
ادب سے کہا اور افسر کے جمپ لگانے کے بعد مین پریس کیا تو ٹیلی
کاہنر کا دروازہ بند ہو گیا۔ اب دونوں نے ٹیلی کاہنر کا رخ موڑا اور
اپنے ساتھیوں کو سمندر کی وسعتوں میں چھوڑ کر روانہ ہو گئے۔

یہ افسر کرنل فریدی تھا اور باقی سب اس کی ٹیم کے ممبر تھے۔
معروف سیاح طارق بھی ان کے ساتھ تھا کیونکہ مشن خطرناک جنگلات
میں تھا اور کرنل فریدی نے خاص کر اوجیز عمر تجربہ کار معروف سیاح
طارق کو ایکریمیا سے بلوایا تھا۔ مگر طارق کا فرستائی تھا مگر زیادہ تر
ایکریمیا میں ہی رہتا تھا۔ باقی سات افراد کپٹن حمید، انور، رشید،
روزا، ہریش، اینڈی اسپیکر، ریکھا، اسپیکر جیکبش اس کی ٹیم کے ممبر تھے
البتہ دیو زار قاسم اور اسپیکر آصف کو کپٹن حمید اپنی مرضی سے لے کر آیا
تھا۔ شروع میں تو کرنل فریدی نے ان دونوں کے جانے پر اعتراض کیا
تھا مگر کپٹن حمید کے اصرار پر مان گیا تھا مگر کرنل فریدی نے واضح کہا تھا
کہ قاسم اور اسپیکر آصف کی ذمہ داری خطرناک جنگلوں میں تم ہی لو

کرنل فریدی نے ڈاکٹر سائمن کو اپنے پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس وقت لالچ پر عمل کیا رہا افراد سوار تھے۔ برٹش نے کرنل فریدی کے غم پر جدید ساخت کی کمپیوٹرائزڈ مضبوط اور تیز رفتار لالچ کا کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ کرنل فریدی بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ باقی افراد سمندر کے نیکیوں پانی کا نظارہ کرنے لگے۔

”سر۔ انٹرنیٹ پر جزیرے کا جو نقشہ دیا گیا تھا۔ لگتا ہے آپ اس سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سے جزیرے پر جانے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔“ روزانے ادب سے اپنا اندازہ ظاہر کیا۔

”ہاں روزانہ۔ تم درست کہہ رہی ہو کیونکہ ماسٹر پارٹ جیسے شاعر سائمن دان سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اس نے اصل جگہ پر جس جگہ کی نشاندہی انٹرنیٹ پر کی گئی ہے وہاں لازماً خاص انتظام کیے ہوں گے اور وہاں سے جزیرے کے اندر داخل ہونا موت کو دعوت دینا ہے۔“ کرنل فریدی نے تاکید کی۔

”مگر سر۔ ہم چونکہ راستہ بدل کر جا رہے ہیں اگر جزیرے کا راستہ بھٹک گئے تو ہم سب کو موت کو بھگے لگا ناپڑے گا اور ہماری روٹیں عالم بالا میں ایک دوسرے کو ٹکرائیں گی۔“ کیپٹن امید نے چپکتے ہوئے کہا۔

”امید بھائی۔ آپ سب لوگ تو بے شک عالم بال میں چلے جاؤ مگر میں مٹی رو جاؤ گا اپنی جان دان پر شیل کر پھیلوں گا اور مٹی رو جا کے ساتھ کسی جزیرے پر نئی زندگی مہیا کروں گا۔“ قاسم نے جو نیلی کا پتھر سے

گئے ویسے قاسم تو متعدد ایڈ وچر مہمات میں کیپٹن حمید اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ شرکت کر چکا تھا مگر انسپکٹر آصف غالب کیلے بار کسی جھگڑے کی مہم میں کرنل فریدی، حمید وغیرہ کے ساتھ تھا۔ کیپٹن حمید انسپکٹر آصف پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ کتنی خطرناک مہمات میں شرکت کر کے اپنی جان جنکوں میں ڈال رہا ہے۔ کیونکہ کرنل فریدی نے سب کو واضح سمجھا دیا تھا کہ خفیہ جزیرے کے خطرناک جنگوں میں ماسٹر پارٹ نے انتہائی خطرناک چال پھیل رکھا ہو گا اور اس مہم میں ان کی جان بھی جاسکتی ہے۔

کیفیا سے اس کے زیر دوقوس کے ایجنٹ نے اطلاع دی تھی کہ ریڈ ڈسجھ والوں کی طرف سے کافرستان کے وزیر خارجہ سر مشرا پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے جس سے سر مشرا صاحب بچ تو گئے ہیں مگر ان کی جان بچاتے ہوئے ان کا بچا اسے مارا جا چکا ہے اس کے بعد کافرستان کے صدر مملکت کو ماسٹر پارٹ کی طرف سے دھمکی ملی تھی کہ تمہارے کرنل فریدی اور ان کے ساتھیوں سے اس کی تنظیم کو بہت نقصان پہنچتے ہیں

اس لئے اب مکمل تیاری کے ساتھ ہم کافرستان کو تباہ و برباد کر دیں گے اور یہی دھمکی پانچیشہ اور گریٹ لینڈ کے صدر صاحبان کو بھی دی گئی تھی۔ کرنل فریدی نے اپنے صدر صاحب کو کہہ دیا تھا کہ وہ اس عالمی دہشت گرد فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے جزیرہ ریڈ ڈسجھ کا رخ کرنے کا مکمل پروگرام بنا چکا ہے اور ڈاکٹر سائمن نے بھی کرنل فریدی سے فون پر رابطہ کر کے اس سے پوچھا تھا کہ اس کا کیا پروگرام ہے تو

جپ لگانے کے بعد ابھی تک کراہ رہا تھا، اب روزا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "مر شنگ اور سنجیدہ مزاج روزا نے مجھ کو قاسم کو آنکھیں دکھائیں تو قاسم گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ باقی سب افراد مسکرانے لگے مگر کرنل فریدی پوری توجہ سے لالچ کی کپیٹر سکرین پر دیکھ رہا تھا پھر اس کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔ دھنسا سکرین پر چار پانچ مگر کچھ نظر آنے لگے جو لالچ کے قریب ہی سمندر میں لالچ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ ہریش بھی سکرین پر غور سے دیکھ رہا تھا۔

"سر۔ کیا کیا جائے ان کا"۔۔۔۔۔ ہریش نے پوچھا۔

"وہی جو دشمنوں سے کیا جاتا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"اوکے سر"۔۔۔۔۔ ہریش نے جواب دیا اور کنٹرول روم کے بیٹنوں میں سے ایک بیٹن کو پریس کیا تو اس جدید لالچ سے چند تار پینڈ وٹاریم نکل کر سیدھے ان مگرچھوں سے نکلے اور ایک فٹ سمندر کا پانی سرخ ہو گیا اور مگرچھوں کے نگوں سے سمندر کے پانی میں تیرنے لگے۔

"کرنل فریدی۔ یہ کیا ہوا"۔۔۔۔۔ طارق نے سمندر میں سرفی اور مگرچھوں کے نگوں کو دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔

"طارق صاحب۔ یہ لالچ ہمارے سائنس دانوں کی نئی ایجاد ہے جو سمندر کے اندر ہی تیس فٹ تک دشمنوں کو دیکھ کر سکرین پر آگاہ کر دیتی ہے اور فائر کر کے ان کا خاتمہ کر دیتی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لالچ کی ایجاد کا فرسٹان کے لئے خوش آئند خبر ہے۔ دنیا والے اور خاص کر دیر لینڈ اور ریڈ ڈیجہ والے سائنس کی دنیا میں ہم سے بہت آگے جا چکے ہیں"۔۔۔۔۔ طارق نے بھی مسکراتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر کبھی مشکل پیش آئی تو مائیں اپنا جان واپس لے کر اپنے کھون بہا کر مش پولیش والی کی جان بچاؤں گا۔ ہی، ہی، ہی۔ دھنسا قاسم کی ہی ہی دوبارہ شارت ہو گئی جیسے یہ سب کسی خطرناک مشن پر جہیں بلکہ کسی تفریح پر جا رہے ہوں۔

"خبردار مونس۔ اگر تم نے مجھ سے فری ہونے کی کوشش کی تو دھکا دے کر سمندر میں گرا دوں گی"۔۔۔۔۔ انسپکٹر ریکھا غصے سے بولی۔

"ہی۔ ہی۔ قاسم بے چارہ کتنی محبت سے تمہاری جان بچانے کی بات کر رہا ہے اور تم اس بے چارے کو ڈانٹ رہی ہو"۔۔۔۔۔ رشیدہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہارا دل قاسم پر آگیا ہے تو تم خود اس سے دل لگی کر لو"۔۔۔۔۔ ریکھا نے چڑ کر جواب دیا۔

"بچو۔ ہماری دوش مرنے کے بعد بھی حسناؤں کی روجوں کی تلاش میں جھپکتی پھریں گی"۔۔۔۔۔ کپتان حید نے روزا کی طرف کن آنکھیں سے دیکھتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر قاسم کو کہا۔

"اس مونسے ساط کو وحشی اور وحشی لڑکیاں بھی دیکھ کر ڈر جائیں گی اور حسین لڑکیاں تو اسے جوتے ماریں گی"۔۔۔۔۔ انسپکٹر آصف نے چلی بار

بولتے ہوئے نامواری سے کہا۔

”حرامی۔ بہوت ہو چکا۔ آج میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔“ قاسم دھاڑتے ہوئے اٹھا۔

”قاسم..... کرنل فریدی نے سختی سے کہا۔ کرنل فریدی کے چہرے پر سختی دیکھ کر قاسم کا خون خشک ہو گیا اور وہ کسی شریف بچے کی طرح منہ پر اٹھی رکھ کر آرام سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

”میں جبر سے کے ساحل کے قطبی حصے کے قریب پہنچنے والے ہیں..... ہریش نے غور سے سکریں پر دیکھتے ہوئے کہا۔ آہستہ آہستہ منظر واضح ہو رہا تھا اور چند لمحوں بعد یہ سب جبر سے کے ایک کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ کرنل فریدی کے کہنے پر ہریش نے جس سمت کنارے پر لاٹھ لگائی تھی وہاں ایک بہت بڑا پتھر پڑا تھا۔ اس چٹان نما پتھر کی بلندی میں فٹ ہو گی اور پتھر کے آگے درختوں کی بہتات تھی۔ کرنل فریدی نے لاٹھ سے لمبی دی کالی جس کے سرے پر آٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے لاٹھ میں کھڑے کھڑے آنکڑے کو تھماتے ہوئے پتھر کے پار ایک درخت پر اچھال دیا۔ آٹکڑا درخت کی ڈالی سے اٹک گیا۔ کرنل فریدی نے دی کھینچ کر دیکھا تو آٹکڑا مضبوطی سے ڈالی سے بکڑا جا چکا تھا۔ ہریش نے لاٹھ کی موڑ بند کر دی تھی۔ اب کرنل فریدی نے دی کے سہارے پاؤں جما کر پتھر کے اوپر چڑھنا شروع کر دیا۔ گو کہ کرنل فریدی کے پاؤں سلب ہو رہے تھے مگر کرنل فریدی ماہر کو دنیا کی طرح اس پہنچنے پتھر پر دی کے سہارے اوپر چڑھ گیا اور غور

سے جبر سے پر موجود انتہائی صحبان اور تاریک جنگل کو دیکھنے لگا۔ کرنل فریدی نے ادھر ادھر نظر دوڑائی اور پھر طارق کو دی پکڑنے کا کہا۔ طارق نے دی تھامی اور کرنل فریدی کی طرح پتھر پر پاؤں رکھ کر دی کے سہارے اوپر آگیا۔ پھر دوڑا اوپر آئی۔ اس کے بعد کپتین حمید اور دوسرے افراد اوپر چڑھے مگر کرنل فریدی نے ان کو دی پکڑنے کا کہا اور ان کو اوپر کھینچ کر ان کو پتھر پر چڑھنے میں مدد دی تھی۔ ہریش نے قاسم کو اوپر چڑھانے میں مدد دی اور کرنل فریدی نے دی کے سہارے ان کو اوپر کھینچ کر پتھر پر چڑھایا۔ گو قاسم گرتا تھا مگر لاٹھ پر موجود ہریش نے اس کے پاؤں پکڑ کر اس کو اوپر چڑھانے میں مدد دی۔ آخر میں ہریش نے دی کا سرا لاٹھ کے پینے سے باندھا اور دی کے سہارے اوپر آگیا۔ یہ کرنل فریدی کی بہت تھی جو قاسم جیسے بڑے زاد کو اکیلے ہی اوپر کھینچا تھا مگر قاسم ہانپ رہا تھا جیسے وہ خود ہی دی کے سہارے اوپر چڑھا ہو۔ البتہ اسپیکر آصف حیرت سے کرنل فریدی کو دیکھ رہا تھا۔ ہریش بھی دی کے سہارے اوپر پہنچ چکا تھا۔ سب کی کمروں پر سامان لدا ہوا تھا جس میں خشک خوراک کے علاوہ جدید طرز کا اسلحہ اور میڈیکل کیمس اور دیگر ادویات تھیں۔

”کرنل فریدی۔ میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس نامعلوم جنگل کی آب و ہوا ہم سب کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔“ رفیعہ طارق نے جنگل کو غور سے دیکھ کر اپنا تجربہ ظاہر کیا۔

”تو تمہاری طارق صاحب۔ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔“ کرنل فریدی

نے پوچھا۔ طارق نے اپنے سامان میں سے ایک سیرپ کی بوسل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اسے سیرپ سے بھر لیا۔ سیرپ کا رنگ سیاہ تھا۔ طارق نے پہلے خود سیرپ بیا اور بعد میں دوسروں کو بھی ایک ایک ڈھکن پینے کو دیا۔ سیرپ کا ذائقہ حد سے کڑا تھا۔ قاسم نے تو اسے پیچے ہی تمکھ دیا مگر طارق نے سختی سے اسے دوبارہ ملا دیا۔

”اگر کسی نے یہ سیرپ نہ بیا تو جنگل کے اس غیر آباد حصے کی زہریلی آب و ہوا سے اسے شدید بخار بھی ہو سکتا ہے“ طارق نے کہہ سب نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور سیرپ پی لیا۔ اب سب جی کڑا کے میں کرنٹ فریدی نے بھی کڑوا کیا سیرپ پی لیا۔ اب سب جی کڑا کے اس خطرناک جنگل میں داخل ہو گئے۔ ایک تو جنگل کے اوپر دھند کی گہری چادر چھائی ہوئی تھی۔ دوسرا جنگل بے حد گھٹا اور چارک تھا۔ سب نے اپنے ہاتھوں میں موجود ٹارپوں کو روشن کر لیا مگر پھر بھی روشنی کی کرن چند گز سے آگے نہیں جا رہی تھی۔

”یہ کیا تنگ ہے کہ آپ اتنے مشکل راستے سے ہم سب کو لے کر جا رہے ہیں۔ کیا اس سے بھی کوئی اور مشکل راستہ نہیں ملا آپ کو؟“ کینٹین ٹیڈ نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

”میر خودار۔ تم کیا سمجھتے ہو جو راستہ انٹرنیٹ پر دیا گیا ہے اس راستے پر ماسٹر بارش اور اس کی تنظیم کے افراد پھلوں کے ہار لے ہمارے استقبال کے لئے کھڑے ہوں گے“ کرنٹ فریدی نے طنز یہ لہجے میں جواب دیا۔

”میں تو اس بڑے پتھر کی بات کر رہا ہوں۔ اس پر چڑھ کر آگے بڑھنے کی کیا تنگی تھی۔ ہم ساحل پر دیے بھی تو چڑھ سکتے تھے“۔ کینٹین جید نے کہا۔

”میر خودار۔ ہم جیسے ہی ساحل پر چڑھنے کی کوشش کرتے مگر تھیں نے ہماری ٹانگیں پکڑ لی تھیں کیونکہ پانی نیچے ہے اور ساحل اونچا ہے۔ جبکہ اب ہم اسی چٹان پر چڑھ کر آسانی سے آگے بڑھ رہے ہیں“۔ کرنٹ فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مسٹر ٹیڈ۔ میں اور کرنٹ فریدی یہاں آنے سے پہلے ہی کا پٹر پ ایک پکڑ کا چھے ہیں اور جزیرے میں داخل ہونے کے لئے یہاں میں نے ہی اس خطرناک راستے کا انتخاب کیا ہے۔ جزیرے کے اس ویران حصے پر کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ اس خطرناک حصے سے بھی کوئی ٹیم آئے گی کیونکہ جنگل کے اس حصے میں جو ناگوار بو بھی ہوئی ہے یہ بہت زہریلی آب و ہوا ہے مگر میں نے جو تم سب کو قربان دیا ہے اس سے یہ آب و ہوا ہم پر اثر انداز نہیں ہو گی اور ویسے ہی اس ساحل پر چڑھنا آسان کام نہیں ہے“ طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تقریباً چار پانچ ٹھنوں میں یہ سب بڑی مشکل سے ایک ایک میل ہی آگے بڑھ پائے ہوں گے۔ اب جنگل کے اس حصے میں ناگوار بو قسم ہو چکی تھی اور ان کو مختلف جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور یہاں آ کر غار دار شاخیں قدرے کم ہو گئی تھیں۔

”اب سب ہوشیار ہو جائو کیونکہ ہم اس علاقے میں نکل آئے ہیں

جہاں ہمارا سامنا خطرناک درندوں سے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ طارق نے ان سب کو خبردار کیا۔ کرل فریدی کے ہاتھ میں برقعے نما کھڑا تھا جو شاخوں کو کاٹ رہا تھا۔ ہریش اور طارق بھی اس کے معاون تھے۔ ابھی یہ مزید تھوڑا آگے بڑھے ہی تھے کہ انہوں نے محسوس کیا کہ وہ قدرے مکمل جگہ پر آگئے ہیں جہاں آگے پانی تھا کیونکہ ان کے پاؤں پانی میں بھیک گئے تھے۔ ابھی یہ سب حیرت اور گونگی حالت میں کھڑے تھے اور بھوک اور تھکاوٹ سے ان کا برا حال تھا کہ اچانک ایک شور بلند ہوا اور پھر زمین لرزنے لگی۔ طارق نے ان آوازوں کو سنا تو خوفزدہ ہو گیا جیسے اس نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔ سبھی خوفزدہ ہو گئے۔ کرل فریدی بھی جانتا تھا کہ کون سی آفت آنے والی ہے اور کرل فریدی جیسے مضبوط اعصاب کے آدمی کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔

نے گراز درختوں کے اوپر گرا تھا اور پھر درختوں کی شاخوں سے اٹکا ہوا نیچے آگرا۔ چند لمحوں کے بعد نے گراز کا دردازہ کھٹا اور اس میں سے سنگ ہی، قمریسا، فنج اور نانوتا باہر نکلے۔ ان کے نکلنے کے بعد نے گراز سے زیدو لینڈ کے دیگر افراد نکلے جو زیدو لینڈ سے ان کے ساتھ آئے تھے۔ یہ سب زیدو لینڈ کے ایکٹ تھے جو ان چاروں کے اظہر تھے۔

”سنگ ہی۔ نے گراز کا کہیہ نازا سلم مکمل جام ہو چکا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔۔۔۔۔ نانوتا نے حیرت سے پوچھا۔ نے گراز پر کوئی سرخ رنگ کی روشنی کی لہر گرائی تھی اس کے بعد ہی اچانک نے گراز کا کہیہ نازا سلم جام ہوا ہے۔

”یہ کیسے ہوا اور یہ روشنی کس قسم کی تھی۔۔۔۔۔ نکلے قد کے فنج نے تشویش سے کہا جو لمبے قد کے سنگ ہی کے سامنے پڑ ہی لگ رہا تھا۔

”ہاں۔ میرے خیال میں بھی کچھ ایسا ہی ہے۔“ قمریسا نے کہا اور اپنے انجینوں کو قلم دیا کہ وہ نے گراز کو دیکھے وہ کسے اور کتنے کچھ لے جائیں۔

”مگر ادا۔“ فے گراز کو ہم کیسے پیچھے کی طرف لے جاسکتے ہیں۔ درخت رکاوٹ بنیں گے۔“ ایک انجین نے ادب سے مشکل بیان کی۔

”ہم زون گنوں کی مدد سے درختوں کو راکھ بناتے ہیں اور تم اپنا کام کرو۔“ اس بار نونٹا نے قلم دیا اور اپنے ہاتھ میں موجود پھل تارچ والے آلے کے جن کو پریس کر کے درختوں پر شعلہ میں برسانے لگی۔ باقی تین بھی ایسا کرتے گئے۔ درخت اس ذریعہ لینڈ کی ایجاد کردہ زون گنوں کی شعلہوں کی زد میں آکر کوئہ بنے گئے۔ ذریعہ لینڈ کے انجین فے گراز کو پیچھے دھکیلنے لگے اور جو درخت رکاوٹ بننا وہ زون گن کے فائر سے صاف ہو جاتا مگر ابھی یہ سب قنواہی پیچھے بنے ہوں گے کہ اچانک جنگل کے اس حصے پر بے شمار بھیڑیں نمودار ہوئے اور نے گراز کو دھکیلنے والے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے۔ یہ چاروں اس نئی افتاد پر گھبرا گئے کیونکہ اگر وہ زون گن کے فائر سے ان بھیڑیوں کا خاتمہ کرتے تو زون گن کا شعلہ ان کے انجینوں کو بھی لگ سکتا تھا اور سب سے بڑی پریشانی یہ کہ اگر یہ شعلہ فے گراز کو لگ جاتا تو فے گراز کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ جو انجین بھیڑیوں کے حملے میں مارے جاسکے تھے ان کو تو بھیڑیے بھنڈ کر کھاتے گئے کچھ بھیڑیے ان چاروں کی

”ہمیں سرخ رنگ کی غارت نظر آئی تھی۔ گتا ہے وہی ریڈ وینچہ کو ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ماسٹر بارش کی حکومت ہے۔“ سنگ ہی نے اندازہ ظاہر کیا۔

”اس کا مطلب ہے ہم سب ماسٹر بارش کی نظروں میں آچکے ہیں۔ اس نے کوئی ایسی ایجاد کرنی ہے جس سے فے گراز کا سسٹم بند جام ہو چکا ہے اور کچھ بعید نہیں ہے وہ شیطان اپنے ہرکارے کسی بھی وقت یہاں بھیج سکتا ہے۔ ہمیں فوراً اس کا بندوبست کرنا پڑے گا۔“ قمریسا نے کہا اور اس نے جھک کر اپنے پاؤں کی پنڈلی سے بندھا ہوا ایک پھل نما آلہ نکال لیا اور اس کا جن پریس کیا تو اس میں سے ایک شعلہ نکلا اور درخت کی شاخ پر لگا تو درخت کی شاخ جھک سے جل کر راکھ ہو گئی۔ ان تینوں نے بھی اپنے پاؤں کی پنڈلیوں سے بندھے ہوئے آلے نکال لئے۔

”شکر ہے۔ ہماری زون گن کارآمد ہیں۔“ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں یہ علاقہ اس شاطر سائنس دان کی ریجٹر ہے۔ ہمیں فے گراز کو اپنے انجینوں کے ذریعے پیچھے لے کر جانا ہے گا۔ مجھے ایسا لگتا ہے ماسٹر بارش نے کاسکس کے ذریعے اس علاقے میں سسٹم جام کرنے کی لہریں پھیلا رکھی ہیں۔ ہو سکتا ہے ریجٹر سے باز ہونے پر فے گراز کا سسٹم آن ہو جائے۔“ فنجی نے اعزازہ ظاہر آ کے ان کو مشورہ دیا۔

”ہم افریقہ اور جنوبی امریکہ کے کئی ملکوں کے خطرناک جنگلوں میں اپنے اڈے اور اپنا راج قائم کر چکے ہیں اور وہاں کے وحشیوں پر بھی اپنا قلعہ جما چکے ہیں مگر اسے بے بس ہم پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے جتنے آج ہیں۔ اس ماسٹر بارش نے ہمیں واقعی جلی دفعہ جنگل میں اتارا ہے بس کر دیا ہے کیونکہ ہمارا سب اسلحہ اور دیگر ضروری سامان کمپیوٹر لاک اپ میں موجود ہے اور یہ سامان تب تک نہیں نکلے گا جب تک کمپیوٹر سسٹم آن نہیں ہو جاتا۔“ تقریباً نے مضامین پچھتے ہوئے کہا۔

”کاش۔ اگر یہاں ہمارے ساتھ کرنل فریدی ہوتا تو وہ زمین انسان نے گراز کے کمپیوٹر لاک اپ کو کھولنے کا بھی انتظام کر لیتا۔“ نالوتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ پتھر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں۔ صرف ایک انسان ایسا ہے جس کے پاس ہر مسئلے کا حل ہوتا ہے۔ کاش وہ اتنی خیرا بن کر زیر و لینڈ کا وقار بن جائے۔“ تقریباً نے کرنل فریدی کا نام سن کر منہ ہنسا اور حیران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ جیسے وہ اتنی تو تحسین اپنی کمر پر بٹھا کر کسی جن کی طرح اڑتا ہوا اس جنگل سے باہر لے جائے گا۔“ نالوتا نے ٹھٹھکیا۔

”پھر تم دوڑو اپنے مردود عاشقوں کا ذکر لے بیٹھیں۔“ فنج نے ناگواری سے کہا۔

”ویسے مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی اور اتنی جتنی بھی ضرور اس جنگل میں پہنچے ہوں گے۔“ سب نے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔

طرف بھی بڑھے مگر زون گنوں کے شعلوں سے ان کے چوتھے اڑنے لگے۔ چند ایکسٹ جو فٹ گئے تھے وہ فوراً ان چاروں کی طرف بھاگے اور فٹ گئے مگر زیادہ تر بھیڑیوں کے حملے میں مارے جا چکے تھے۔ پتھر نے گراز کا سسٹم جام ہونے کے بعد اس میں موہوہ دیگر آتش اسلحہ جو لاک اپ میں قاسمیڈ ہو چکا تھا۔ اس لئے زیر و لینڈ کے یہ ایکسٹ خالی ہاتھ تھے۔ بس ان چاروں کے پاس زون گنوں کے آلے تھے جو کام کر رہے تھے ورنہ دنیا میں ہتھکڑیاں پانے والے زیر و لینڈ کے ان چاروں فتنوں کو بھیڑیوں کی خوراک بننے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ بھیڑیوں کی تعداد بڑھ گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے جنگل کے اس حصے میں ان بھیڑیوں کا ہی راج تھا۔ نے گراز کے ساتھ چڑے ہوئے مردہ ایکٹوں کو جلد ہی چیر پھاڑ کر بھیڑیے کھا گئے حیران کی طرف بڑھنے والے بھیڑیے خود ہی موت کا شکار ہونے لگے کیونکہ زون گنوں کے خطرناک شعلوں سے ان کے چوتھے اڑ رہے تھے۔ چند لمحوں بعد بھیڑیوں کے گرد وہ نے پھائی اختیار کی اور بھاگ نکلے۔

”اف۔ آج تو بال بال بچے۔ اگر ہم لوگوں نے زون گنوں کو اپنی پنڈلیوں سے نہ باندھا ہوتا اور ان کو بھی دیگر سامان کے ساتھ کمپیوٹر لاک اپ میں رکھا ہوتا تو پہلا بھر میں یہ خوفی رنرے ہماری تھک لونی کر دیتے اور زیر و لینڈ کے آٹھ بڑوں اور گب ماسٹر کو ہم چاروں کی ہڈیاں تک نہ ملتیں۔“ نالوتا نے غورزدہ لہجے میں ان بھیڑیوں کے جانے کے بعد کہا۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ ہم آگے کی طرف رخ کریں جہاں ماسٹر باغ کا ہیڈ کوارٹر ہے یا پیچھے کی طرف پہاڑی اختیار کریں کیونکہ مجھے نہیں لگتا ہماری یہ زون نہیں آگے بھی ہماری مدد کریں گی اور وہ اس لئے کہ جو شخص نے گراڈ میسی جدید قسم کی اژن مشینری کو بھی جام کر سکتا ہے آگے جا کر وہ زون گنوں کا سسٹم بھی جام کر دے گا۔" فنج نے اندیشہ ظاہر کر کے ان تینوں سے مشورہ کیا۔ ہر طرف زیر لینڈ کے ایجنٹوں کی بچی بچی ہڈیاں اور بھیڑیوں کے چیخنے پڑے ہوئے تھے اور خون ہی خون پھیلا ہوا تھا مگر ان چاروں کو اپنے ایجنٹوں کے مرنے کی ہانک پر دماغ نہیں تھی۔ وہ اس طرح باتیں کر رہے تھے جیسے ابھی یہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"میرے خیال میں ہمیں ہر ٹرانسمیٹر چیک کرنا چاہئے۔" قمریہ نے یہ کہہ کر اپنے گھلے سے ایک لاکٹ نکالا۔

"مگر میرے خیال میں ہمیں یہاں باتیں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ وہ سکتا ہے ہماری آوازیں سنیے ہو کر ریڈیو سمجھ کے ہیڈ کوارٹر کی جاری ہوں۔ ابھی پیچھے کی طرف رخ اختیار کرو پھر جا کر مشورہ کرتے ہیں کہ کیا کیا جائے۔" ناتوٹا نے آہستہ آواز میں کہتے ہوئے اندیشہ ظاہر کیا۔ باتوں کے دوران ان چاروں نے زیر لینڈ کے ان ایجنٹوں کو بڑے بھیڑیوں کے حملے سے بچ کر ان کے پاس آگے تھے اس طرح نظر انداز کر دیا تھا جیسے ان کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو۔

"ہاں ناتوٹا۔ تمہاری بات درست ہے اور ہو سکتا ہے یہاں جہاں

قسم کے سبز رفتار مائیکرو کمرے بھی درختوں پر نصب ہوں کیونکہ ہر طرف کا میکس کی لہریں گردش کر رہی ہیں اس لئے ہمیں نے گراڈ کو یہاں چھوڑ کر فوراً پیچھے کا رخ اختیار کرنا چاہئے۔" سنگ سی نے بھی ناتوٹا کی بات میں ہاں ملائی۔ اب چاروں تیزی سے رخ موڑ کر جنگل میں بڑھنے لگے۔ ان کے ایجنٹ ان کے پیچھے چل پڑے۔ آگے جنگل میں تاریکی پھیل گئی تھی کیونکہ جنگل گھٹا ہوا چکا تھا۔ اب ان چاروں نے اپنے ہاتھوں میں موجود زون گنوں کو پیچھے سے پریشان کیا تو یہ زون گنیں چیز روشنی والی تاروں میں جید مل ہو گئیں تو چاروں اب بھی جہڑیوں اور شاخوں کو فائر کر کے جہاز مسلسل پیچھے کی طرف بڑھنے لگے۔ اچانک ایک ایجنٹ کی دردناک چیخ بلند ہوئی۔ ان چاروں نے فوراً روشنی کا دائرہ اپنے ایجنٹ کی طرف کیا تو کاپ کر رہ گئے کیونکہ ایک زرد رنگ کا سانپ اس کو کٹ کر آگے بڑھ رہا تھا۔ فنج نے سانپ پر شیل کا فائر کیا تو سانپ کے پیچھے سے اڑ گئے مگر زیر لینڈ کے ایجنٹ کی حالت بھی دیکھتے ہی دیکھتے بگڑ گئی اور اس کے منہ سے خون بہہ نکلا اور اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ زیر لینڈ کے ایجنٹ اپنے ایک اور ساتھی کی جان جانے پر افسردہ اور خوفزدہ ہو گئے تھے مگر ان چاروں کے چہرے سیاہ تھے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

"چلو۔ احتیاط سے قدم اٹھاؤ۔ اس جگہ سانپوں کا بھرا ہے۔" قمریہ نے کہا اور پھر یہ چاروں بھی احتیاط سے آگے بڑھنے لگے۔ آگے درختوں کی اقداد۔ قدرے کم ہو گئی۔ اچانک ایک سرخ رنگ کی

لہر ان سے ٹکرائی۔ ان کے ہاتھوں میں ایک لمبے کے لئے چلن ہوئی
پھر چلن کا احساس فتم ہو گیا مگر ان کے ہاتھوں میں موجود زون گنوں کا
سسٹم جام ہو چکا تھا۔

”ارے یہ کیا“... رنگ نے اپنے ہاتھوں میں موجود پینل پاریچ
جیسے آلے زون گن کا بٹن پریس کیا مگر زون گن سے کوئی فائر یا شعلہ
نہ نکلا اور روشنی لکھنا بھی بند ہو گئی تھی۔

”زون گنیں بے کار ہو چکی ہیں“... رنگ نے غور سے ایک
درخت سے جہاں سے سرخ رنگ روشنی کی لہر آئی تھی، وہاں ایک
کیمرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”آج ہم پہلی دفعہ جنگوں میں بے بس ہوئے ہیں۔ میرے حلیوں
میں ماسٹر بارخ نے ہر قسم کے سائنسی سسٹم کو لاگ کرنے کا فارمولا ایجاد
کر لیا ہے۔“ تھرمیا نے ٹھہر مندی سے اپنی زون گن کو چلانے کی
ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ذیرو لینڈ کے یہ چاروں ذہین ایجنٹ کئی
مرتبہ افریقہ اور جنوبی امریکہ کے تاریک جنگوں میں یورپیوں اور
کی تلاش میں آچکے تھے مگر درحقیقت پہلا دفعہ وہ اتنے بے بس ہوئے
تھے کیونکہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہاں ویفینوں اور
یورپیوں کے پتھر میں ماسٹر بارخ جیسے شاطر سائنس دان کی تاریک سرزمین
پر آکر ان کے جدید فائر گن اور فے گراز بھی ناکارہ ہو جائیں گے۔

اچانک ایک تیر سنسٹا ہوا آیا اور ان کے ایک اور ایجنٹ کی جان لے
گئی۔

”اوہ۔۔۔ گلتا ہے۔ ہم لوگ کسی وحشی قبیلے کی نظروں میں آ گئے
ہیں۔“ رنگ ہی ٹکڑی کے بنے ہوئے پارک تیر کو دیکھتے ہوئے
چلا۔ کئی دفعہ یہ چاروں ایسے خطرناک جنگوں میں اپنی عمارت کی ہڈی
سے وحشی قبائل پر دہری دیا تھا کہ انہیں بے وقوف بنا چکے تھے مگر آج
وہ ٹھہر مندی سے اس نئی افتاد پر گھبرا کر ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے
تھے۔

”میرے خیال میں ہمیں درختوں کے اوپر چڑھ جانا چاہئے۔“ یہ
کہہ کر ٹھٹھنے لگا کچھ کسی ہندو کی طرح ایک درخت پر چڑھ چلا گیا۔
اس کو دیکھ کر رنگ ہی، تھرمیا اور نالوتا بھی گھٹے درختوں کے اوپر چڑھ
گئے۔

”ماسٹر، مادام۔ ہم کیا کریں۔“ نیچے سے ذیرو لینڈ کے ایجنٹ بے
لجی سے چلائے۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں کوئی مشورہ دیتے اچانک کئی
ٹکڑی کے تیر آئے اور باقی ایجنٹوں کے سینوں میں لگے تو وہ سب نیچے
گر کر رہ گئے۔ ذیرو لینڈ کے چاروں ایجنٹ اپنی برق رفتاری کی ہڈی
سے موت کے منہ سے عارضی طور پر تو نکل آئے تھے اور اب بے بسی
سے اپنے ایکٹوں کو دیکھ رہے تھے جو تیر لگنے سے ٹرپ رہے تھے اور
آہستہ آہستہ وہ سب سارکت ہوتے چلے گئے۔

انگریزیاٹیم کے ممبرز انٹرنیٹ پر ویسے گئے نقشے کے مطابق جزیرہ ریڈ وڈجھ کے ساحل پر پہنچ چکے تھے۔

”ہم سب موت کے جزیرے پر پہنچ گئے ہیں کیونکہ اس جزیرے پر ہمارا دردندوں، وحشی قبیلوں اور ماسٹر بارغ جیسے سائنس دان سے ٹکراؤ ہوگا اس کے علاوہ اگر ہم اپنی ہم میں کامیاب ہو گئے تو یورینیم اور دفتنوں کی خاطر ہمارا ٹکراؤ عمران، کرنل فریدی، ڈاکٹر سامکن اور خاص کر زیر ولینڈ والوں سے ہو سکتا ہے۔ اب اس خطرہ تک ہم میں ہم میں سے کسی کی یا سب کی ہی جان جا سکتی ہے“۔ انگریزیاٹیم کے شارگروپ کے پاس ہائیڈروجن نے اپنے ساتھیوں کو سمجھہ کرتے ہوئے سمجھایا۔

”سر۔ کیا ہم کسی اور راستے سے نہ جا سکیں کیونکہ ہو سکتا ہے ماسٹر بارغ نے اصل راستے پر کوئی خفیہ انتظام کر رکھا ہو“۔ کم نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”ویسے کم کی بات میں وزن تو ہے کیونکہ اصل جگہ سے اندر جانا واقعی خطرناک ہوگا“۔ مارٹھا نے کم کی تائید کی۔

”ہات تو تم دونوں کی درست ہے مگر میرے خیال میں یہاں سے قریب جتنی بھی جگہیں ہوں گی وہاں ماسٹر بارغ نے زیادہ انتظامات کر رکھے ہوں گے کیونکہ ہر نیم جو یہاں کا رخ کرے گی وہ اصل راستے سے جانے سے پرہیز کرے گی۔ خطرہ ہر جگہ ہی ہوگا۔ ویسے بھی ہم تاریک براعظم کے اس گمشدہ خطرناک جزیرے پر کسی تفریق پر نہیں آئے بلکہ خطروں سے ہی لڑنے آئے ہیں اس لئے یہاں سے ہی ہم جزیرے میں داخل ہوں گے۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا“۔ ہائیڈروجن نے گویا فیصلہ سنایا۔

”جیسے حکم سر“۔ سب نے تائید میں سر ہلایا۔ چونکہ اسٹیر کنڈر سے پر پہنچ چکا تھا، ہائیڈروجن نے ایک ٹین پر بس کیا تو اسٹیر کے نیچے سے پیسے نکل آئے۔ ہائیڈروجن اسٹیر کسی گاڑی کی طرح چلا کر دفتنوں کے جھنڈ میں لے آیا اور سسٹم آف کر کے نیچے اتر آیا۔ یہ جدید طرز کی اسٹیر واقعی حیرت انگیز تھی۔ اب ہائیڈروجن کے دس ایجنٹوں نے اسٹیر سے اعلیٰ اودیات، رسیاں اور دیگر تمام ضروری سامان اٹھا لیا۔ اب وہ پوری طرح تیار ہو گئے تھے۔ ہائیڈروجن نے سب کو پہلے کا اشارہ کیا تو وہ سب آگے بڑھنے لگے اور گھٹے دفتنوں میں ٹھس گئے۔ اب تک ایک درخت سے سرخ رنگ کی ایک لہر ان سے ٹکرا کر تہ تب ہوئی جیسے ہی سرخ رنگ کی لہر ان سے ٹکرائی ان سب کے جسموں میں لرزش ہوئی مگر

ایک لمحے کے لئے پھر ان کے وجود داخل ہو گئے۔

”یہ درخت سے سرخ رنگ کی لہر کیسی نکلی تھی اور یہ میرے جسم میں
لڑش کہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔“ جاگت نے حیرت سے اپنے ساتھیوں سے
پوچھا۔ بائین نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے درخت کی ایک شاخ پر
کیمرو نظر آیا۔

”اس کیمبرے سے ماسٹر باغ ہماری حرکات و سکنات دیکھ رہا ہے۔
فائر کر کے اس کیمبرے کو اڑا دو“..... پائینٹن چلایا۔ مار تھانے مشین
گھمن سے اس کیمبرے کو نشانات بنایا مگر مشین گھن کسی طور چلنے کا نام ہی
 نہیں لے رہی تھی۔

”سر۔ یہ کیا۔ میری مشین گن جام ہو چکی ہے۔“ روتھا حیرت سے بولی۔

"سر۔ مہری گن بھی کام نہیں کر رہی"۔ چانگ بھی حیرت سے بولا۔

”یہ کیا بکواس ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سب کے جتھیاں ایک ہی وقت میں کام کر چھوڑ دیں“..... بائیڈن غصے سے چلایا اور درشتی کے اوپر موجود گیسرے کا نشانہ بننے لگا۔ مگر بائیڈن کے ہاتھ میں موجود مشین گن بھی جام ہو چکی تھی۔

[illegible]

آپ جھوٹے ساز کا پتیل موبائل کے لا اور اس کو دیکھنے لگا مگر موبائل کی سکرین آف تھی۔

”اوہ۔۔۔“ ماسٹر باغ نے ہمیں جرمے کے آثار میں غائب ہوں
 کر دیا ہے کیونکہ جرم کی مشینیں، کمپیوٹر اور موبائل سروس کے کام کرنا
 چھوڑ دیا ہے۔ ہم خطرے میں گھر چکے ہیں کیونکہ بغیر اسلحہ کے ہم کچھ
 بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔ ہائیڈن نے کہا۔ اچانک دروازوں کے گھٹے پھل
 سے ہمیں پچیس تک دھڑکنگ وحشی چپ اگا کر ان کے سامنے نمودار ہو
 ئے۔ ان کے ہاتھوں میں لکڑیوں کے ترشول تھے اور انہوں نے کمر پر
 لکڑیوں کے باریک تیروں کے حیلے باندھ رکھے تھے۔ وحشی شور مچاتے
 ہوئے ان کے گرد حلقہ بنانے لگے۔ اچانک ہائیڈن نے اپنی شرٹ کی
 جیب سے ایک پینڈ گریڈ نکالا اور زور سے وحشیوں کی طرف اچھالا مگر
 انہماں وہی ہوا۔ پینڈ گریڈ پھینکنے کی بجائے کسی گیند کی طرح زمین پر پڑا
 ان کا منہ چڑھا رہا تھا۔ سرخ روشنی کی لہر نے سب اسے اور مشینیں
 کو تارہ بنا دیا تھا۔ اچانک ہائیڈن نے اپنے چاروں خاص ایکٹوں کو
 آنکھ سے اشارہ کیا تو سب نے فوراً اپنی کمروں میں اثر سے ہوئے تیز
 دھار بڑے سائز کے چاقو نکال لئے۔ ہائیڈن نے بھی ایسا ہی کیا۔ اس
 سے پہلے کہ وحشی کچھ سمجھتے ان پانچوں نے حلقہ بنائے ہوئے چتر
 وحشیوں پر حملہ کر کے راستہ بنایا اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہائیڈن کے
 دس بڑے ایکٹ چونکہ اس نئی افتاد سے خوفزدہ تھے اور ویسے بھی وہ کابل
 دھواں مشکل سے دو چار ہوئے تھے اس لئے ہراساں تھے۔ ہائیڈن

اور اس کے چاروں ساتھی جیسے ہی وحشیوں کا حلقہ توڑ کر بھاگے تو یہ دس
بھی کچھ نہ سمجھتے ہوئے ان کے پیچھے بھاگے۔ وحشیوں نے اس دوران
تیز نکال کر ان پر حملہ کر دیا مگر چونکہ یہ دسوں انجنت پیچھے تھے اس لئے
ذہر میں بچے ہوئے تیروں کے وار سے بچنے کر کرنا پڑے گئے۔ اس
دوران بائینڈن اور اس کے چاروں ساتھی دوڑتے ہوئے چلا گئیں مگر
اسٹیر پر آچکے تھے۔ چونکہ اسٹیر پر بھی اسلحہ موجود تھا اس لئے بائینڈن
اور ان کے چاروں ساتھیوں نے تیزی سے وینڈر گریڈ اٹھائے اور اسٹیر
پر لیٹے ہی لیٹے اپنی طرف بڑھتے ہوئے وحشیوں کی طرف اچھل
دئیے۔ وینڈر گریڈ وحشیوں کی طرف اچھالنے سے پہلے بائینڈن دیکھ بکا
تھا کہ بد قسمتی سے اس کے سارے سنے ساتھی وحشیوں کے تیروں سے
مارے جا چکے ہیں۔ پلکھت پانچ دھماکے ہوئے اور ان کی طرف بڑھتے
ہوئے وحشیوں کے پرچھے اڑ گئے۔

”مارقا۔ فوراً اسٹیر چالنے میں میری مدد کرو۔ یہ نہ ہو کہ پھر کوئی
سرخ روشنی آئے اور ہم اسٹیر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اگر ایسا ہوا تو ہم
سب کی موت انتہائی دردناک ہو گی کیونکہ وحشی اپنے ساتھیوں کی موت
کا ہم سے بھائی بھائی انتقام لیں گے۔ اف۔ میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ
وہ شیطان سائنس دان کوئی ایسی خطرناک چیز بھی ایجاد کر لے گا جس
سے ہماری ہر قسم کی مشینری اور اسلحہ جام ہو جائے گا۔“ بائینڈن خوف
اور حسرت سے چایا۔ مارقا نے فوراً کمپیوٹر سائز انجین سٹارٹ کیا اور اس
سے پہلے کہ وحشی چلتے چلا تے ان تک پہنچنے کی ساخت کے تیز رفتار

اسٹیر کے نچلے حصے سے چار پیسے لٹکے اور وہ کسی کار کی طرح بیک ہو کر
سندر میں داخل ہو گئی مگر سندر میں جانے کے بعد پیسے دوبارہ اندر
چلے گئے اور تیز رفتار اسٹیر دوبارہ سندر کے پانی کو چیرتے ہوئے ان
کی طرف بڑھتی ہوئی موت سے ان کو دور لے گیا۔ بائینڈن اتنا اسلحہ
اور دیگر سامان لے گیا تھا کہ وحشیوں کی ہستیاں اڑا سکا تھا مگر ان کا
تمام اسلحہ حیرت انگیز سرخ روشنی کی وجہ سے جام ہو چکا تھا اور وہ اپنے
دس نئے ساتھیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے تھے جس کا ان سب کو افسوس
تھا لیکن اس بات کا انہیں زیادہ افسوس تھا کہ ماسٹر بارش نے انہیں
جزیرے پر داخل ہوتے ہی ناکام بنا دیا تھا۔

دیکھا جس میں سرخ دائرے گردش کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سائمن نے اس
مٹی کمپیوٹر جو اس کی ایجاد تھی کو دیکھ کر تسلی سے سر ہلایا جیسے واقعی وہ
اپنے اعزاز کے مطابق درست سمت ہی میں اتر رہے ہوں۔ ڈاکٹر
سائمن نے ماسٹر بارخ کی دھمکی کے بعد جب اس کے والد وزیر خارجہ
سر اسٹن ریڈ ڈسجہ والوں کے جنے کے بعد بال بال بچے تھے اور صدر
حکومت کو ماسٹر بارخ کی دھمکی ملنے کے بعد وہ مکمل تیاری کے ساتھ جنوبی
افریقہ گیا تھا اور وہاں سے ماسٹر بارخ کی سرکوبی کے لئے اپنے مہم
پاور نمبرز کے ساتھ جزیروہ ڈسجہ روانہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سائمن
اور اس کے چھ پاور نمبرز ایکٹ اور دوست ٹوٹی سب ہی ایک دوسرے
سے اترتے ہوئے نیچے جا رہے تھے جہاں ان کو اب سمندر کا پانی نظر آ
رہا تھا اور سمندر کے ساتھ ہی ان کو جزیروہ ریڈ ڈسجہ بھی نظر آ رہا تھا
جس کا ساحل ان کے سامنے تھا مگر بڑا شوث کے ذریعے سب سمندر
میں اترے سب نے کندھوں پر بیک لگا رکھے تھے جس میں ضرورت کا
سب سامان موجود تھا جس سے وہ جزیروہ کے فطرت کا مقابلہ کر سکتے
تھے۔

”ماسٹر سیون۔ ہمیں آپ نے جو نقشہ دیا تھا ہم اس سے بہت بہت
کر جزیروہ کے کسی دیران علاقے میں اترے ہیں“ ہرشل نے اپنا
الحاظہ ظاہر کیا۔

”ہاں پاور نمبر سکس۔ میں نے جان بوجھ کر ایک انجانے راستے کا
انتخاب کیا ہے کیونکہ اصل راستے پر ماسٹر بارخ نے اپنے بے شمار خاص

گریٹ لینڈ کا ایک تیز رفتار جہاز سمندر سے بے پناہ بلندی پر اڑ
رہا تھا۔ گریٹ لینڈ کا یہ جہاز جنوبی افریقہ سے روانہ ہوا تھا۔ اچانک
اس جہاز کی بلندی سے اچھ افراد پیرا شٹوں کے ذریعے باہر نکلے اور
نیچے کی طرف آئے گئے۔ ان آٹھوں پیرا شٹوں کی ڈوریوں آپس میں
بندھی ہوئی تھیں۔ بڑا شوث مکمل ٹپکے تھے اور تمام افراد سمندر کی طرف
نیچے اترنے لگے۔

”ماسٹر سیون۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ اس دھند کے نیچے جزیروہ ریڈ
ڈسجہ کا کنارہ نزدیک ہی ہو گا“..... ڈاکٹر سائمن کے کانوں میں
ایک آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ پاور دن سٹیبل رین کمپیوٹر میری اہم ایجاد ہے اور مجھے سو
فیصد امید ہے کہ یہ غلط نہیں ہو سکتا“..... ڈاکٹر سائمن نے کہا۔ پھر
ڈاکٹر سائمن نے اپنے ہاتھ میں موجود ریموٹ سائز ایک مٹی کمپیوٹر کو

ایکٹ بٹھا رکھے ہوں گے۔ میں اس شیطان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔
 ویسے تو پورا جزیرہ درندوں اور وحشیوں سے بھرا ہوا ہے مگر مجھے امید ہے
 کہ کرنل فریدی اور عمران جیسے ذہین انسان بھی جزیرے میں داخل
 ہونے کے لئے اصل راستے کی بجائے عجیب راستوں کا انتخاب کریں
 گے تاکہ انہیں جاکر اس شیطان پر وار کر سکیں۔ ڈاکٹر سائمن نے
 یقین سے کہا۔ چونکہ جزیرے کا ساحل نزدیک تھا جہاں یہ سب اترے
 تھے اس لئے سب اپنی طور پر پوری طرح تیار ہو کر کنارے پر پہنچ گئے
 کیونکہ ان سب کو معلوم تھا کہ یہ مہم بہت خطرناک ہے۔ ساحل پر پہنچ کر
 سب نے بڑا شوٹ پیک کئے اور چلی بیگز کھول کر ان میں سے
 مٹین تھیں نکال کر چوکس ہو گئے۔ جنگل کا یہ حصہ بہت گھٹا تھا۔ ویسے
 ڈاکٹر سائمن اپنی مہم کے ساتھ کئی بار افریقہ اور جنوبی امریکہ کے
 خطرناک اور گھنے جنگلوں میں سفر کر چکا تھا مگر ڈاکٹر سائمن جانتا تھا کہ
 درندوں اور وحشیوں سے زیادہ خطرناک ماسٹر باخ اور کینیا کا نارا
 درندہ جطر و سلاک عرف جنگلی بھیڑیا ہے۔

"ویسے تم تو ڈاکٹر فریدی کو نظر انداز کرتے آئے ہو مگر اب میں
 اس مٹینی آنکھ سے دوستی کر لوں گا چاہے وہ میرے منہ پر تھپڑ مار کر تمہارا
 غصہ نکال دے۔" ٹونی نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ڈاکٹر
 سائمن سے کہا۔

"وہ آفت کی پڑیا تو مٹی کھر ہے تمہارے ہتھے نہیں چڑھے گی
 رستم۔" کوٹیلانے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری محبت تو بہت دلف و صول کر چکا ہوں۔ اب کسی نئی مٹینی
 آنکھ سے محبت وصول کرنی ہے۔" ٹونی نے مسکراتے ہوئے جواب
 دیا۔

"مگر نہ کرو۔" عمران اور کرنل فریدی کی ٹیم بھی یہاں موجود ہے اور
 ان سے ہمارا گمراہ ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر سائمن نے ہنستے ہوئے کہا۔
 کیونکہ ڈاکٹر سائمن سمجھ چکا تھا کہ ٹونی کسی نئی حسین لڑکی سے تھپڑ کھانے
 کا حشاشی ہے۔

"واہ۔ واہ۔ مزا آ گیا۔ میرا بھائی عمران بھی یہاں پہنچ چکا ہے۔
 لازمی بات ہے بھائی کے ساتھ اس کی دونوں بھینسی آنکھ تو ضرور
 ہوگی۔" ٹونی عمران کو اپنا بھائی کہتا تھا اور عمران کے ساتھ مٹینی آنکھ
 سے مراد جو لیا اور روشنی تھیں۔ ڈاکٹر سائمن نے اپنی شرٹ کی جیب سے
 پیش کیپیور نکالا اور اس کی سکرین کو دیکھنے لگا جس پر اس وقت ہنر
 رنگ کے دائرے تھے۔

"ابھی ہم ماسٹر باخ کے ہیڈ کوارٹر سے بہت دور ہیں مگر یہ علاقہ
 خطرناک درندوں سے پر ہے۔" ڈاکٹر سائمن نے سکرین سے نظریں
 ہٹاتے ہوئے کہا۔

"پاور دن اور فائیمو۔ تم دونوں نارنجی رنگ کر کے مٹینی تھیں
 ہاتھوں میں لے لو اور پاور نو اور قمری تم دونوں آنکھوں سے دو تین لگا
 کر ہوشیار رہو۔" ڈاکٹر سائمن نے پہلے کھارا اور کوٹیلان کو حکم دیا پھر
 کیٹین، مائیکل اور والف کو حکم دیا۔

”میں ماسٹر“۔ چاروں نے ادب سے کہا۔

”ماسٹر۔ پادشہ اور میرے لئے کیا ختم ہے“۔ ہرشل نے پوچھا۔
 ”تم میرے ساتھ کبھارے لے کر بھارتیوں اور شاخوں کو مسافر
 کرو کیونکہ جنگی ہے مدد گھٹا ہے۔“ ڈاکٹر سامنٹ نے کہا۔ اس طرز
 کافی دیر تک یہ گھنے جنگل میں آگے بڑھتے رہے کیونکہ ان کی منزل
 ابھی بہت دور تھی۔ اچانک ایک آہٹ سنائی دی جسے سن کر سارے
 چونک گئے۔

”سر۔ ایک خوفناک پیتا ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔“ ڈرہنگن نے
 منکرات ہوئے کہا جیسے اس کے لئے یہ معمولی بات ہو۔ آخر کیلیا کے
 جنگلوں میں اس کی زندگی کے کئی برس گزرے تھے اس لئے صرف
 آہٹ سے ہی ڈرہنگن کو محسوس ہو گیا تھا کہ کون سا جانور ان کا پیچھا کر
 رہا ہے۔ ڈرہنگن شیش گن لے کر درختوں کے ایک طرف گیا اور اپنے
 ساتھیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ڈاکٹر سامنٹ نے اپنے ممبرز
 ہوشیار اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ڈرہنگن کے پیچھے چل دیا مگر
 درختوں میں ڈرہنگن تو اسے نظر نہ آیا البتہ دوسرے انگوڑے آنکھیں اسے
 نظر آئیں۔ یہ جنگلوں کا سیاہ پیتا تھا جس کی آنکھیں گھنے جنگل کی
 تاریکی میں دکھتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ سیاہ پیتے نے دھماکے
 ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر سامنٹ پر چھلانگ لگی مگر اچانک
 ڈرہنگن اس سے بھی زیادہ تیزی سے دکھاتے ہوئے درختوں کی اوٹ سے
 چھلانگ لگتے ہوئے پیچھے پر بھجنا اور اڑتے ہوئے پوری طاقت سے

پاؤں کی شوکر دھارتے ہوئے سیاہ پیتے پر لگاؤ۔ سیاہ پیتا ڈرہنگن کی
 شوکر کھا کر دھارتا ہوا نیچے گرا اور فوراً ڈرہنگن پر حملہ آور ہوا۔ باقی ممبرز
 بھی پیچھے کی غراہٹ سن کر فوراً اس طرف آکر شیش گن سے سیاہ پیتے
 کا نشانہ بننے لگے مگر ڈرہنگن پیچھے سے پلٹا ہوا تھا۔

”غیر وار۔ کسی نے پیچھے پر گولی نہیں چلائی۔ یہ ڈرہنگن کا حکار ہے۔“
 ڈاکٹر سامنٹ نے فوراً ساتھیوں کو روک دیا۔ سیاہ پیتے کی کوشش تھی کہ
 ڈرہنگن کی گردن دیوار سے لے کر ڈرہنگن نے دونوں ہاتھ سیاہ پیتے کی
 گردن پر رکھے ہوئے تھے۔ اچانک ڈرہنگن نے غصے سے سیاہ پیتے کے
 پیٹ میں بوٹ کی شوکر مادی کیونکہ سیاہ پیتے نے پاؤں کے تیز دھنوں
 سے اس کے سینے پر خراشیں ڈال دی تھیں۔ پیتا ڈرہنگن کی شوکر کھا کر
 غضبناک ہو چکا تھا مگر پیچھے کی خراشوں سے ڈرہنگن کی آنکھیں بھی غصے
 سے سرخ ہو چکی تھیں۔ دھماکا ڈرہنگن نے پیچھے کی گردن چھوڑ کر تیزی
 سے دونوں ہاتھ پیچھے کے منہ میں ڈال دیے اور ہارن کی طرح
 دھارتے ہوئے اپنی پوری طاقت لگاتے ہوئے اس کے منہ کو چیر دیا
 اور پیچھے کو زمین پر پھینک دیا۔ غصے سے ڈرہنگن کی آنکھیں سرخ ہو چکی
 تھیں۔ سیاہ پیتا ترپنے لگا اور کچھ دیر ترپنے کے بعد دم توڑ گیا۔ ڈرہنگن
 نے اپنے سینے پر خراشیں دیکھیں تو غصے سے مردہ پیتے پر قہقہہ دیا۔

”ویل ڈن ڈرہنگن۔ تم نے واقعی کمال کر دیا۔ حیرت انگیز۔ تم نے
 اس دوسرے کو خالی ہاتھوں سے مار ڈالا۔“ ٹونی نے حیرت اور خوف
 سے کہا۔ ڈاکٹر سامنٹ نے میڈیکل بکس کھول کر ایک کریم کال کر

ڈرہجن کے سینے کی خراشوں پر لگا دی تاکہ پتھروں کی خراشوں سے زہر نہ پھیل جائے۔

اب سب مزید آگے بڑھنے لگے جیسے ان کے لئے معمولی بات ہوئی ہو۔ کافی دور تک آگے بڑھنے کے بعد ان کو ایک کھلی جگہ نظر آئی۔ مگر ابھی یہ کھلی جگہ پر نہیں پہنچے تھے کہ اچانک میں کے قریب سرخ رنگ کے لٹاپوں میں ملبوس نوجوان نمودار ہوئے۔ غالباً یہ ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے تھے۔ یہ لٹاپ پوش درختوں سے کودے تھے۔ چند کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور چند کے ہاتھوں میں کلبازے تھے۔ ڈاکٹر سامن اور اس کے ساتھی ان کو دیکھ کر فوراً پیچھے لیٹ گئے اور یہاں پہنچے لیٹنا ان کے لئے سودمند ہو گیا کیونکہ آنے والے تین نقاب پوشوں نے مشین گن کا برسٹ مارا تھا گولیوں درختوں میں جا لگیں۔ ڈاکٹر سامن جیتے کی طرح اچھلا اور اس سے پہلے کہ تین نقاب پوش جنہوں نے گولیاں برساتی تھیں مزید فائر کرتے ان تینوں سے جا ٹکرایا۔ تینوں نقاب پوش پیچھے گرتے چلے گئے۔ اچانک ایک نقاب پوش جس نے ہاتھ میں کلبازا لے رکھا تھا تیزی سے ڈاکٹر سامن پر وار کیا مگر کلبازا جو مشین گن کے راؤڈ ہونے سے پہلے پیچھے لیٹ چکی تھی، اچھلی اور بکی کی سی تیزی سے اڑتی ہوئی کلبازے والے نقاب پوش پر اس نے فلائنگ کلک لگائی جس سے کلبازا اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ ڈرہجن نے ہاتھ میں موجود کلبازا جو جھاڑیوں اور شاخوں کو کاٹنے کے لئے استعمال کر رہا تھا اس کا وار ایک نقاب پوش پر کیا جو وینڈر گرینڈ لٹا ہ

جیتے والا تھا۔ بس پھر کیا تھا ڈاکٹر سامن اور اس کے ساتھیوں نے ہاڈس کی ٹھوکروں پر ان سب کو رکھ لیا چونکہ نقاب پوشوں کے ہاتھوں سے جھیا کر چکے تھے اس لئے سب ڈاکٹر سامن کے فعال ایکشنوں کے سامنے تماشائے ہوئے تھے۔ حالانکہ ڈاکٹر سامن کے پاس جو مٹی کپیڑا تھا وہ دراصل پاور فل فائر بائزر بھی تھا۔ ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے خود احتدائی میں مارے گئے تھے۔ اگر وہ درختوں کے اوپر سے ہی فائر کرتے تو ڈاکٹر سامن اور اس کے ساتھی مار کھاسکتے تھے مگر خود احتدائی ان کو مار گئی تھی۔ چند نقاب پوش تیزی سے اٹھے اور بھاگنے لگے مگر ڈاکٹر سامن نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مٹی کپیڑا کا ایک ٹین پریس کیا تو اس میں سے آگ کے شعلے نکلے اور نقاب پوشوں کے جسم جمل کر راکھ ہو گئے۔ یہ دیکھ کر باقی نقاب پوشوں نے اپنی چیٹ کی جیبوں سے کچھ نکال کر منہ میں ڈالا تو ان کے جسم تڑپے اور ان کے منہ سے جھانک نکلنے لگی غالباً ان سب نے خود کشی کر لی تھی کیونکہ بائزر بارخ نے اپنے ہرکاروں کو سختی سے کہہ رکھا تھا کہ دشمنوں سے پکڑے جانے سے پہلے خود کو مار ڈالو ورنہ دشمن تم پر ہادی ہو جائیں گے اور یہ ویسے بھی چونکہ عام ہرکارے تھے اور بائزر بارخ نے سختی سے کہہ رکھا تھا کہ دشمنوں کے ہاتھوں میں آنے سے پہلے موت بہتر سمجھو مگر اس قانون میں رن موڈارے، جیفر سلاک، میجر سادکن اور مارگن شامل نہیں تھے۔

"ہماگو" ڈاکٹر سامن چینا اور تیزی سے بھاگتا ہوا جنگل کے گئے درختوں میں کھس گیا۔ باقی ساتھی بھی تیزی سے بھاگے۔ جیسے

سب نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔ مائیکل نے ٹونی کو دیکھا جو حیرت سے کھڑا ان سب کی لڑائی دیکھ رہا تھا۔ مائیکل نے تیزی سے ٹونی کو اٹھایا اور بھاگتا ہوا جنگل میں گھس گیا اور ٹونی کو نیچے پھینک کر تیزی سے زمین پر لیٹ گیا۔ اچانک دھماکوں کی آواز سنائی دی جس سے کانوں کے پردے جھٹکتے ہوئے محسوس ہوئے۔ جنگل اعصاب شکن دھماکوں سے گونج اٹھا تھا۔ ڈاکٹر سامنسن نے منہ میٹھی کھینچ کر سر پر ہاتھ رکھا تھا جس نے اشارہ دیا تھا کہ ان ایکٹوں کے جسموں میں بم ہیں جو ماسٹر بارخ نے آپریشن کر کے ان کے اندر منتقل کئے تھے تاکہ ریموٹ کے ذریعے اپنے ایکٹوں سمیت دشمنوں کو بھی اڑایا جاسکے مگر ڈاکٹر سامنسن اور اس کے ساتھی بم بلاست ہونے سے پہلے کھینچنے جنگل میں درختوں کی آڑ میں زمین پر چپک چپکے تھے ورنہ ماسٹر بارخ ان کو مارنے میں کامیاب ہو چکا ہوتا۔

”اوسے۔ میں تو میٹھی آنکھوں کے دیدار میں تمہارے ساتھ یہاں آیا تھا مگر تم تو اپنے اصلی روپ میں آگئے ہو“ ٹونی نے اٹھتے ہوئے شکوہ کیا۔ حالانکہ بم کے دھماکوں کی تیز آوازیوں نے ان کے اعصاب کھینچ کر دیئے تھے مگر ٹونی پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا تھا۔

”اف۔ آج تو ماسٹر بارخ نے ہمیں مارنے کا پورا پروگرام بنا لیا تھا اور تمہیں میٹھی آنکھوں کی پڑی ہے۔ اگر مائیکل تمہیں فوراً اٹھا کر یہاں نہ لے آتا تو تم بھی ماسٹر بارخ کے نقاب پوش ایکٹوں کے ساتھ وہی بچے کچے ہوتے“ رالف نے کہا۔

”چلو کوئی بات نہیں۔ کوشیا کو میرے ساتھ اوپر بھیج دیتا۔ چلو اپنے دوست ڈاکٹر سامنسن کی یہ میٹھی آنکھ تو میرے ساتھ محبت کا اظہار کرے گی۔ کلارا میری چھوٹی بہن ہے اس لئے اس کی محبت تو میں وصول نہیں کر سکتا۔ کیوں سسر“ ٹونی کلارا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے چپکا۔

”ٹونی۔ اپنے کلب میں تو تم روزانہ میٹھی آنکھوں کا دیدار کرتے رہے ہو مگر پھر بھی تمہارا دل نہیں بھرا“ ڈاکٹر سامنسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مگر وہ تو اپنے کلب کے ساتھ آتی تھیں“ ٹونی نے سہ ہانگی سے کہا۔

”تو کوئی بات نہیں۔ تم اپنے کلب میں یہ شرط ختم کر دو تو پھر لڑکیاں اکیلی بھی آئیں گی۔ ویسے عمران اور کرل فریدی بھی تمہاری دوستی کی خاطر اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ تمہارے کلب آتے رہے ہیں اگر تم یہ پابندی ختم کر دو تو عمران اور خاص کر فریدی تمہارے ان دونوں دوستوں کی میٹھی آنکھیں صرف تم سے ملنے ہی آیا کر میں گی۔“ ڈاکٹر سامنسن نے مسکراتے ہوئے مشورہ دیا۔

”نہیں۔ میرا بوائے بیک کہتا ہے اور اس میں جتنے بھی لوگ ہیں وہ نوجوان ہیں اور اپنے کلب کے ساتھ ہی آتے ہیں“ ٹونی نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے اپنا منہ سرخسائی میں ڈال دیا۔

”ماسٹر سیون۔ ممکن ہے ہم اس اٹھانے راستے پر آنے کے باوجود

ماسٹر باغ کی نظروں میں آچکے ہیں اس لئے اس نے ہم پر ایسا کدھ
مملہ کروایا ہے یہ تو آپ کے پیش میں کمیوٹر کی بدولت آپ کو ہم
بلاست ہونے کا پتا چل گیا تھا ورنہ وہ شاطر سائنس دان آج ہمیں مار
کر کچلی تمام شکستوں کا بدلہ چکا دیتا مگر لگتا ہے اب ہم مکمل طور پر اس
کی نظروں میں آچکے ہیں..... کوئٹا نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”کچھ بھی ہو یہ ابھی ابتدا ہے۔ ان گھنے جنگلات میں ہمیں اور بھی
خفیات کا سامنا کرنا ہوگا۔ میں مانتا ہوں کہ دیگر پارٹیوں کی طرح میرا
مقصد بھی یوریشیم اور دھنوں کا حصول ہے مگر میرا اصل ہارٹ ماسٹر باغ
کا نیت ورک ختم کرنا ہے ورنہ وہ شیطان دنیا میں دہشت گردی پھیلاتا
رہے گا..... ڈاکٹر سائنس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اس کے چہرے پر
چٹانوں کی پختی تھی۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر سائنس کی نیم کھلی جیک پارکر کے
آگے روانہ ہوئے تو وہاں بے شمار قد آور جھاڑیاں مویو تھیں۔ ڈاکٹر
سائنس، ہرشل اور ڈریسین کے ساتھ گھاڑیوں سے ابھی جھاڑیاں صاف
کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ جھاڑیوں کا طویل سلسلہ تھا جو ختم
ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جھاڑیوں میں ان کو بے شمار سانپ
سرسراتے ہوئے نظر آئے مگر چونکہ یہ مکمل طور پر ڈھکے ہوئے تھے اور
ایسے بھی سب نے سر سے پاؤں تک بات پر دف لباس پہن رکھا تھا گو
کہ نزدیک سے گولیاں مارنے سے ان کے لباس سے گولیاں کراس کر
سکتی تھیں مگر سانپوں کے کاٹنے کے باوجود ان کو پیش لباس کی وجہ سے
کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ آخر کار جھاڑیوں کا سلسلہ ختم ہوا تو پھر تھیں

جنگلات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایسا کدھ ان کوڑوں زوں کی آواز سنائی
دی جسے سن کر ڈریسین اور ڈاکٹر سائنس کے چہرے خوف سے سیاہ پڑ
گئے کیونکہ وہ سمجھ چکے تھے کہ اذیت ناک موت ان کی طرف بڑھ رہی
ہے۔

ماسٹر باغ اپنے بخشش روم میں اس وقت اکیلا بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے خاص تینوں ایکٹوں کو جزیرو ریڈ ہتھ کے مختلف سینٹروں میں بھیج دیا تھا تاکہ دنیا کے مختلف ممالک کے سرانگ رسالوں کو جزیروے میں داخل ہونے پر موت کے گھاٹ اتارا جاسکے۔ اس وقت بھی بخشش روم میں دیوار پر آویزاں کمپیوٹر سکرین پر جنگل کے مختلف حصوں کے مناظر نظر آ رہے تھے۔ چند لمحوں پہلے اس نے جس طرح اپنی حیرت انگیز ایجاد ریڈ پاور کے ذریعے ایکٹری ایکٹوں کے سٹار گروپ کو سرخ شعاعوں کا راؤنڈ مار کر ان کا تمام اسلحہ، موہاں سروس اور ہر قسم کی سائنسی مشینری تک جام کر دی تھی۔ پھر اس کے بعد ایکٹری ایکٹ بائینڈن اپنے دس ساتھیوں کی لاشیں اور دیگر سامان جزیروے پر جمود کر اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ کھست کھا کر جزیروے سے بھاگ چکا تھا۔ اچانک سکرین پر زبرد لینڈ کی برق رفتار اڑن فٹشری نے گراز نظر آنے لگی۔

”آؤ آؤ میری عظیم کی طرح دنیا میں خوف پھیلائے والو۔ آج تم دوس بھی مجھ سے نکل لینے میرے جزیروے کا رخ کر چکے ہو۔ چلو آج تم دوس بھی میری حیرت انگیز ایجاد کا مزہ کچھ لوگو کہ زبرد لینڈ سائنس کی ترقی میں میری عظیم سے بہت آگے ہے مگر میں بھی دنیا کا عظیم سائنس دان ہوں اور آج میری سائنسی ترقی بھی دیکھ لو۔“ ماسٹر باغ نے سکرین پر نے گراز کو دیکھ کر ہنسنے ہوئے خود کھائی کرتے ہوئے کہا۔ ماسٹر باغ نے پاس پڑی ہوئی خاص شراب کی بوتل سے دو گھونٹ بھرے اور ہاتھ میں موجود ریویوت کا جنس پریس کیا تو سکرین پر نظر آنے والے ایک درخت سے سرخ روشنی کا دائرہ گھوما اور جنگل میں اوپر سے نیچے آنے والے نے گراز سے ٹکرایا تو نے گراز کا مکمل سائنسی کمپیوٹرائزڈ سسٹم ناکارہ ہو گیا اور نے گراز دس بلنس ہو کر ایک گھنے درخت سے ٹکراتا ہوا نیچے آگرا تو ماسٹر باغ کے منہ سے زوردار قہقہے نکلے گئے۔

”ہا۔۔۔ چلے جتے مجھ عظیم انسان سے مقابلہ کرنے جو چند دنوں بعد دنیا کا آل ان آل ہو گا۔“ ماسٹر باغ نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر کمروہ مسکراہٹ تھی۔ اچانک سکرین پر منظر بدل گیا اور اس پر ڈاکٹر سامنٹن اور اس کا پاور گروپ نظر آنے لگا جس کے ساتھ دنیا کا آکھواں بھوپ بھی تھا۔

”اوہ۔ تو حسین لڑکیوں سے چھپڑ و مول کر کے خوش ہونے والا بابا رحم بھی آج ڈاکٹر سامنٹن کے ساتھ ہے۔“ ماسٹر باغ نے سکرین پر

ٹوٹی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر سائمن۔ عمران، اور کرنل فریدی تم تینوں نے مجھے بہت ڈر دیئے ہیں اور میرے بے شمار فعال ایجنٹوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ مگر آج میں اپنے جزیرے پر قسمیں درودناک موت سے دوچار کر کے تمہاری اس حسین بیہوش اور مسرور ڈانسر کا تھا تاج دیکھوں گا۔“ ماسٹر باخ ڈاکٹر سائمن اور کھارا کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔ کھارا کے مسکرتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اس کے چہرے پر شیطانیبت رقص کرنے لگی۔ اپنا مکہ مسکرتے ہوئے پرینا موڈارے کی تصویر ظاہر ہوئی۔

”ماسٹر باخ، ڈاکٹر سائمن اپنے پاور گروپ کے ساتھ جزیرے کے سنسان اور غیر آباد حصے سے جزیرے میں داخل ہو چکا ہے۔ وہاں وحشیوں کا کوئی قبیلہ آباد نہیں ہے اور ریڈ پاور کا آگ بھی وہاں نہیں نہیں لگایا گیا۔“ دفعتاً کمپیوٹر کے سپیکر سے پرینا موڈارے کی آواز سنائی دی۔

”ہاں ڈاکٹر فریدی۔ مجھے معلوم ہے۔ میں مسکرتے ہوئے ان سب کو دیکھ رہا ہوں مگر کوئی بات نہیں۔ اب یہ لازماً سب ہیڈ کوارٹر کی طرف ذرا بڑھیں گے اور آگے ہمارے ایجنٹ موجود ہیں جگہ جگہ ان کو موت سناٹا کرنا پڑے گا۔“ ماسٹر باخ نے مسکرتے ہوئے پرینا موڈارے کو دیکھ کر کہا۔

”حیرت ہے۔ عمران جیسے شیطان اور کرنل فریدی جیسا ذریعہ انسان ابھی تک مرنے کے لئے نہیں آئے۔“ ماسٹر باخ نے اس

الہینان سے کہا جیسے اسے مکمل یقین ہو کہ یہ جزیرہ ان سب کی موت کا سبب بنے گا۔

اچانک مسکرتے ہوئے ایک نیا منظر ابھرا جس میں حائقوں کے ڈوگرے اپنے چہرے پر سہائے دنیا کا سب سے بڑا احمق انسان جلوہ افروز تھا۔ ماسٹر باخ ناقابل یقین نظروں سے اس احمق کو دیکھنے لگا جس نے چاندی جیسے رنگ کا لبادہ پہنا ہوا تھا اور اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی تھے۔ سب نے چاندی جیسے رنگ کے عجیب لبادے پہن رکھے تھے جس میں ان کے سر ہاتھ پاؤں سب ہی چھپے ہوئے تھے صرف ان کے چہرے کھلے تھے۔

”حیرت ہے مارگن کے نیٹ پر دیئے گئے نقشے سے ہٹ کر انگریزیا کے شار گروپ کے علاوہ چند پارٹیاں آچکی ہیں مگر وحشیوں کے ہاتھوں صرف شار گروپ کے پانچ ایجنٹوں کے علاوہ سب ہی موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہ واقعی دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے جو اصل راستے سے آ رہا ہے۔“ ماسٹر باخ نے غور سے مسکرتے ہوئے پرینا موڈارے کی نیم کو دیکھتے ہوئے خود گلابی کے انداز میں کہا۔

”وہ تمہارے سر میں ہے۔ میرے سر میں وہ ہے جو مجھوں نے
شیریں اور فرہاد نے لٹی سے کہا تھا۔“ عمران نے شرماۓ ہوئے کہا۔
”جناب۔ آپ ناموں کا ہیر پھیر کر مئے ہیں۔“ مصدقہ نے
منکراتے ہوئے کہا۔

”ہائیں۔ ہائیں۔ کیا مسٹر دفتر بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں۔“
عمران نے آنکھیں پھیرا کر کہا۔

”عمران صاحب۔ ویسے آج آپ کے دوست سوپر نایض صاحب
بھی آپ کے ساتھ ہیں اور غالباً یہ پہلا موقع ہے جب سوپر صاحب
ہمارے ساتھ کسی جنگل کی مہم میں جا رہے ہیں۔“ مصدقہ نے پاست کا
درخ پھیرتے ہوئے کہا۔

”اور ایک نیا ساتھی جو جنوبی افریقہ میں ایکسٹو کائینٹ ہے لیکن
موسی وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہے۔“ جولیا بلیک زبیدی طرف دیکھ
کر بولی۔

اس وقت ایک تیز رفتار اسٹیر پر عمران اور سیکرٹ سروس کی فیم جس
میں جولیا، مصدقہ اور تویر شامل تھے۔ کپٹن کلکلی اور حائل نے اپنے کئی
ذاتی کام کے سلسلے میں پٹریاں لے رکھی تھیں۔ البتہ وہ چوہان، نعمانی
اور صدیقی کو پاکیشیا میں ہی رکھا تھا کیونکہ بلیک زیرو وائرنی فلاحیٹ سے
روڈی، جوزف اور سلیمان کے ساتھ جنوبی افریقہ آیا تھا اور اب ان کے
ساتھ میک اپ میں جنوبی افریقہ کے ایجنٹ موسی جو ٹیکو تھا، کے روپ
میں سفر کر رہا تھا۔ عمران ایک فلاحیٹ میں جولیا، مصدقہ، تویر، اپنے گورو

”جسم لرز رہا ہے لڑنے دو، آنکھ پھڑک رہی ہے پھڑکنے دو، دل
دھڑک رہا ہے دھڑکنے دو۔“ عمران لہک لہک کر گانے کی کوشش کر رہا
تھا اور اس کے منہ سے بے سری آوازیں نکل رہی تھیں۔
”بند کرو اپنی یہ ککواس۔“ جولیا کانوں میں اٹھایا ٹھونس کر
بولی۔

”سک۔ کیا مطلب۔“ عمران چونک کر بولا۔
”میں کہہ رہی ہوں اپنی یہ بے سری آواز بند کرو۔“ جولیا کانوں
سے اٹھایا نکالتے ہوئے غوغوار لہجے میں چلائی۔
”مس جولی آنا۔ میں سمجھا نہیں تم کیا کہہ رہی ہو۔“ عمران کے
چہرے پر حماقتوں کے ڈوگرے برس رہے تھے۔
”تمہارا سر۔“ جولیا غرائی۔

”میرا سر تو گوشت اور ہڈیوں کا بنا ہوا ہے اور اس کے اندر۔“
عمران نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر اتار ہی کہا تھا۔
”مجھسا بھرا ہوا ہے۔“ تویر بات کاٹ کر بولا۔

غلام رابرٹ اور سوپر فیاض کے ساتھ جنوبی افریقہ پہنچا تھا۔ عمران نے اپنے قیث میں مرغیاں پالنے کا شوق صرف سلیمان کو چھیڑنے اور ناگم پاس کرنے کے لئے کیا تھا۔ چونکہ سلیمان بھند تھا کہ وہ بھی جنوبی افریقہ جانے گا اس لئے روش کی سفارش پر عمران نے سلیمان کو بھی جنوبی افریقہ جانے کی اجازت دے دی تھی۔ سلیمان نے تمام مرغیاں ہمسائیوں میں بانٹ دی تھیں۔

اس وقت اسٹیمر پر کل سات افراد سوار تھے البتہ روشی، جوزف اور سلیمان جنوبی افریقہ ہی وہ گئے تھے۔ سوائے عمران کے کسی کو معلوم نہیں تھا کہ بلیک ڈیرو کے ساتھ روشی، جوزف اور سلیمان بھی آئے تھے۔ عمران کے قلیث میں سوپر فیاض جس کال کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا وہ کال سرعید الرحمن کی تھی اور انہوں نے سوپر فیاض کو سختی سے کہا تھا کہ ریڈ ڈیجھ تنظیم کے بارے میں مجھے مکمل رپورٹ چاہئے مگر بے پرواہ سوپر فیاض کس طرح عالمی دہشت گرد تنظیم کا خاتمہ کر سکتا تھا اس نے سوپر فیاض نے عمران سے سفارش کی کہ وہ اس کی مدد کرے کیونکہ سوپر فیاض کو معلوم تھا کہ ایکسپلو ریڈ ڈیجھ کی سرکوبی کے لئے لازمی عمران کو کہے گا۔ عمران نے سوپر فیاض کو بھی اس مہم میں ساتھ رکھ لیا تھا تاکہ وہ بھی جنگل کا ماحول دیکھ لے۔ پاکیشیا سے روانگی سے قبل عمران سردار سے بھی ملا تھا اور حدشہ ظاہر کیا تھا کہ ماسٹر بانج پیسے شیطان سانس دان نے لارڈا کوئی ایسی ایجاد کی ہوگی جو ہمارے لئے خطرناک ہو سکتی ہے اور اس نے جزیرو ریڈ ڈیجھ جو ماسٹر بانج کا ہیڈ کوارٹر ہے وہاں

جانے والوں کے لئے خطرناک جال بچھا رکھے ہوں گے۔ سردار اور عمران نے مل کر باہم مشورے سے چاندی نمالاس تیار کیا تھا جس کا نام سردار نے سلور سٹون رکھا تھا۔ اس لباس کی خاصیت یہ تھی کہ کسی قسم کا اچھیار اس لباس کو کراس نہیں کر سکتا تھا۔ یہ لباس ہلت پر وف سے بھی زیادہ کارآمد تھا یہ لباس اور اس کے پہننے میں ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ گرمی، سردی کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ عمران نے یہ لباس روشی وغیرہ کو بھی دیئے تھے۔ عمران نے جنوبی افریقہ میں آ کر تمام اہم چیزیں حاصل کیں اور پھر ایک تیز رفتار اسٹیمر سے جزیروے کی اصل سمت روانہ ہو گیا تھا جس کا ٹکٹ انٹرنیٹ پر دیا گیا تھا۔ عمران اس وقت اسٹیمر پر لپک لپک کرا پانی بے سری آواز میں گانا گا کر اور ان سب کو جھک کر کے ناگم پاس کر رہا تھا۔ چونکہ تویر اور صندوق اسٹیمر کو کنٹرول کئے ہوئے تھے اس لئے تویر عمران کے بے سروے گانے سننے پر مجبور تھا۔

"عمران۔ تم انٹرنیٹ پر دیتے گئے اصل راستے سے جا رہے ہو۔ کیا تمہارے خیال میں ماسٹر بانج اور اس کے ایجنٹوں نے وہاں کوئی انتقام نہیں کیا ہوگا؟"..... رابرٹ جولیا نے رنج ہو کر پوچھا۔ کیونکہ عمران نے ابھی تک ان کو کچھ نہیں بتایا تھا کہ وہاں ان کی کیا حکمت عملی ہوگی۔ جنوبی افریقہ پہنچ کر بلیک ڈیرو نے ایکسپلو کے روپ میں جولیا، صندوق اور غور کو سختی سے ہدایت کی تھی کہ وہ سب عمران کے قلم کے پابند رہیں گے اس لئے یہ تینوں مجبور تھے البتہ بلیک ڈیرو جو ایکسپلو کے نیگرو ایجنٹ

موسیٰ کے روپ میں تھا اسے عمران جنوبی افریقہ میں جزیرہ ریڈ ڈیوڈ کی طرف روانگی سے قبل سب صورت حال بتا چکا تھا کہ اس کی جزیرہ ریڈ ڈیوڈ پر حکمت عملی کیا ہوگی۔ گو کہ سوپر فیض کو بھی عمران نے کچھ نہیں بتایا تھا مگر سوپر فیض کو خوشی تھی کہ وہ ریڈ ڈیوڈ کی سرکوبی کے لئے عمران کے ساتھ ہے گویا اسے یقین تھا کہ عمران اس کے ساتھ ہے تو سب کام درست ہو جائے گا۔

”عمران صاحب۔ ہم سب اس جزیرے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“ ڈاکٹر صدور نے اسٹیر کی کیپوٹر سکرین کو دیکھتے ہوئے بات کا رخ موڑا۔

”تو پھر میں ہیرسز کھارا اور ڈائنمنڈ نیوٹی کی طرح رقص کرتا شروع کر دوں۔“ عمران چپکا۔ اس کا چہرہ جواب نارٹل ہو چکا تھا وہ بارہ اس کے چہرے پر مباحثوں کے ڈونگرے بدستے شروع ہو گئے تھے۔

”میرا مطلب ہے اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ صدور نے شرمندگی سے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ ویسے جانا اور ٹیگر بھی اپنے ذاتی کام کے سلسلے میں کافی عرصے سے غائب ہیں ورنہ وہ بھی اس مہم میں ساتھ ہوتے تو مجھ کا مزہ دوہلا ہو جاتا۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے بدلا۔

”کیوں۔ وہاں کیا تباہی ڈائنمنڈ نیوٹی سے شادی ہے جو ٹیگر اور جوان کو بھی ساتھ لانا ضروری تھا۔“ عمران نے کہا۔

”ہائے ہاں۔ ہماری ایسی قسمت کہاں۔ وہ تو حمل نظر غلام حسین تو

ڈاکٹر سائمن پر مرتبی ہے۔“ رابرٹ نے آدھر کر جواب دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ عمران کچھ بولتا، سب کی نگاہیں جزیرے پر جا گئیں کیونکہ سب کو جزیرے کے آثار نظر آنے لگ گئے تھے۔ عمران نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے چاندی کے رنگ جیسے سات انچزی تماہا لباس نکالے اور اپنے کپڑوں کے اوپر اس لباس کو پہن لیا اور سب کو یہ لباس اپنے کپڑوں کے اوپر پہننے کے لئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ لباس پہننے سے کیا ہوگا۔“ صدور نے لباس اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”بچے ہوں گے اور وہ تمہیں ڈیڈی کہیں گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”میرا مطلب ہے اس لباس کی خاصیت کیا ہے۔“ صدور نے شرمندہ ہو کر مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر صدور۔ آپ لوگ عمران صاحب کے کہنے پر ٹل کر رہیں کیونکہ عمران صاحب اگر کہہ رہے ہیں تو اس لباس میں واقعی کوئی خاص بات ہوگی۔“ بیک ڈیوڈ نے کھلی دلدھ بولتے ہوئے کہا۔

”مسٹر موسیٰ۔ آپ جنوبی افریقہ میں انکسو کے نمائندے ہیں اور ہم عمران کے زیادہ قریب ہیں مگر پھر بھی آپ عمران کے بارے میں اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہیں۔“ جولیا نے بیک ڈیوڈ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”دنیا بھر کی مجرم تنظیمیں عمران صاحب کے نام سے ڈرتی ہیں اور

میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اکثر مہمات میں چیف ایکسٹو عمران صاحب کو ہی آپ سب کا لیڈر بناتے ہیں۔ حالانکہ عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر بھی نہیں ہیں۔۔۔۔۔ بیک ذریعہ نے دل میں مزے لیتے ہوئے جواب دیا۔

”مسز موی۔ گو کہ میں نے بھی ابھی تک پاکیشیا کے ایکسٹو کو نہیں دیکھا مگر مجھے اتنا معلوم ہے کہ چیف ایکسٹو اپنی ٹیم میں ہونے کے باوجود خود کو میرے پاس کے بغیر ادھر رہا سمجھتا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ نے سلور سٹون لباس اپنی پینٹ اور شرٹ کے اوپر پہنتے ہوئے کہا۔ اس لباس کے پہننے سے چہرے کے سوا اس کا مکمل جسم چھپ چکا تھا۔ عمران اور بیک ذریعہ اس کے یقین پر مسکرائے گئے۔

”ہیں۔ ایکسٹو نے ایسے ہی اس کو سر پر چڑھا رکھا ہے حالانکہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران صلاحیتوں میں کسی سے کم نہیں ہیں۔۔۔۔۔ جنویر نے بے زاری سے کہا اور نہ چاہتے ہوئے بھی عمران کا دیا ہوا لباس پہن لیا۔

”ہم اب تک کئی بار افریقہ کے جنگلوں میں آپکے ہیں مگر تاریک براعظم کا یہ جزیرہ اپنے اندر تمام خطرات کو سموئے ہوئے ہے گو کہ ڈاکٹر سائنس کی سچی شہرہ آفاق کالم نگار کو شیشا نے اس جزیرے میں یورینیم اور ڈینیون کے بارے میں لکھا ہے مگر اس جزیرے کے خطرات کے بارے میں بھی ضرور لکھا ہے کہ جزیرہ گھنے جنگلوں، درندوں اور وحشیوں سے بڑا ہے اور سب سے خطرناک یہ کہ جزیرے پر عالمی دہشت گرد

ماسٹر بارخ جیسے شیطان سائنس دان کی حکومت ہے۔ ویسے میں نے بھی اپنے ذرائع سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ واقعی خطرناک جزیرہ ہے اور ہمارا مقابلہ عالمی دہشت گرد اور خطرناک تنظیم ریڈ ڈیجھ والوں سے ہے اس لئے ہم سب کو ہوشیاری سے اس جزیرہ پر قدم رکھنا ہوگا۔۔۔۔۔ عمران نے منجید و لچکے میں تفصیل بتائی۔

”مگر عمران۔ تم خود ہی ہمیں موت کے راستے سے لے کر جا رہے ہو کیونکہ تم ماسٹر بارخ کے باغی اور مردہ ساتھی مارگن کے انٹریٹ چہ دیتے گئے اصل راستے سے جا رہے ہو۔۔۔۔۔ جنویر نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ ویسے تم اس بار جوزف کو نہیں لائے۔ میں مانتی ہوں کہ رابرٹ کو برازیل کے جنگلوں کا تجربہ ہے اور افریقہ کی تقریباً ہر مہم میں وہ ہمارے ساتھ رہا ہے۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا جو اپنے کپڑوں کے اوپر چاندی نما لباس پہن چکی تھی۔

”جوزف بھی آجائے گا مگر میں اس عاشق زادے کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رابرٹ کی طرف دیکھ کر کہا۔ سب ہی عمران کا دیا ہوا عجیب سلور سٹون لباس پہن گئے تھے۔ جزیرے کا مسائل اب قریب آتا جا رہا تھا اور سب کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔

بات ہی کچھ ایسی تھی کہ کرشن فریدی جیسا آدمی بھی پریشان ہو گیا تھا۔ زمین کے دوپٹے کی آواز اب قریب پہنچ چکی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے بھونچال آگیا ہو۔ کرشن فریدی کے چہرے پر پینہ آگیا تھا۔

”بھاگو پانی کی طرف۔ بھاگو۔ بھتا جلدی ممکن ہو۔ پانی میں کھس جاؤ۔“ دھات طارق زور سے چیخا اور پانی کی طرف تیزی سے دوڑا۔ طارق کی دیکھا دیکھی سب ہی پانی کی طرف دوڑے جیسے موت ان کا پیچھا کر رہی ہو۔ پانی کی طرف دوڑتے ہوئے قاسم زور سے پیچھے مڑا مگر فوراً انور اور کیپٹن حمید اس کے بازو کو پکڑ کر پوری قوت سے کھینچے ہوئے اسے پانی کی طرف لے گئے۔

”اے سالو۔ مجھ تو مارنے کا ارادہ ہے۔“ قاسم دھاڑا اور اپنے دونوں بازو ان سے چھڑوا لئے اور ان کے پیچھے پانی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ انپکڑ آصف بھی ہراساں تھا کیونکہ اس کے وہم و گمان میں بھی

نہیں تھا کہ وہ ان خطرات سے دوچار ہو گا۔ پانی میں ان کی آدمی بائیس ڈوب چکی تھیں۔

”بس رک جاؤ۔“ طارق زور سے چلایا تو سب رک گئے۔ اچانک اس جگہ سے جہاں چند لمبے پیپے وہ کھڑے تھے۔ تقریباً سترہی کے قریب جنگی گیندوں کا غول گزرا۔ ان کے بھاگنے سے زمین میں رچی تھی۔ یہ تو تجربہ کار طارق نے فوراً پانی کی طرف دوڑنے کا حکم دیا تھا ورنہ گھبرا کر اگر یہ ادھر ادھر جاتے تو گیندوں کا طوفانی لشکر ان سب کو کچل کر ان کی جانتیں لے چکا ہوتا۔ اب دھک کی آواز کافی آگے جا چکی تھی۔ طارق نے سب کو پانی سے باہر نکلنے کا حکم دیا اور دوبارہ فحشی کی طرف بڑھا۔ سب نے اس کی تھکید کی۔

”آف۔“ ان گیندوں کا لشکر اچانک اس طرف آگیا تھا۔ اگر یہ گیندے پانی کا رخ کرتے تو ہم سب اوپر پہنچ چکے ہوتے۔“ انور نے ہانپتے ہوئے کہا کیونکہ کیپٹن حمید کے ساتھ دیوارِ قاسم کو بھیٹ کر اس کا سانس پھول چکا تھا۔ یہ تو شکر تھا کہ سب نے سامان پیچھے کدھوں پر باندھ رکھا تھا جو کہ ہیرا شوت کے قہیوں میں بند تھا۔

”موتے حرام خور۔ چل اپنے بیک سے کھانے کا سامان نکال کر مجھے اور انور کو دے۔ تیرا پلا ہوا موہ جسم کھینچ کر میرا حال ابتر ہو گیا ہے اور بھوک چمک اُٹھی ہے۔“ دھات کیپٹن حمید نے قاسم کو حکم دیا۔

”حرام کھور ہو گا تو کھد غمید بھائی۔ تیری ایسی کی تیشی۔“ قاسم زور سے دھاڑا گو کہ پانی میں کھینچنے سے اس کا سارا بدن بھیگ چکا تھا

مگر پیرا شوٹ کے بیگ میں اس کا بندھا ہوا سامان محفوظ تھا۔ کپٹن حیدر کی بات سن کر اس کی ذہنی دو پہیہ چلی تھی۔

”قسم۔ ہم دنیا کے خطرناک ترین جزیرے کے جنگل میں ہیں۔ ہمیں ابھی اور بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے ہوشیار اور چاق و چوبند رہو۔“ کرنل فریدی نے قسم سے کہا تو قاسم فوراً خاموش ہو گیا۔ بس جگہ سے میڈیوں کا غول گزرا تھا وہاں کی گھاس پھلی جا پہنچی تھی۔ اب سب دوبارہ راستہ بدل کر آگے بڑھنے لگے۔ جنگل بدستور گھٹا تھا اور بھائریں اور شاخوں سے اٹا ہوا تھا مگر کرنل فریدی اور ہیرشنگٹن بھائروں سے راستہ بناتے جا رہے تھے۔

”غید بھائی۔ مجھے بھوک لگی ہے۔“ دفعتاً قاسم چلایا۔

”بھوک تو مجھے بھی لگی ہے مگر لگتا ہے کرنل صاحب ہم سب کو اس جنگل میں بھوکا چلا چلا کر مروانے کے لئے لے کر آئے ہیں۔“ کپٹن حیدر بھی زور سے چلایا۔ گوکہ اسٹیکر آصف کے چہرے پر بھی ٹھکن کے آثار تھے مگر کرنل فریدی کے سامنے وہ خود کو تازہ دم ظاہر کر رہا تھا تاکہ اپنی اہمیت جتا سکے۔ اچانک سب کو روزا کی چیخ سنائی دی۔ روزا کی چیخ اتنی ہمایا کہ تھی کہ سب لرز گئے۔ ایک اینا کوٹھا اڑھسے نے درخت کی ایک شاخ سے چپ لگا کر اس پر حملہ کیا تھا۔ یہ اینا کوٹھا تقریباً چالیس فٹ لمبا تھا۔ چونکہ اینا کوٹھا اوپر سے حملہ آور ہوا تھا اس لئے روزا نیچے گر پڑی تھی۔ اینا کوٹھا نے روزا کو اپنے بھائریسے منہ میں دبا لیا تھا۔ حیدر اور انور نے مشین گن سے اینا کوٹھا کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا تو

طارق نے انہیں فوراً روک دیا۔ اس طرح گولی روزا کو بھی لگ سکتی تھی کیونکہ اڑھسے نے اپنے جسم کو سپنا ہوا تھا۔ یکایک کرنل فریدی حرکت میں آیا اور اس نے جنگلی کی طرح اینا کوٹھا کی طرف چپ لگایا اور اس سے پہلے کہ اینا کوٹھا روزا کو اٹھاتا کرنل فریدی نے بھرپور قوت سے تیز دھار والے بھائریسے سے اینا کوٹھا کے بھائریسے منہ پر وار کیا۔ کرنل فریدی نے وار کچھ اس مہارت سے کیا تھا کہ اینا کوٹھا کا منہ آدھے سے زیادہ کٹ چکا تھا مگر روزا جس کا جسم اینا کوٹھا انگٹے کی کوشش کر رہا تھا سلامت رہا۔ زخمی اینا کوٹھا نے روزا کو چھوڑا اور زخمی حالت میں پھسکارتے ہوئے کرنل فریدی پر حملہ کر دیا اور اپنا سانس پیچھے کی طرف کھینچا۔ اینا کوٹھا کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے جنگل کی تاریکی میں دکھ رہی تھیں۔ کرنل فریدی نے اس وقت درخت کی ایک مضبوط شاخ پکڑ رکھی تھی مگر اینا کوٹھا کی سانس میں اتنی طاقت تھی کہ کرنل فریدی پیسے مضبوط آدمی کے ہاتھ شاخ سے پیچھے ہٹنے لگے۔ پیسے ہی اینا کوٹھا نے روزا کو چھوڑا تھا، روزا نے اپنے اعصاب کو کنٹرول کیا اور فوراً کروٹیں لیتی ہوئی اس موڑی اڑھسے سے دور ہٹ گئی۔ اگر کوئی عام لڑکی ہوتی تو خوف سے بے ہوش ہو چکی ہوتی۔ پیسے ہی روزا اینا کوٹھا سے دور ہوئی انور اور کپٹن حیدر نے مشین گن کا برسٹ کھول دیا اور کئی گولیاں اس اینا کوٹھا کو چٹ گئیں۔ اینا کوٹھا زور سے تڑپا اور دم توڑ گیا۔ زمین پر اس کا خون ہی خون پھیل گیا تھا۔

”تم ٹھیک تو ہو۔“ کرنل فریدی روزا طرف بڑھا جو اٹھ رہی تھی۔

کرنل فریدی نے اپنا ہاتھ روزا کے ہاتھ میں دے کر اسے اپنے منہ میں دھو
دی اور نگہ بندی سے پوچھا۔

”جی سر۔ میں ٹھیک ہوں۔“ روزا نے جواب دیا۔ حالانکہ اس
کے بازو دھڑکیں تھیں۔ جب کرنل فریدی نے روزا کا ہاتھ پکڑ کر اسے سہارا
دیا تو انیسٹر دیکھا یاں بھری نگاہوں سے روزا کو دیکھنے لگی۔ کرنل فریدی
نے انیسٹر جگہ پیش کو مینڈیکل باکس کھولنے کا حکم دیا پھر روزا کے بازو پر
پٹا باندھ کر اسے ایک انجکشن لگا دیا اور اس کے شانوں کو چھتپا کر اس
کے حوصلے کی داو دی۔

”جھٹکنس سر۔“ روزا نے سر ہلا کر پیچیدگی سے کہا۔ انیسٹر دیکھ
کے دل سے ایک آدھلی کہ کاش یہاں روزا کی جگہ میں ہوتی تو کہ جنگ
مواج کرنل فریدی نے پیچیدہ روزا سے کبھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر
کرنل فریدی کو جنوں کی حد تک چاہنے والی انیسٹر دیکھا اس منظر کو
بھی محبت کا اظہار سمجھی تھی۔ ہریش نے انیسٹر دیکھا کہ رو بوائی حالت میں
دیکھا تو اس کا ہاتھ تمام کر آنکھوں کے اشارے سے اسے قہقہہ دی۔

”ہائے طارق صاحب۔ ہماری قسمت۔ قدرت نے جہنم میں تین
تین جوڑیاں بنا دیں کرنل صاحب مس اکیہر بیسا سے، ہریش کی مس
پولیس والی سے اور انور رشیدہ کی جیکبو پرانی جوڑی کو تو ہر کوئی جانتا ہی
ہے۔ کاش ہمیں بھی کوئی ہاتھ دیتا تو ہم جنگل میں مٹل مٹاتے۔“ کیپٹن
حمید نے انور اور رشیدہ کی طرف اشارہ کر کے خیمہ عاشقوں کی طرح
طارق سے شکوہ کیا۔ ہریش اور انیسٹر دیکھا، حمید کی باتیں سن کر نروس ہو

مجھے اور انور اور رشیدہ غصے سے حمید کو گھورنے لگے البتہ کرنل فریدی اور
روزا کے چہرے پیچیدہ ہی تھے۔

”اف۔ کرنل صاحب۔ ہم تو بہت خطرناک علاقے میں سفر کر رہے
ہیں۔ اگر آپ مہارت نہ دکھاتے تو ایک ساتھی کم ہو جاتا۔“ انیسٹر
بیکل میں نے اپنا کوٹا کو دیکھ کر خوفزدہ نظروں سے کہا۔

”ویسے روزا نے بھی امت کا مظاہرہ کیا ہے۔“ طارق نے روزا
کی تعریف کی۔ اب ایک بار پھر جیٹ ہو کر دو آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دیر
سفر کرنے کے بعد ایک کھلی جگہ آگئی تھی اس کھلی جگہ کے آگے ایک
پھاڑی ان سب کو نظر آنے لگی۔ چونکہ گھنے جنگل میں اندھیرا تھا اس
لئے ان کو تیز مارچوں کی ضرورت پڑی تھی مگر کھلی جگہ آ کر روشنی تھی۔
پھاڑی بھی جنگلات سے آئی ہوئی تھی اس پھاڑی کو پار کرنے کے بعد
ہمارا کھراؤ وحشیوں سے ہو گا کیونکہ اس جزیرے پر بے شمار وحشی قبائل
آباد ہیں اس لئے کرنل فریدی نے اسی جگہ پر پڑاؤ کا حکم دے دیا۔ اس
پھر کیا تھا چھوٹے ابراہن کھول دی گئیں اور تین خیمے لگا دیے گئے۔ خیمے
گھنے کے بعد سب نے کھانے کا سامان نکالا اور کھانے پر ٹوٹ پڑے۔
خاص کر جاسم تو بھوکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا تھا۔ کھانے کے
دوران کسی نے بات نہ کی۔ کھانے کے بعد کرنل فریدی نے نمن گروپ
بنا دیے تاکہ رات کو پہرہ دیا جاسکے کیونکہ رات ہوتے ہی جنگل سے
دورندوں کی آوازیں آتا شروع ہوتی تھیں۔ ایک خیمہ صرف رشیدہ، روزا
اور دیکھا کے لئے مخصوص تھا۔ ڈیوٹی کی پہلی باری انور، رشیدہ، جاسم اور

حمید کی تھی۔ دوسری باری کرنل فریدی نے اپنی، روزا اور طارق کے ذمے لگائی اور تیسری ذیونی ہریش، ریکھا، جگدیش اور انسپکٹر آصف کی تھی۔ تین مارچیں بند کر دی گئیں اور ایک خیمے میں ریکھا اور روزا سونے چلی گئیں دوسرے خیمے میں ہریش، آصف اور طارق برآمدان ہو گئے البتہ تیسرے خیمے میں کرنل فریدی اور جگدیش آرام کرنے گئے۔ البتہ کینٹن حیدر، انور، رشیدہ اور قاسم مشین گن لے کر پہرہ دینے لگے۔

"معلوم نہیں کرنل صاحب جڑیے کی انجان جگہ سے کیوں آئے ہیں حالانکہ اور بھی کئی جگہ ہیں بول گی۔" کینٹن حیدر بڑبڑایا۔

"حمید۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ کرنل صاحب نے انجان جگہ سے آکر غلطی کی ہے۔ اگر ایسا سوچ رہے ہو تو غلط ہے۔ تم مجھ سے زیادہ مرتبہ کرنل صاحب کے ساتھ رہے ہو کرنل صاحب کے ہر کام میں خاص مصلحت ہوتی ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے ہم لوگ ابھی تک ماسٹر باغ کی نظروں میں نہیں آئے کیونکہ کرنل صاحب نے کہا تھا کہ اس پہاڑی کو پار کرنے کے بعد دشمنوں کے قبائل شروع ہوں گے۔ فی الحال ہمارے دشمن صرف درندے ہی ہیں اور کل پہاڑی کو پار کرنے کے بعد ہمارا اصل محرکہ شروع ہو گا۔" انور نے کینٹن حیدر کی بات سن کر اسے جواب دیا تو کینٹن حیدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انور نے سگریٹ کا ٹیکٹ نکال لیا اور ایک سگریٹ سلا کر پینے لگا۔

"بس۔ یہ تمہاری آج رات پہلی اور آخری سگریٹ ہے۔ اب دوسری سگریٹ نہیں نکالنی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا۔" رشیدہ نے

مگیا انور کو قسم دیا۔

"رشیدہ کی بچی۔ ہم لوگ خطرناک مہم میں ہیں اس لئے ذہن کا فریش ہونا ضروری ہے۔" انور نے ایک لمبا کش لیتے ہوئے غصے سے کہا۔

"تو کیا دھواں پینے سے ذہن فریش ہوتا ہے۔" رشیدہ بھی غصہ پراثر آئی۔

"کرنل صاحب بھی تو پائپ پیتے ہیں وہ بھی تو دھواں ہے انہیں تم کیوں نہیں روکتی ہو اور تم مجھ پر اپنا رعب مت جھانڈو ورنہ مجھ سے پتہ لگی۔" انور بھی جڑبڑکیا۔

"دیکھو۔ کرنل صاحب ہمارے پاس ہیں انہیں میں کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن اگر تم نے اب مجھ سے بحث کی تو میں تمہارا حلیہ بگاڑ دوں گی۔" رشیدہ بھی ضد پراثر آئی۔

"چلو اب تم دونوں پھر بحث و تکرار میں پڑ گئے۔ یاد رہے کہ ہم لوگ پہرے پر ہیں۔ اگر ہماری کوتاہی سے کوئی نقصان ہو گیا تو کرنل صاحب ہمارا حلیہ بگاڑ دیں گے۔" کینٹن حیدر نے ان دونوں کو کھنکھایا۔

"ویسے عمید بھائی۔ اس چرخ نے مثل رشیدہ کا حکم نہ مانا تو میں اس کا حلیہ بگاڑ دوں گا۔" دفعتاً قاسم رشیدہ کی طرف نگاہ کیڑ کر کے ہوئے بولا۔

"قاسم کے بچے۔ میں تمہارے منہ نہیں گنا چاہتا اس لئے خاموش

روئے۔۔۔ انور نے قاسم کی طرف دیکھ کر منہ سے سگریٹ کا دھواں باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"لو قاسم۔ دیکھو انور جیسے اپنا بچہ کہہ رہا ہے۔۔۔ رشیدہ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے قاسم کو چھیڑا تو قاسم مٹھین گن پیچھے رکھ کر آستین چا کر مکا بناتے ہوئے انور کی طرف بڑھا۔

"پلو ہو گئی ہم سے پہلے داری۔۔۔ کیٹین حید نے قاسم کے انداز کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یاد آیا۔ قاسم۔ مں روز آٹھ سوئے سے پہلے تہااری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر گئی تھی۔ دراصل روزا جیسے پابندی تو ہے مگر کرنل صاحب کے سامنے انہما کرتے ہوئے شرمیلی ہے۔" ہانچا انور کو اپنے پیٹ کے لئے پی سیم سو بھی۔

"اچھا۔ مش رو جا آئے سہی کر دی تھی تم سب بھی ان سے کہہ دینا کہ مائیں بھی ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ انور کی بات سن کر اس کی ڈپٹی رو پھر درست ہو چکی تھی اور خوشی سے ہی عی شادرت ہو گئی تھی۔ اچانک جنگل سے چل کر گڑ بھگلوں کا غول نمودار ہوا ان کی آنکھیں تار بکی میں چمک رہی تھیں گو کہ ان کے پیچھے کھلی جگہ پر تھے مگر پھر بھی جنگل سے بھانت بھانت کے جانوروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ قاسم نے فوراً مٹھین گن اٹھائی۔ انور اور کیٹین حید نے مٹھین گن کے ایک دو فائر کئے تو دھماکوں سے گڑ بھگلوں کا غول بھاگ گیا۔ کرنل فریدی نے ایک نظر پیچھے سے سر باہر نکالا اور صورت حال کا

اندازہ لگا کر پھر سر اندر کر لیا البتہ باقی ٹیم غائب تھا کاوٹ سے بڑی تیز سو رہی تھی۔ گو کہ ان چاروں کو بھی تیز آ رہی تھی مگر چاروں استعداد سے پہرہ دینے لگے کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ کبھی کسی مرتبہ تار بیک جنگوں کا سفر کر چکے تھے اور جانتے تھے کہ اگر ڈرا سا بھی غافل ہوئے تو کوئی درندہ ان پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ البتہ قاسم چند لمحوں بعد پہرہ دینے کے بعد پاؤں پیاد کر سو گیا تھا مگر یہ تینوں تحکات ہونے کے باوجود مستعد ہی تھے۔ کیٹین حید اور رشیدہ اپنے منہ پر پانی کے پھینٹے مارنے لگے تاکہ تازہ دم رہیں البتہ انور بدستور ہوشیار ہی تھا۔ ویسے بھی کرنل فریدی پہرے داری میں انور پر زیادہ بھروسہ کرتا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہریش کرنل صاحب کے دل میں بہت جگہ بنا چکا ہے ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہمارے ملک کی انڈر ورلڈ کا نامی گرامی فنڈ بھی ہمارا ساتھی بنے گا۔۔۔ کیٹین حید انور کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ہاں۔ یہ واقعی درست ہے۔ ہریش کا فرستان کا سب سے بڑا خطہ تھا مگر ایک دفعہ اس نے کرنل صاحب کو لڑائی کی دعوت دی تھی اور شرط رکھی تھی کہ جو شکست کھائے گا جیتنے والا اسے گولی مار دے گا اور یہ لڑائی انڈر ورلڈ والوں کے سامنے لڑی گئی تھی۔ بہت خون فائنٹ کے بعد کرنل صاحب نے آخر کار ہریش کو شکست دے دی تھی۔ اتفاق یہ کہ انجیلر دیکھنے نے کرنل صاحب کو ہریش کا چیلنج دیا تھا اور فائنٹ کا مشورہ بھی دیا تھا جسے کرنل صاحب نے قبول کر لیا تھا مگر ہریش کو شکست

دینے کے بعد کرن صاحب نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا کیونکہ کرن صاحب ہریش کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو دیکھ چکے تھے۔ بس پھر کیا تھا ہریش جو کافرستان کی اندر ولتہ میں ایک دہشت کے طور پر پناہ جاتا تھا سب کچھ چھوڑ کر کرن صاحب کا گرویدہ ہو گیا۔ کرن صاحب نے اسے اپنی زیر نگرانی کا سربراہ بنا دیا اور ہریش نے خود کو اس کا اہل بھی ثابت کیا اور درحقیقت صلاحیتوں میں ہریش ہم سب سے آگے ہے۔ انور نے کھلے دل سے ہریش کی تعریف کرتے ہوئے اس کی ہسٹری بیان کی۔

"مگر یہ بھی اتفاق ہے کہ ہریش انیسویں دیکھا پر مرنا ہے جس نے کرن صاحب کو اس کا قتل جتانے اور لڑنے کا مشورہ دیا تھا۔" رشیدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ویسے ریکھا بھی ہریش پسند تو کرتی ہے مگر دل سے وہ صرف کرن صاحب کو چاہتی ہے۔" کیپٹن حید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ابھی یہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ ان کو خرابی کی آواز سنائی دی۔ تینوں نے سڑک دیکھا تو ان کے اوسان ڈھکا ہو گئے۔ ایک زبردست گھبراہٹ کا قسم پر حملہ کر چکا تھا۔ آخر کار ان سے سستی ہو گئی تھی اور انہیں غافل پا کر اس درندے نے خیمے کے نزدیک سوئے ہوئے قاسم پر حملہ کر دیا تھا۔

جنگل کے ایک گہبان علاقے میں ایک سرخ رنگ کا بہت بڑا خیمہ نصب تھا۔ خیمے کے ارد گرد آہنی پاڑ لگی ہوئی تھی۔ جنگل کا پتہ بھی بہت گہنا اور درختوں سے پر تھا مگر خیمے کے باہر نصب پاڑ میں برقی راڈز لگی تھیں جس سے کوئی درندہ اس پاڑ کو پار کر کے خیمے میں نہیں آ سکتا تھا ویسے بھی یہ خیمہ مکمل طور پر بند تھا۔ یہ خیمہ ریڈ وڈ جھ کا ذیلی ہیڈ کوارٹر تھا۔ خیمے کے اندر ایشیا اور یورپی ممالک میں دہشت برپا کرنے والی جاپان کی ریٹا موڈارے ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ دوسرے صوفے پر پیچہ سارگن بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کی ٹھریں خیمے میں نصب ایک بڑی سی کمپیوٹر سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اس سکرین پر جنگل کے مختلف حصوں کے مناظر نظر آ رہے تھے۔ اس وقت سکرین پر ڈاکٹر سامن اور اس کی نیم نظر آ رہی تھی جو ریڈ وڈ جھ کے سربراہ فہوں میں لمبوں ہرکاروں سے نبرد آزما تھی۔ ان کے دیکھنے کی دیکھنے

ڈانس پارتی تھی اس لئے ریٹا اس کو اپنا رقیب سمجھتی تھی۔

”کاش۔۔۔ یہ بابا رستم کی خنوں بہن ماری جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔۔۔۔۔“ ریٹا دانت چباتے ہوئے بولی۔

”یہاں ہماری تنظیم خطرے میں ہے اور تمہیں ابھی بھی ڈاکٹر سائنس کے قتل جانے کی خوشی ہے۔“ میجر سارنٹن نے چمک کر ریٹا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہماری دشمنی صرف ڈاکٹر سائنس سے نہیں ہے کرنل فریدی اور عمران سے بھی ہمیں سخت خدشہ ہے۔ غالباً وہ بھی یہاں پہنچنے والے ہوں گے یا جزیرے کی کسی سمت پہنچ چکے ہوں گے کیونکہ انگریزوں کے بائینڈن اور دیگر ممالک کے چند ایجنٹوں کی طرح وہ تعداد مارٹن کے عینت پر دیئے گئے اصل راستے کا انتخاب نہیں کریں گے۔۔۔۔۔“ ریٹا نے صوفے کے آگے پڑی ہوئی ٹیبل سے شراب کی بوتل اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ویسے یہ اتفاق ہے کہ ڈاکٹر سائنس جزیرے کے جس حصے میں داخل ہوا ہے یہاں ماسٹر بارش کی نئی ایجاد کردہ ریڈ پاور نصب نہیں ہے ورنہ ریڈ پاور کی بدولت ڈاکٹر سائنس اور اس کی تنظیم اپنے تمام اسلحے اور دیگر سائنسی سامان سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔۔۔۔۔“ میجر سارنٹن نے انیسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ ڈاکٹر سائنس جس راستے سے جا رہا ہے وہاں آگے راکون قبیلے کے وحشی آباد ہیں جو آدم خور اور گوری چوڑی کے دشمن

چند لمحوں میں ڈاکٹر سائنس اور اس کے پاور گروپ کے چھ ممبرز نے ریڈ ڈیٹھ والوں کو مار مار کر ان کا بھرکس نکال دیا۔

”او۔۔۔ تو کیا ماسٹر بارش ان سب کو بھول سے اڑا دے گا۔۔۔“ ریٹا مونڈا رے نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔ ”گویا اسے ڈاکٹر سائنس کی موت کا دکھ ہو گا۔ اچانک ڈاکٹر سائنس نے اپنے ہاتھ میں موجود مٹی کی کمپیوٹر کو دیکھا تو چمک گیا اور چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور وہ سب جنگ کی طرف بھاگے۔ اسی وقت سکرین پر ریٹا مونڈا رے اور میجر سارنٹن نے ریڈ ڈیٹھ کے ہرکاروں کے پیچھے سے اڑتے دیکھے۔ غالباً ماسٹر بارش نے ان کے جسموں میں موجود بھولوں کو ریڈ سٹروک سے اڑا دیا تھا۔ چونکہ کیمرو جنگی میں اسی حصے میں نصب تھا اس لئے ان کو صرف سکرین پر ریڈ ڈیٹھ کے ہرکاروں کے پیچھے سے ہی نظر آ رہے تھے۔

”او۔۔۔ تو کوشش کمپیوٹر بھی وہ بد بخت اپنے ساتھ لایا ہے اور اس کی مدد سے اپنی طرف بروقت موت سے باخبر ہو کر فوراً خود کو اور اپنے ساتھیوں کو بچا لیا ہے۔۔۔۔۔“ میجر سارنٹن نے مٹی پھینچتے ہوئے سکرین پر صرف ریڈ ڈیٹھ کے ہرکاروں کی لاشوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ البتہ ڈاکٹر سائنس کے ہم بدست ہونے سے پہلے فرار ہونے پر ریٹا کا حسیں چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ البتہ ڈاکٹر سائنس کے دیگر ساتھیوں اور خاص کر کارا کے نہ مرنے کا اسے انیسوس ضرور ہو رہا تھا۔ ریٹا چونکہ خود حروف ڈاکٹر تھی اور کارا ڈاکٹر سائنس کی خاص دوست ایجنٹ پاور ون اور خاص کر

ہیں۔ یہ خود ہی اپنی موت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ویسے بھی ماسٹر پارخ نے ایسا نوکارت کے روپ میں وہاں رہنے پادار نصب کروا دیئے ہیں۔ یہ ہیڈ کوارٹر تک کسی طور بھی نہیں پہنچ سکتے۔" رینا نے شراب کا گھونٹ بھرت ہوئے پڑتین لکھ کر کہا۔

"ماسٹر۔ مارگن ندری نہ کرتا تو ہمارے تاریک براعظم کا یہ عقیم جزیرہ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ ہی رہتا۔" میجر سارگن نے کہا۔

"اے ڈاکٹر سارگن کی ٹیم میں ڈرٹگن بھی ہے جو جنگی بھیڑیے کا پھوٹا بھائی ہے۔ گریٹ لینڈ کی اندر ورنڈ کا یہ بیک خاور جنگوں کی زندگی کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتا ہے۔ ہو سکتا ہے ڈاکٹر سارگن جیسا ذہن اور خطرناک سائنس دان راکون قبیلے والوں کو ڈرٹگن کی مدد سے بے وقوف بنا کر اپنا تابع کر لے۔" رینا نے اندیشہ ظاہر کیا۔

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ راکون قبیلہ آسانی سے ڈاکٹر سارگن کے تابع ہو جائے۔" میجر سارگن نے حیرت سے پوچھا۔

"میں آسانی کی بات تو نہیں کر رہی مگر ڈاکٹر سارگن جیسے ذہین سائنس دان سے کوئی عہد نہیں ہے۔ ویسے ماسٹر پارخ اس جزیرے کے وحشی قبیلوں کا دیوتا نوکارت بنا ہوا ہے اور میں ان وحشی قبیلوں کی دیوی آئس اور وہ بد شکل جنگی بھیڑیاں قبیلوں کا روحانی پیشوا بنا ہوا ہے۔"

رینا نے جھڑسا کا کام لیتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ ہم بھی تو سائنس کے زور پر یہاں حکمران ہیں اور ان وحشیوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔" میجر سارگن نے ہنستے ہوئے

کہا۔

"ویسے ڈاکٹر سارگن کی پوری ٹیم تو ہماری نظروں کے سامنے آچکی ہے مگر کرن فریدی کا کوئی پتا نہیں ہے کہ وہ اپنی ٹیم کے کتنے ممبرز کو لے کر یہاں آ رہا ہے۔ مجھے اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس مہم میں شرکت کے لئے یہاں کا رخ کر چکا ہے اور اس کے ساتھ معروف شکاری طارق بھی ہے اور وہ اپنے پاتو نیلے شکاری کو بھی اپنے ساتھ لایا ہے جو وحشیوں کے لئے مقدس جانا جاتا ہے البتہ میری معلومات کے مطابق عمران بھی اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا ہے اور کسی بھی وقت جزیرے کی کسی سمت سے نمودار ہو سکتا ہے۔ رابرٹ کو عمران اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔" میجر سارگن نے اپنے جنوبی افریقہ میں موجود ایجنٹوں کی معلومات کی تفصیل دینا کو بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی اپنے ایجنٹوں سے کچھ ایسی ہی معلومات مل چکی ہیں۔" رینا نے مختصر سا جواب دیا۔

"ویسے طارق، جوزف، ڈرٹگن اور رابرٹ میں سے کس کا جنگل کی زندگی کے بارے میں زیادہ تجربہ ہے۔" میجر سارگن نے سوال پوچھا۔

"کافرستان کا طارق جو زیادہ تر ایکریسیا میں رہتا ہے۔ یہ تجربہ کار، شکاری اور معروف سیاح ہے۔ اور اس کا جنگلوں کے بارے میں وقتاً تجربہ ہے جنگل کی زندگی اور وحشیوں کی کمزوریوں کو یہ تجربہ کار شکاری اچھی طرح جانتا ہے جہاں تک جوزف اور ڈرٹگن کی بات ہے یہ

دونوں افریقہ کے تاریک جنگلوں کے ہی باقی تھے مگر جوزف کو عمران کافی عرصہ پہلے اپنے ساتھ پاکیشیا لے گیا تھا اور ڈرہنگین اپنے بھائی بھڑا سلاک سے بھنگڑا کرنے کے بعد گمریٹ لینڈ چلا گیا تھا اور اپنی صلاحیتوں سے وہاں کی انڈر ورلڈ کا بلیک قادر بن گیا تھا اور پھر ڈاکٹر سامعین کی قیام کارکن اور پاور فور بن گیا تھا۔ جہاں تک رابرٹ کی بات ہے وہ برازیل کے سب سے بڑے ریڈ انڈینز قبیلہ ڈوان جو برازیل کے وحشی قبیلوں میں طاقت کی علامت ہے وہاں کے سردار کا بیٹا ہے۔ رابرٹ جنگلی کی زندگی سے تنگ آ کر ابھر گیا چلا گیا تھا اور اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کی وجہ سے انگریزوں جیسی طاقت ور انڈر ورلڈ کا کنگ ماسٹر بن گیا تھا اور اپنے رنگین اور عاشق مزاجی کی بنا پر انڈر ورلڈ کی قبیلوں میں تو ماسٹر کے طور پر جانا جاتا ہے مگر ایک مہم میں عمران سے گفت کھانے کے بعد اس کا شمار بد بن کر پاکیشیا آ گیا تھا اور عمران کا ساتھی بننے کے بعد حیرت انگیز طور پر رنگین مزاج تو نہیں رہا اور حسین لڑکیوں سے محبت تو نہیں کرتا مگر عاشق مزاج تو اب بھی ضرور ہے اور حسین لڑکیوں سے دوستی کرنے کی خواہش ضرور رکھتا ہے۔ ویسے تو جوزف، رابرٹ اور ڈرہنگین تاریک جنگلوں کے باسی ہیں اور جنگلی کی زندگی کے بارے میں خوب جانتے ہیں مگر جوزف کی صلاحیتیں سب سے زیادہ ہیں کیونکہ جوزف کا رابطہ افریقہ کے بے شمار بڑے بڑے وچ ڈاکٹروں سے ہے۔ کئی مرتبہ شیطانی طاقتوں نے عمران پر حملہ کیا تھا مگر جوزف جو خود بھی ایک ماہر وچ ڈاکٹر ہے اپنے پاس عمران کو شیطانی

طاقتوں سے بچا چکا ہے۔“ ریٹا نے اپنی منفرد معلومات کے ذریعے
میجر سادگن کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”وہی تو کافرستان کے کرنل فریدی، بلگارتھ کے جنرل سمود گریٹ لیڈ کے ڈاکٹر سائمن ان تینوں خطرناک ماہر سربراہ رساواں کا گروپ بھی بہت فعال اور خطرناک ہے مگر عمران کا گروپ سب سے مضبوط ہے۔ جنگلوں کے شہزادے جو قاف اور ماسٹر کلرز کے قومی جیکل ٹیکر ہونا اس کے تمام ہیں۔ ایشیا اور خاص کر پاکستان کی اندر ورلڈ کے بادشاہ ناچکر اور انگریزیمیا کی اندر ورلڈ کے کنگ ماسٹر رابرٹ جیسے لڑاکے اس کے شاگرد ہیں اور ایکسٹرنل میم بھی عمران کے اشاروں پر نجاتی ہے درحقیقت امق عمران دنیا کا خطرناک ترین انسان ہے“..... شیجر سارگن نے اپنے خیالات پیش کئے۔ اچانک دونوں سکریں کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے۔

”حجرت انگیز۔ یہ شخص یا تو واقعی دنیا کا سب سے بڑا اسبق ہے یا بھڑ دنیا کا سب سے خطرناک ترین شخص۔“..... دینا نے سارگن کی طرح حجرت سے سکریں پر دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ جس خطرناک شخص کا وہ ذکر کر رہے تھے وہ نبی پر ایسے گئے اصل راستے سے جزیروں کے ساحل پر اپنی تمام تر مہمتوں اور حشر سامانوں سمیت قدم رکھ چکا تھا۔

تھریا، نانوٹا، فنج اور سنگ ہی بے بی سے اپنے ایجنٹوں کو مارتا دیکھنے لگے جو ہزیرے کے وحشیوں کے تیروں کا نشانہ بن کر تڑپ رہے تھے۔ زہر میں بیچے ہوئے گزری کے باریک تیروں نے ان سب بد قسمت ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تھا۔

”اف۔ ہم میں سے کسی کے خیال میں بھی نہیں تھا کہ بد بخت شیطان سائنس دان اتنی خوفناک چیز بھی ایجاد کر لے گا جس کی شعاعوں سے ہر قسم کی مشینری اور سائنسی آلات جام ہو جائیں گے۔“ سنگ ہی نے اونچے اور گھٹے درشت میں خود کو چھپاتے ہوئے دل میں ماسٹر بانگ کو ہزاروں گالیاں دیتے ہوئے زور سے کہا تاکہ اس کی آواز نزدیک درختوں میں چھپے ہوئے اس کے ساتھی بھی سن سکیں۔

”ہم ہمیشہ ہارک جنگیوں میں راج کرتے رہے ہیں یہ تو عمران، ڈاکٹر سائنس، میجر پرمود اور کرنل فریدی ہیں جو ہم زبرد لیٹنڈ والوں سے

نکر لیتے رہے ہیں ورنہ دنیا کے جس کوئے میں ہم لوگ گئے ہیں ہمارا نام سن کر وہاں کی حکومتیں لرز اٹھتی ہیں۔“ ساتھ والے گھٹے درشت سے نانوٹا کی آواز سنائی دی۔

”تو اب لرزنے کی ہماری باری ہے۔“ فنج کی طنزیہ آواز سنائی دی جو ایک بہت اونچے درشت کی گھنی شاخ سے بند کی طرح اٹکا ہوا تھا۔ سب کو وحشیوں کا شور سنائی دے رہا تھا جو کہ بس یہاں پہنچے ہی والے تھے۔

”ویسے آج سے پہلے اتنا بے بس ہم کبھی نہیں ہوئے جتنا آج اس منحوس سائنس دان کی وجہ سے ہوئے ہیں۔“ تھریا نے بھی گفتگو میں حصہ لیا جو نانوٹا کے ساتھ والے درشت پر چوں میں گھبی ہوئی تھی۔ وحشیوں کا رُود شور مچاتا ہوا اور نامعلوم آواز میں گیت ادا تھا ہوا ان کے قریب تر ہو رہا تھا۔

”میرے خیال میں عمران، سائنس اور دیگر پارٹیاں بھی ہماری طرح دفتروں اور یورڈیم کے لالچ میں یہاں کا رخ کر چکی ہوں گی اور میرے خیال میں شیطان سائنس دان کا یہ جزیرو سب کی موت کا سبب بنے گا کیونکہ ماسٹر بانگ کی ایجاد کردہ خطرناک ترین سرخ ریز سے ہر قسم کا تجزیہ، مشینری اور سائنسی آلات ناکارہ ہو جائیں گے۔“ سنگ ہی نے اندیشہ ظاہر کیا۔

”میرے خیال میں کم از کم کرنل فریدی اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں آیا ہے تو اس خطرناک صورتحال میں کوئی نہ کوئی حل نکال ہی لے

کا..... تانوتہ نے اپنا اندازہ ظاہر کیا۔

”مگر تانوتہ! میں تمہارے اعداد کو نہیں مانتی کیونکہ اس دنیا میں صرف عمران ہی ایسا شخص ہے جس کی ریاضی میٹکوپڑی میں ہر مسئلہ کا حل ہوتا ہے۔“ تھے درختوں سے قہریمیا کی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ ایک تو ہم سب مشکل میں ہیں اور تم دونوں کو اپنے منوں ماشقوں کی پڑی ہے۔“ فوج اور سنگ ہی دونوں ہی غصے سے چائے۔ وحشی اب ان درختوں کے نیچے پہنچ چکے تھے جن درختوں پر یہ چھپے ہوئے تھے۔ چاروں غور سے ان وحشیوں کو دیکھنے لگے جنہوں نے ہاتھوں میں بیس دار بلی ہوئی لکڑیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ یہ لکڑیاں کی مشعل کی طرح جل رہی تھیں جن کی وجہ سے نیچے کا ماحول روشن تھا۔ مشعلوں کی چاروں طرف روشنی میں ان کے کالے جسم باتوں کی طرح پتکے رہے تھے۔ ان وحشیوں کے منہ پر رنگدار منہی سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ وحشیوں نے ذریعہ لینڈ کے ہر کاروں کو بلا کر دیکھ بھرا ان کے مردہ جیسوں کو اپنے کندھوں پر لاوا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنے لگے اور آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ چونکہ ہر ایک براعظم افریقہ اور جنوبی افریقہ کے خطرناک جنگلوں میں کئی مرتبہ یہ چاروں جا کر وحشیوں پر اپنی ذہانت اور سائنسی آلات کی بدولت حکمرانی کر چکے تھے اور جنگلات کے پوشیدہ دھنپے اور پورے کئی مرتبہ حاصل کر چکے تھے اس لئے ان چاروں کو ان وحشیوں کی زبان سمجھ آ رہی تھی۔ ایک لمبا ترکہ اور لمبے بالوں والا وحشی جو ان سب کا سردار معلوم ہوتا تھا، چیخ چیخ کر

کہہ رہا تھا کہ کچھ لوگ چھپ چکے ہیں جو سرنے سے بچ گئے ہیں اور ان کو تلاش کیا جائے۔ وحشی اپنے سردار کا حکم سن کر ادھر ادھر پھیل کر ان کو تلاش کرنے لگے مگر یہ چاروں اونچے اور گھنے درختوں کی شاخوں میں چھپے ہوئے تھے اس لئے ابھی تک ان وحشیوں کو نظر نہیں آئے تھے۔ اب سردار پر کر کے وحشی درختوں پر دیکھنے لگے اور چند وحشی جیتی ہوئی لکڑیاں جو مشعلوں کی طرح روشن تھیں ان کو منہ میں دبا کر درختوں کے اوپر چڑھنے لگے۔ یہ چاروں آخر کب تک ان وحشیوں سے چھپے رہے آخر کار ان وحشیوں کی محتاطی نظروں میں آ ہی گئے۔ ان کو درختوں میں پھنسا دیکھ کر وحشی خوشی سے شور مچانے لگے۔ وحشی اشارے سے ان کو نیچے اترنے کا کہنے لگے تو چاروں خاموشی سے نیچے اتر آئے۔ پہلے تو چاروں خوفزدہ تھے مگر چونکہ یہ ان وحشیوں کی زبان سمجھتے تھے اس لئے پرامید تھے کہ کسی طرح ان کو اپنی ذہانت سے قابو کر لیں گے۔ ان کو درختوں سے اتر کر اپنے سامنے دیکھ کر وحشی خوشی سے اٹھنے لگے خاص کر قہریمیا اور تانوتہ جیسی بے پناہ حسین لڑکیوں کو دیکھ کر سردار کے چہرے پر خفاخت برسنے لگی اور سردار ہنس بھری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگا پھر آگے بڑھ کر سمراتے ہوئے قہریمیا کو چھونے کی کوشش کی مگر اس بے چارے کو کیا معلوم تھا کہ یہ مشعل حسن دنیا کی خطرناک ترین لڑکی ہے۔ قہریمیا نے ایک بھر پور لالت اس کے پیٹ میں ماری تو قوی زیکل وحشی سردار اوخ کی آواز کے ساتھ دہرا ہو گیا۔ قہریمیا کا حسین چہرہ غصے سے تھما رہا تھا حالانکہ قہریمیا کو معلوم تھا کہ

دو اور اس کے ساتھی ان دشتیوں کے رم و کرم پر ہیں مگر وحشی سردار کی یہ حرکت تقریباً کوٹا گوار گلی تھی اور تقریباً کی زوردار لالت نے وحشی سردار کو ناپتے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مجھے صرف عمران چھو سکتا ہے اگر کسی اور نے چھونے کی کوشش کی تو میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گی۔" تقریباً نے دشتیوں کی زبان میں زور سے چلاتے ہوئے کہا تو سب وحشی جو اپنے سردار کا مشرک کلیہ کو پہلے حیرت اور پھر غصے سے لگزی کے تیر تقریباً کو مارنے لگے تھے۔ تقریباً کو اپنی زبان میں بات کرتے دیکھ کر حیرت سے اٹھل چلا کر ان بے چاروں کو کیا معلوم تھا کہ زبرد لیڈ کے یہ چاروں قتلے کئی مرتبہ تاریک جنگوں میں بھڑائی کر چکے ہیں۔ وحشی سردار اب سیدھا ہو چکا تھا اس کے پہرے پر ابھی تک تکلیف کے آثار تھے۔ وحشی سردار اتنے فوج چکا تھا کہ یہ چاروں کوئی عام لوگ نہیں بلکہ تربیت یافتہ اور خطرناک لوگ ہیں جو ان دشتیوں کو دیکھ کر راجھی خوفزدہ نہیں تھے۔

"کون موقم لوگ اور ہماری زبان کیسے جانتے ہو اور کیوں اس دیران اور درندوں سے پر خطرناک جنگوں میں آئے ہو۔" وحشی سردار نے سنبھل کر حیرت سے تقریباً سے سوال کیا۔

"ہم مہذب دنیا کے لوگ ہیں۔ راستہ بھول کر اس جزیرے کے جنگوں میں آ گئے ہیں اور جنگیں میں جھک رہے ہیں۔" تقریباً نے فک کے لیے میں جواب دیا۔

"تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو۔ تم مہذب لوگ نہیں بلکہ خطرناک

لوگ ہو کیونکہ ہم نے چند لمحے پہلے آسمان پر ایک اڑنے والا عجیب و غریب پرندہ دیکھا تھا جو ایک سرخ رنگ کی روشنی کی دھند میں آنے کے بعد اسی جنگ میں کہیں گرا ہے اور غائباً تم لوگ اسی لوہے کے پتے کے پیٹ سے نکلنے والے لوگ ہو۔ میرے خبروں نے مجھے یہی خبر دی ہے کیونکہ تم لوگ جزیرے کے ساحل سے چلی کراچی دور یہاں جنگوں کے وسط میں ہماری آنکھوں میں آنے بغیر نہیں پہنچ سکتے جہاں ایسا ناکاٹ اور دیوی آئس کا معبد ہے۔" تقریباً کے جھوٹ یونے پر سردار نے غصے سے لکھ میں کہا۔

"یہ دیوتا اور دیوی کون ہیں۔" سنگ ہی نے چونک کر پوچھا۔

"دیوتا ناکاٹ اور دیوی آئس اس جزیرے پر رہنے والے تمام قبیلوں کے دیوتا ہیں ویسے اس جزیرے کے جنگوں میں بسنے والے تمام قبیلوں کے اپنے اپنے دیوتا بھی ہیں جن کو پوجا جاتا ہے مگر دیوتا ناکاٹ اب پورے جزیرے کے جنگوں کے دیوتا ہیں۔" وحشی سردار نے سنگ ہی کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔

"یہ دیوتا ناکاٹ کون ہیں اور تم لوگوں کو کیسے اپنا دیدار کراتے ہیں۔" فوج نے اس بار پوچھا جو لمبے قد کے سنگ ہی کے سامنے ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ فوج کے منہ سے بچوں جیسی آواز سن کر وحشی سردار حیرت سے اس نکلنے قد کے فوج کو دیکھنے لگا۔ دیگر وحشی بھی اس کے منہ سے بچوں جیسی آواز سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔

"دیوتا ناکاٹ نے جب بھی ہمیں کوئی حکم دیتا ہو تو دو درختوں کے

درمیان ایک روشن پردہ نمودار ہوتا ہے اور دیوتا ٹکات جلوہ گر ہو کر ہمیں سکھ دیتے ہیں اور کبھی کبھار دیوی آکس بھی روشن پردے میں جلوہ گر ہو کر ہمیں اپنا پیغام سناتی ہیں۔ وحشی سردار نے منکراتے ہوئے فوج کو جواب دیا۔ وحشی بدستور ذریہ لینڈ کے مردہ انکیتوں کو اپنے کندھوں پر لاؤ کر کھڑے اپنے سردار کے حکم کے منتظر تھے۔

”تمہارے دیوتا ٹکات اور دیوی آکس کا حلیہ کیا ہے۔“ نانوتا نے بھی سوال پوچھ لیا۔ وحشی سردار نے جب ان کو دیوتا ٹکات اور دیوی آکس کا حلیہ بتایا تو چاروں چونک گئے کیونکہ یہ حلیہ ماسٹر بانٹ اور ریٹ موٹر اے کا تھا۔ چاروں سمجھ چکے تھے کہ اپنی ذہانت اور سائنسی آلات کے ذریعہ ماسٹر بانٹ جزیرے کے جنگلوں کے تمام وحشیوں کا دیوتا بنا ہوا ہے اور یہ حربے ذریہ لینڈ کے چاروں ہرکارے مختلف جنگلوں میں وحشیوں پر آزمائے گئے تھے۔

”اگر میں یہ کہوں کہ میں دیوتا فوجی ہوں اور یہ دیوتا سنگ ہی ہے اور یہ دونوں حسن کی مکا میں ہماری دیویاں ہیں تو کیا تم ہم لوگوں کا حکم مانو گے۔“ فوج نے خود کو اور سنگ ہی کو دیوتا بنا کر اور قہریلیا کو سنگ ہی کی اور نانوتا کو اپنی دیوی بنا کر وحشی سردار سے پوچھا۔

”بکواس کرتے ہو تم لوگ۔“ جھوٹ بولتے ہو۔ اگر تم لوگ دیوتا اور دیوی ہو تو اس طرح چھپ کر درختوں پر بگڑ نہ چھپتے۔“ وحشی سردار نے ہنسنے سے جواب دیا۔

”چلو اب ہستی کی طرف۔ وہاں بڑا سردار تمہاری زندگی کا فیصلہ

کرے گا جب اسے سارے لوگوں کا گوشت قبیلے والوں کو ملے گا تو بڑے سردار سے میں اس کو مانگ لوں گا۔“ وحشی سردار نے دوبارہ اپنا حکم سناتے ہوئے قہریلیا کی طرف اشارہ کیا۔

”اگر ہم جاہت کر دیں کہ ہم دیوتا ہیں تو کیا تم لوگ ہمارا حکم مانو گے۔“ سنگ ہی نے پوچھا۔

”تمہارا فیصلہ بڑے سردار کریں گے اور جہاں تک میرا خیال ہے تم دونوں کو بڑا سردار دیوتا کے نام پر قربان کرے گا اور اس سندر تادی کو سردار اپنی قیدی بنائے گا۔“ وحشی سردار نے ہنسنے ہوئے نانوتا کی طرف اشارہ کر کے جواب دیا۔

”چلو اب آگے بڑھو۔ اگر اب تم لوگوں نے کوئی ایسی وحشی حرکت کی تو میرے ساتھیوں کے تمام نیزے تم چاروں کے سینے میں ہوں گے اور اب کوئی سوال نہیں کرتا۔ ہستی میں بڑے سردار ہی تمہارا فیصلہ کریں گے۔“ اس بار وحشی سردار نے ہستی سے ان کو آگے بڑھنے کا حکم دیا تو وہ چاروں وحشیوں کے نرٹے میں آگے بڑھنے لگے۔ اب وحشی پھر مشورہ پاتے ہوئے ہستی کی طرف بڑھنے لگے۔ گو کہ جنگ ہے مگر محنتاً وحشی ایسے راستوں سے جانے لگے جو قدرے کم محنت تھا۔

”اس منحوس کوشیلا کے کالم نے ہمیں آج مشکل میں ڈال دیا ہے۔“ ندی اس کا کالم ہماری نظروں سے گزرتا اور نہ ہی آج یہ مشکل نہیں دیکھی پڑتی۔“ قہریلیا ذریہ لینڈ کی مخصوص زبان میں بڑبڑاتی۔

”کوشیلا ڈاکٹر سامن کی ساتھی ہے اور وہ بھی ڈاکٹر سامن کے

ساتھ یہاں اس جنگل میں ضرور آتی ہوگی۔ ہو سکتا ہے اگر ہم نے ان
دشمنوں پر قابو پا لیا تو اس جنگل میں تمہارا عمران، ڈاکٹر سامن اور کرنل
فریدی کی ٹیوں سے بھی سامن ہو جائے کیونکہ مجھے جو فیصلہ امید ہے کہ
تینوں اپنی نیم کے ساتھ یہاں ضرور آئے ہوں گے۔ فیصلے نے اپنا
انداز و یقین سے ظاہر کیا۔

[illegible]

بھی اٹھایا گیا تھا۔ یہ چاروں بھی وحشیوں کے خرمے میں آگے بڑھے تھے۔ جہاں وحشیوں کی ہستی میں ان کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہوتی ہے بڑے سردار نے کہا تھا۔ جوں جوں وحشیوں کی ہستی قریب آ رہی تھی ان کے دل جیزی سے دھڑکنے لگے اور آخر کار وحشیوں کا یہ گروہ اپنی ہستی میں پہنچ گیا۔

کئی تھیں جیسے قدرت نے ان شاخوں کی سمیت ڈال دی ہو۔ ہر طرح کی نگاہ جاتی، درختوں کی شاخوں، ٹہنیوں اور پتیوں کے علاوہ اور کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ روشنی کی کرن الہیہ کہیں کہیں ان شاخوں میں راستہ بنا کر چمک رہی تھی لیکن سامنے دور تک نگاہ دوڑانے سے پتہ چلتا تھا کہ آگے تاریکیوں نے اپنا تسلط بنا رکھا ہے۔ نیچے جھاڑیوں کے علاوہ لمبی لمبی گھاس اگی ہوئی تھی۔ عمران، بلیک زبرہ اور راہت اس لمبی گھاس کو چھید کر راستہ بناتے گئے۔

”عمران۔ یہ تو بہت ہی گھٹا جنگل ہے اور یہ جزیرہ بھی بہت بڑا ہے اگر اس طرح ہماری رفتار رہی تو معلوم نہیں ہم کب اصل مقام پہنچیں۔“ رفعتا جولیا نے اس بے پناہ گھٹے جنگل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ بات پہلے کہہ دیجی تو ماسٹر بارش سے کہلو! کر پہلے ہی یہ جنگل گلوادیتا کہ مس پولیا۔ تم آرام سے ہیڈ کو اس طرف پھینک کر ماسٹر بارش کو سبق سکھا سکتی۔“ عمران گھاس چھیدتے ہوئے دوبارہ اپنے اسی روپ میں آگیا اور چپکے ہوئے جواب دیا۔ سب ہی عمران کی بات سن کر مسکرا دیئے الہیہ جولیا نے منہ بنا دیا۔

”جولیا۔ یہ تمہیں بہت شگ کرنا ہے۔ تم اس کے منہ مت لگا کرو۔“ تنویر نے جولیا کو مشورہ دیا۔

”اٹھا۔ مسٹر ہیڈ بھی بول سکتے ہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ اس جنگل میں آنے کے بعد خوف سے تمہاری زبان بند ہو جائے گی۔“ عمران نے دوبارہ تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

”میرا نام مت بگاڑو اور نہ ہی میرے منہ لگو۔ اگر چپک کا خیال نہ ہوتا تو میں تمہارا بہت برا حشر کرتا۔“ تنویر اپنے نام کی مٹی پلید کرنے پر زور سے دھاڑا۔ اچانک سامنے کی آواز آئی اور ایک فیروز سنسناتا ہوا تنویر کے سینے پر لگا اور یہی حال سوپر فیاض کے ساتھ بھی ہوا۔ ایک لمحو کو تو ان کو لگا کہ لکڑی کا باریک فیروز ان کے سینے میں سوراخ کر چکا ہے کیونکہ گولی کی طرح لکڑی کا باریک فیروز ان کے سلور سنون لباس سے گرایا تھا۔ ان کے سینے میں درد ضرور اٹھا تھا مگر فیروز ان کے لباس کو چھید نہیں سکا تھا۔

”حیرت انگیز۔ یہ تو واقعی زبردست لباس ہے۔“ سوپر فیاض اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر خوف اور حیرت سے بولا اور نیچے گرا ہوا لکڑی کا ٹوٹا ہوا باریک فیروز اٹھا کر دیکھنے لگا۔ عمران کی پوری ٹیم رک گئی اور سب ہی غور سے تاریک جنگل میں ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ کس نے تنویر اور سوپر فیاض پر فیروز برساتے ہیں۔ اچانک ایک دفعہ پھر کئی فیروز آئے اور عمران سمیت سب کے سینے اور جسم کے دوسرے حصوں پر تیزی سے گئے اور نیچے گر گئے مگر اس سلور سنون لباس کی وجہ سے سب ہی محفوظ تھے۔ اب سب کو عمران کے اس حیرت انگیز لباس کی اہمیت کا اندازہ ہوا چونکہ فیروز ان پر اچانک برساتے گئے تھے غالباً دشمن کچھ درختوں میں چھپے ہوئے تھے اور چھپ کر ہی ان پر وار کیا تھا۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ فیروز کے رخ ان کے چہرے کی طرف نہیں تھے ورنہ جس کے چہرے پر سنسناتا ہوا فیروز لگتا وہ اگلی دنیا میں پہنچ چکا

ہوتا۔ دفعتاً تو میر نے اپنے ہاتھ میں موجود مشین گن سے درختوں کے اوپر کے حصوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ سوپر فیاض نے بھی تو میر کی دیکھا دیکھی اپنے ہاتھ میں موجود مشین گن کا منہ کھول دیا۔ اچانک درختوں کے اوپر سے دس بارہ وحشی خون میں لت پت لڑھکتے ہوئے نیچے آ گئے۔ ان کے پاس لکڑی کے نیزے اور تیر تھے اور ان وحشیوں نے چھپ کر ان پر اچانک وار کیا تھا۔ یہ عمران کی دور اندیشی ہی تھی کہ اس نے سردار کی مدد سے ہر قسم کے ہتھیاروں سے بچاؤ والا پلٹ پورف سے بھی زیادہ کارآمد حیرت انگیز لباس سلور سٹون سب کو بزمیرے میں داخل ہونے سے پہلے ہی پینٹ کے لئے دے دیا تھا۔

”فوراً سر نیچے کر کے اپنے ہاتھوں سے اپنے چہروں کو چھپا لیں۔“ عمران زور سے چیخا۔ اس کا حکم سن کر سب ہی نے فوراً اس پر عمل کیا۔ اچانک تیروں کی ایک اور باز آئی اور اس بار نشانہ ان کے چہرے ہی تھے مگر ان کے چہرے ایک تو جھٹکے ہوئے تھے دوسرا انہوں نے ہاتھوں سے اپنے چہروں کو چھپایا ہوا تھا۔ چونکہ ان کے ہاتھوں پر بھی سلور سٹون لباس کے ساتھ بڑے ہوئے دستانے تھے اس لئے تیر ان کے ہاتھوں پر گئے۔ رابرٹ اور بلیک زیرو نے نیچے گر کر فوراً اپنے تھیلوں میں ٹھنڈے ہوئے دقی بم نکالے اور اندازے سے تیر برسانے والوں پر پوری قوت سے اچھال دیئے۔ دقی بم اندازے کے مطابق نشانے پر گرے۔ گونج دار دھماکوں سے کئی وحشیوں کی جھپٹیں بلند ہوئیں۔ جویا اور صفدر نے بھی اپنے سامان میں سے دقی بم نکال کر اندازے سے

درختوں پر وار کئے تو جنگل گونج دار دھماکوں سے لرز اٹھا۔ جنگل کے مجھے درختوں پر بھرا کرتے والے پرندے شور مچاتے ہوئے اڑنے لگے اور تاریک جنگل میں مزید وحشیوں کے چیننے کی آوازیں سنائی دیں۔ ویسے تو سب ہی اس صورتحال سے پریشان تھے مگر سوپر فیاض بہت گھبرایا ہوا لگ رہا تھا کیونکہ اس کے دہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تاریک براعظم کے گمشدہ بزمیرے کے گھنے اور تاریک جنگلوں کے آغاز میں ہی ان کا اس طرح تیروں اور نیزوں سے استقبال ہوگا۔ ایک دفعہ پھر تیروں کی بوچھاڑ ہوئی مگر سب ہی عمران کے کہنے پر نیچے لیٹ چکے تھے اور تیروں کی بارش ان کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔ چونکہ ان کے چہرے اوپن تھے اس لئے خطرے کے پیش نظر عمران نے ان کو نیچے لیٹنے کا حکم دیا تھا۔ سب ہی ہراساں تھے کہ ابھی تو آغاز تھا اور موت کے حصار نے ابھی سے ہی ان کے گرد گھیرا لٹک کرنا شروع کر دیا تھا۔ عمران نے وینڈر گرینڈ نکال کر نشانے پر فائر کیا تو دھماکے سے جنگل ایک مرتبہ پھر گونج اٹھا اور مزید وحشیوں کے چیننے کی آوازیں سنائی دیں۔ چونکہ وحشی تاریک اور گھنے جنگلوں میں چھپ کر ان پر وار کر رہے تھے اس لئے ان کو چھپے ہوئے وحشی نظر نہیں آ رہے تھے۔ اب عمران کے حکم پر سب رینگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ سب نے مشین گنوں کے رخ سیدھے کر لئے اور اندازے سے درختوں میں چھپے ہوئے وحشیوں پر فائرنگ کرنے لگے۔ ان کی مشین گنیں قہقہے لگاتے لگیں اور مزید وحشی ان کی گولیوں کا نشانہ بننے لگے۔ اچانک ایک درخت سے ایک سرخ

رنگ کی روشنی آئی اور اس سرخ روشنی کا دائرہ ان کے گرد گھومتا ہوا غائب ہو گیا۔

”ارے عمران۔ یہ کیا۔ یہ کیسی روشنی تھی۔ میری مشین گن کام نہیں کر رہی ہے۔“ دفعتاً جولیہ چلائی۔ دیگر افراد کی مشین گنوں سے بھی فوج کی آواز نکلی گویا سب کی مشین گنیں جام ہو گئی تھیں۔ عمران نے اپنے تھیلے سے دھکی ہم نکالا اور ایک درخت کو نشانہ بنایا لیکن دھکی ہم درخت سے ٹکرانے کے بعد پھٹے بغیر نیچے گر کر ان سب کا منہ چڑھا دیا۔ سو پر فیاض نے مشین گن چھین کر اپنے تھیلے سے ہسٹول نکال کر اس کا جیبیر چیک کیا۔ جس میں پوری گولیاں موجود تھیں۔ سو پر فیاض نے اسے لوڈ کر کے چلایا تو دھکی دھات کے تین پات والا معاملہ تھا۔ ہسٹول چنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اب سب ہی پریشانی سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ اس سرخ روشنی کی ریز کے بعد ان کے ہتھیار کام کرنا چھوڑ چکے ہیں۔ اس سرخ روشنی کے دائرے کے بعد ماحول میں ایک معلوم سی بو پھیل گئی تھی۔

”اور۔ ماسٹر باخ نے کاسکس کی لہریں چھوڑ دی ہیں۔“ عمران حیرت سے بڑبڑایا۔ اتنا تو عمران کو بھی معلوم تھا کہ جزیرے کے گھنے جنگلوں میں وحشیوں پر راج کرنے والے ماسٹر باخ نے لازماً کوئی خاص انتظام کر رکھا ہو گا مگر عمران جیسے دنیا کے ذہین ترین انسان کے بھی وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ماسٹر باخ ریڈ پاور بھی خطرناک ایجاد کر لے گا جس کی ریز سے ہر قسم کا اسلحہ جام ہو جائے گا۔

”اب کیا کریں عمران۔ ہمارا تو تمام ایونینشن اس سرخ روشنی کی لہر سے ناکارہ ہو گیا ہے۔“ توہر حیرت اور خوف سے چلائی۔

”اس طرح کرتے ہیں۔ رہنا سہا کا نایق ناپتے ہیں وحشی ہمیں اپنی برادری کا سمجھ کر چھوڑ دیں گے۔“ عمران منہ میں جیتوگم ڈال کر چہاتے ہوئے مصیبت سے بولا۔

”عمران۔ خدا کے لئے کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو۔ اس وقت ہم شدید مشکل میں ہیں اور تمہیں حماقت سمجھی ہے۔“ جولیہ عمران کی بات سن کر رنج ہو کر چلائی۔

”مس جولیہ۔ میں تو سنجیدہ ہوں مگر مجھے تمہارا بھائی رنجیدہ و نظر آ رہا ہے۔“ عمران نے دوبارہ چپکے ہوئے تصویر کی طرف اشارہ کیا۔

”دیکھو عمران۔ میرے منہ مت لگو ورنہ مجھ سے برا گوئی نہیں ہو گا۔“ توہر غصے سے دھاڑا۔ سب ہی بدستور لیٹے ہوئے تھے۔ عمران کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے۔ اس کے وہم و گمان میں کبھی نہیں تھا کہ اس طرح ان کا دافر ایونینشن ناکارہ ہو جائے گا۔

شیطان سائنس دان نے واقعی اپنی انقلابی ایجاد کی مدد سے یہاں آنے والی سب پارٹیوں کو موت کے منہ میں ڈال دیا تھا۔ دفعتاً عمران نے اپنی ہنڈلی سے سلور سٹون لباس ہٹا کر پٹیل نما ایک نارنج نکالی اور اندازے سے اس درخت پر روشنی ڈالی جہاں سے عمران کے اندازے کے مطابق سرخ روشنی کا فائر ہوا تھا۔ اس فیل نارنج سے اتنی تیز روشنی نکلی کہ تاریک جنگل روشن ہو گیا۔ عمران کی علقانی نظروں نے فوراً

درخت کی ایک شاخ پر مٹی کیمرہ دیکھ لیا جہاں سے سرخ روشنی کا دائرہ گھوما تھا۔ اس سے پہلے کہ اس مٹی کیمرے سے پھر کوئی سرخ دائرہ نکلتا عمران نے پٹیل نما نارچ کو نیچے سے دایا تو ایک سرخ رنگ کا شعلہ اس پٹیل نما نارچ سے نکلا اور عمران کے بے داغ نشانے کی وجہ سے شاخ سمیت مٹی کیمرے کے پر نچے اڑ گئے۔

”اگر ماسٹر باغ خود کو افراسیاب سمجھ کر ہمارے لئے ظلم ہو رہا ہے تو دروازے بند کر رہا ہے تو میں بھی خوبہ عمرو عیار ہوں اور میری زنجیل میں بھی ہر ظلم کا توڑ موجود ہے۔“ عمران زور سے غوغا مچاتے ہوئے بڑبڑایا۔ عمران نے یہ پٹیل نما نارچ سبک ہی سے ہتھکیا تھا اور یہ زیرو لینڈ کی ایجاد تھی مگر عمران نے مزید تجربہ کر کے اس کو مزید کا آہ بنا لیا تھا۔ گوکہ کاسٹیکس کا دائرہ ہر طرف پھیل ہوا تھا مگر مومی کے روپ میں صرف بلکہ زیرو کو معلوم تھا کہ یہ پٹیل نما نارچ جو روشنی اور خطرناک فائر کا کام بھی دیتی ہے۔ یہ نارچ کاسٹیکس وائرس کا اجنبی وائرس ہے۔ گوکہ ریڈ پاور ایک سے تمام اسلحہ بے کار ہو چکا تھا مگر نارچ نما فائر نے اپنا کام پھر بھی کر دکھایا تھا۔ حیرت انگیز طور پر ریڈ پاور کی لہر کے بعد ویشیوں کی طرف سے ابھی تک مزید کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں ہوا تھا۔ عمران نے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو سب ایک دفعہ پھر دیکھنے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اچانک دو درجن کے قریب ویشی مختلف سمتوں سے نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔ ان کو سامنے دیکھ کر عمران کھڑا ہو گیا۔ باقی سب نے بھی اس کی تقلید کی۔

”حیرت ہے مہذب دنیا کے یہ لوگ مرے کیوں نہیں مانتے اب تک اس سمت سے جتنی پارٹیاں آئی ہیں ہم نے سوائے ایک پارٹی کے سب کا خاتمہ کر دیا ہے اور وہ نیچے والی پارٹی بھی بھاگ گئی ہے۔“ ایک لمبے قد کے ویشی نے ساتھ والے ویشی سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس ویشی کی آنکھیں بے حد سرخ تھیں۔ پتھر فٹ سے ٹکھا ہوا قد تو نا مضبوط جسم اس کو ان سب ویشیوں کا لیڈر ظاہر کر رہا تھا۔

”سروار۔ اس پارٹی کا لباس بھی عجیب ہے۔“ ساتھ والے ویشی نے جو لمبے قد کے ویشی کا نائب لگ رہا تھا، عمران اور اس کے ساتھیوں کا سطور سنوں لباس دیکھ کر حیرت سے کہا۔

”باس۔ میں ان ویشیوں کی زبان سمجھ رہا ہوں۔ ان ویشیوں کی زبان برازیل کے ایک نازار قبیلے سے ملتی جلتی ہے۔“ رابرٹ نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”راپرٹ۔ انہیں کہو کہ ہم دیوتا کے اوتار ہیں اس لئے ہمارا راستہ چھوڑ دیں ورنہ دیوتا ان کے قبیلے میں تباہی پھیلا دے گا۔“ عمران نے سمجھدہ لہجے میں رابرٹ کو سمجھایا۔ ویشیوں نے گھبراہٹ سے عمران پر نعرے تان لئے۔ سروار کی ٹھہریں بار بار جولیاء کے چہرے پر پھسل رہی تھیں۔

”ہم سب دیوتا کے اوتار ہیں اور یہ ہمارے دیوتا ہیں۔ تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ تمہارے ہتھیار ہمیں نہیں مار سکے۔ اس لئے ہمارا راستہ چھوڑ دو اور ہماری رہنمائی کرو۔“ رابرٹ نے پہلے سینے پر ہاتھ مار کر

عمران کے آگے سرخم کرتے ہوئے اور پھر سردار سے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا۔ دایرہ کا قد بھی کسی طور پر اس وحشی سردار سے کم نہیں تھا اور اس کا جسم بھی بے حد توان اور مضبوط تھا۔ وحشی سردار پہلے ہی کافی حد تک عمران اور اس کی پارٹی سے مرعوب ہو چکا تھا کیونکہ ان کے کئی ساتھی مر چکے تھے اور عمران کی پارٹی کو بکلی سی آج بھی نہیں آتی تھی۔

”ہم کیسے یقین کر لیں کہ تم سب دیوتا کے اوتار ہو اور یہ تمہارا دیوتا ہے۔۔۔۔۔ وحشی سردار نے دایرہ کو اپنی زبان میں بولتے دیکھ کر عمران کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کیونکہ دایرہ نے عمران کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنی ٹیم کا دیوتا ظاہر کیا تھا۔

”تم نے دیکھا کہ ہمیں اور تمہارے دیوتا کو تمہارے ہتھیاروں نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اس لئے ہمارا راستہ چھوڑ دو تا کہ ہم آگے بڑھ کر اس جنگل میں آنے والی مصیبت کا خاتمہ کر سکیں۔ دایرہ چونکہ برازیل کے خوفناک اور گھنے جنگلوں کے مشہور وحشی اور آدم خور قبیلے کے سردار کا بیٹا تھا اس لئے وحشیوں کی تو ہم پرستی کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ وحشی سردار اور دوسرے وحشی حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے حیرت انگیز سلور سنون لباس دیکھ رہے تھے۔ وحشی سردار کچھ لمعے سوچتا رہا کہ کیا کرے۔ پھر اچانک اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا بھاری بھر کم نیزہ اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے کی طرف مارا۔ عمران بھارتو لا پرواہ نظر آ رہا تھا مگر اس کی غلطی آنکھیں وحشی سردار کو ہی دیکھ رہی تھیں جس کی آنکھوں میں جلیا کے لئے شیطانیت

قص کر رہی تھی۔ جیسے ہی نیزہ اس کی طرف آیا عمران سنگ آرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک طرف ہو گیا اور بکلی کی سی رفتار سے بڑھتا ہوا نیزہ بھی ہوا میں ہی اچک لیا اور پھر تیزی سے بھاری نیزہ وحشی سردار کے نائب کے سینے کی طرف مارا اور نیزہ اتنی طاقت سے وحشی سردار کے نائب کے سینے میں لگا کہ اس کے جسم کو چیرتا ہوا اس کی کمر سے آدھا باہر نکل آیا۔ عمران نے اس پر بس نہیں کیا بلکہ اس نے اچھلتے ہوئے وحشی سردار کے سینے پر فلائنگ گنگ ماری جس سے وحشی سردار چنچا ہوا نیچے گرا جبکہ نائب زمین پر گر کر ترپنے لگا تھا۔ اس وقت عمران کے چہرے پر غیض و غضب کی بجائیاں لہرا رہی تھیں اور آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اپنے وحشی سردار اور اس کے نائب کا یہ حال دیکھ کر چند وحشیوں نے نیزے سو پر فیاض اور بلیک زیرو پر مارے لیکن بلیک زیرو نے پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو نیزے ہوا میں اچک لئے اور داہیں انہی دونوں وحشیوں پر مارے اور دونوں وحشی گر کر ترپنے لگے البتہ اس دوران مزید تین نیزے پھینکے گئے جن میں سے ایک سینے پر دوسرا پیٹ پر اور تیسرا بلیک زیرو کی دائیں ٹانگ پر لگا مگر بلیک زیرو کو ان کی پرواہ نہیں تھی کیونکہ بلیک زیرو، عمران اور سردار کے بنائے ہوئے اس حیرت انگیز سلور سنون لباس کی خصوصیت دیکھ چکا تھا۔ دو نیزے سو پر فیاض کو بھی لگے تھے ایک اس کے بازو پر اور دوسرا اس کی گردن پر لگا تھا مگر عمران کا دیا ہوا سلور سنون لباس گردن تک لمبوس تھا اس لئے فیاض بچ گیا تھا۔ اگر نیزہ تھوڑا سا اوپر اس کے چہرے پر لگتا

تو سوپر فیاض زہر میں بجھا ہوا نیزہ کھانے کے بعد مر چکا ہوتا۔ سوپر فیاض کی چیخ ضرور نکلی تھی۔ سوپر فیاض کی حالت خوف سے غیر ہونے لگی کیونکہ جانوروں کی کھالوں کے زیر جامہ پہنے خوفناک شکلوں والے سیاہ وحشیوں کو دیکھ کر اس کا چہرہ خوف سے پہلے ہی سیاہ ہو چکا تھا۔ یہ عمران کی ٹیم کی خوش قسمتی تھی کہ عمران کی ذہانت، دور اندیشی اور حیرت انگیز خصوصیت کے حامل سلور سٹون لباس کی وجہ سے اب تک وہ سب وحشیوں کے تابز توڑ مسلوں سے بچ رہے تھے۔ ادھر تو یہ ابھی تک حیرت اور خوف سے اپنی مٹھیں گرن کو دیکھ رہا تھا جو چلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی اور ناکارہ ہو چکی تھی۔ تو یہ سمیت سب کے ذہنوں میں دھماکے ہو رہے تھے کہ یہ کیسی خوفناک سرخ روشنی تھی جس کے بعد ایک نامعلوم پو ماہول میں پھیل گئی تھی اور ہر قسم کا انویشن ناکارہ اور جام ہو گیا تھا۔

”رگ جاؤ“..... عمران نے وحشیوں کو اشارہ کیا۔ عمران کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں اور اس کے منہ سے غراہٹ نکلی۔ عمران کی آنکھوں سے گویا پتنگاریاں نکل رہی تھیں۔ عمران کا یہ درندہ صفت روپ دیکھ کر وحشی حیرت اور خوف سے اس طرح عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہوں نے موت کا چہرہ دیکھ لیا ہو۔ ان کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رگ گئے۔ وحشی سردار قوی ہیکل ہونے کے باوجود ابھی تک نیچے لینا کر رہا تھا اور وہ عمران کے اس روپ کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ بولیا اور تنویر بھی عمران کا یہ بھیا تک روپ دیکھ کر لرز گئے۔ وحشی ہونے کے باوجود عمران کا یہ قبر برساتا روپ دیکھ کر کسی جنگلی وحشی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ

اب عمران یا اس کے کسی ساتھی پر وار کرتے۔ رابرٹ تیزی سے آگے بڑھا اور ایک وحشی سے نیزہ چھین کر نیچے گرے ہوئے وحشی سردار پر وار کرنے لگا مگر عمران نے اسے منع کر دیا اور آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھا کر نیچے گرے ہوئے وحشی سردار کو اٹھا دیا اور خود نگہم چہاتے ہوئے مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔ عمران کا چہرہ حیرت انگیز طور پر نارمل ہو گیا تھا۔ وحشی سردار حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا پھر فوراً عمران کے آگے جھک گیا مگر عمران فوراً ایک طرف ہو گیا۔ دوسرے وحشی اپنے سردار کو دیکھ کر عمران کے آگے جھکنے چلے گئے تھے۔

”رابرٹ ان جاہل وحشیوں کو کون سمجھائے کہ سجدہ صرف اللہ کے آگے جائز ہے۔ فوراً ان کو اٹھاؤ اور کہو کہ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے۔“ عمران نے فوراً رابرٹ کو حکم دیا۔

”اٹھو۔ میرے دیوتا نے تم سب کو معاف کر دیا ہے لیکن اب کوئی غلطی نہیں کرنی ورنہ میرا دیوتا تم سب کو کالی موت مارے گا۔“ رابرٹ نے سختی سے وحشیوں کو حکم دیا تو سب وحشی کھڑے ہو گئے مگر کالی موت کا سن کر ان کے چہرے خوفزدہ ہو گئے تھے جیسے کالی موت کے ہارے میں وہ جانتے ہوں۔

”تم لوگ واقعی دیوتا کے اوتار ہو اور تمہارا دیوتا اور اس کے ساتھی ہماری ہستی میں پھلیں۔ محترم دیوتا اور ان کے ساتھیوں کی خدمت کر کے ہمیں خوش ہو گی۔“..... وحشی سردار نے عقیدت سے کہا۔ رابرٹ نے عمران کو وحشی سردار کی دعوت کا بتایا تو عمران نے کہا کہ ان سے پوچھو

کہ انہوں نے کوئی سرخ رنگ کی کوئی عمارت دیکھی ہے اگر دیکھی ہے تو بتائیں اور اگر نہیں دیکھی تو ہمیں اجازت دیں پھر کبھی ان کی دعوت قبول کی جائے گی۔ رابرٹ نے عمران کی بات وحشی سردار کو بتائی تو وحشی سردار نے اسے بتایا کہ اس جزیرے پر بے شمار وحشی قبیلے آباد ہیں۔ اکثر قبائل کی ایک دوسرے سے دشمنی ہے اور سب قبیلے اپنے اپنے علاقوں میں رہتے ہیں۔ ہماری بستی چونکہ جزیرے کے شہر میں ہے یہاں کہیں بھی کوئی عمارت نہیں ہے آپ لوگ دیوتا کے اتار ہیں آگے چلے جائیں آگے شاید کسی قبیلے یا جنگل میں کہیں عمارت ہو مگر ہمیں معلوم نہیں ہے۔

”کیا سب قبیلے والوں کی ایک ہی زبان ہے“ رابرٹ نے نیا سوال پوچھا۔

”نہیں۔ دیوتا کے اتار سب قبیلوں کی اپنی زبان ہے مگر ہماری طرح سب قبیلے والے آدھور ہی ہیں اور مہذب دنیا کے لوگوں کو کوئی پسند نہیں کرتا مگر آپ لوگ دیوتا ہی ہیں۔ آپ لوگ اپنی مہا طاقتوں سے سب کو شکست دے سکتے ہیں“ وحشی سردار نے جواب دیا۔ عمران کو یاد آیا کہ چار مشینیں ہمیں اور چار سلاخنت موہائل فون لالچ کے پیش خانے میں موجود ہیں۔ عمران نے سب کو دیں روکا اور تیزی سے دوڑتا ہوا لالچ میں گیا اور لالچ کے پیش خانے میں سے چاروں سلاخنت موہائل فون اٹھائے۔ وہاں چند دقتی ہم اور چار مشینیں ہمیں بھی موجود تھیں۔ عمران نے پینل نما چارج نکالی اور ایک ٹیبل پر بیٹھ گیا تو

سرخ رنگ کی روشنی نکل کر موہائل فونز اور مشینیں گھنوں پر پڑی تو عمران نے ایک مشین گن چلا کر دیکھی تو مشینیں گن کارآمد تھیں۔ عمران مسکراتے نکلا۔

”ماسٹر باخ۔ تم اگر شیطانی سائنس دان ہو تو میں بھی تم سے کم نہیں ہوں۔“ عمران مسکراتے ہوئے بڑبڑایا اور موہائل فونز اور چاروں مشینیں گھنیں اٹھا کر دوبارہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور ایک مشین گن بلیک ڈیو دوسری جولیا، تیسری رابرٹ اور چوتھی سوپر فیاض کے ہاتھ میں تھا دی اور تین موہائل فونز تو پر، مسند اور جولیا کو تھما دیئے اور چوتھا موہائل فون اپنے پاس رکھا۔ جولیا نے مشین گن کا ہوائی فائر کیا تو مشین گن کارآمد تھی۔

”عمران۔ یہ کیوں ہم جو ایمونیشن لے کر چلے تھے۔ وہ سرخ روشنی کی لہر کے بعد ناکارہ ہو چکا ہے مگر یہ مشینیں گھنیں کیسے کارآمد ہیں؟“ جولیا نے حیران اور خوش ہو کر پوچھا۔

”یہاں کا سائنس کا دائرہ ہر جگہ پھیلنا ہوا ہے مگر ان چار موہائل فونز اور مشین گھنوں پر میں نے اشفی دائرہ کا فائر کر دیا ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے سرخ روشنی کے ہوشیار دائرے کی براہ راست زد میں آ کر ایمونیشن بے کار ہو چکا ہے بس اب اسی پر اکتفا کرو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں ان کو سمجھایا اور آگے بڑھنے کی تیاریاں شروع کر دیں۔

”رابرٹ۔ ان سے کہو کہ چند نیزے دے کر ہمیں اپنی بستی کی

آخری حد تک چھوڑ دیں۔ آگے ہم خود ہی دوسرے قبیلوں اور سرخ عمارت دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ ان وحشیوں کو ریڈ ڈیجھ کی سرخ عمارت کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ وحشی سردار دابرٹ کے کہنے پر اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو قدرے کم گھنے جنگوں سے لیتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ ایک جگہ عمران کو ایک بستی نظر آئی جس میں سرکنڈوں کے خیمے بنے ہوئے تھے مگر عمران نے ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا۔ وحشی سردار ان کو لے کر مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وحشی سردار نے کہا کہ یہاں ہماری حد ختم ہو جاتی ہے اور یہ بھی بتایا کہ آگے جو راستہ ہے یہاں سے کافی آگے تک کوئی قبیلہ نہیں ہے مگر درندوں سے ان کا سامنا ضرور ہو گا۔ وحشی سردار نے عمران کے ساتھیوں کو چند لکڑی کے نیزے دے دیے اور عمران کا ہاتھ پکڑ کر چڑا اور اجازت چاہی۔ وحشی سردار عمران سے کچھ زیادہ ہی مرعوب ہو گیا تھا۔ دابرٹ نے وحشی سردار کی بات عمران کو بتائی تو عمران نے وحشی سردار کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔ وحشی سردار اپنے چند ساتھیوں سمیت واپس مڑ گیا۔ دابرٹ کی زبانی باقی سب نے بھی وحشی سردار کی بات سن لی تھی۔ جزیرے کے سمنے جنگل میں داخل ہونے کے بعد وحشیوں سے مقابلہ اور سرخ روشنی کے بعد اپنے تمام ایونٹیشن کے ٹاکارہ ہونے پر سب ہی پریشان تھے۔

”باس۔ یہ تو کوئی جادو ہو گیا ہے۔ ہمارا تمام اسلحہ سرخ روشنی کے

بعد جام ہو چکا ہے حتیٰ کہ گھڑیاں اور سٹیلٹ موبائل فونز بھی جام ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ دابرٹ نے اپنے ہاتھ میں ہندمی رکی ہوئی گھڑی کو دیکھتے ہوئے حیرت سے کہا۔

”ہاں عمران۔ میرے موبائل فون سے بھی کال نہیں ہو رہی اور گھڑی بھی کام نہیں کر رہی۔ یہ تو بہت ہی غلط ہوا ہے۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے بھی حیرت اور خوف سے کہا۔

”عمران۔ کیا ان چار مشینوں سے ہم چاروں طرف پھیلے ہوئے وحشیوں اور ریڈ ڈیجھ کے ہرکاروں کا مقابلہ کر سکیں گے۔۔۔۔۔ جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”میرا موبائل کام کر رہا ہے۔ اگر تم کہو تو ماسٹر باغ یا اس کے کسی ہرکارے کو فون کر کے مزید اسلحہ منگوا لوں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا۔

”میرے خیال میں ضروری نہیں کہ ہمارا یہ اسلحہ آگے بھی کارآمد ہو جو سائنس دان ایسی خوفناک ایجاد بنا سکتا ہے جس سے ہر قسم کا اسلحہ موبائل سسٹم اور دیگر تمام سائنسی آلات جام اور ناکارہ ہو سکتے ہیں۔ وہ آگے بھی ہماری یہ چند مشینیں گھنیں اور وحشی ہم ناکارہ کر سکتا ہے۔ ہمیں اپنے شکاری چاقو، کھانڈے اور وحشیوں کے نیزوں پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔ اب چاہے کچھ بھی ہو جائے اس سائنس دان کا خاتمہ ضروری ہے ورنہ وہ اپنی اس خوفناک ایجاد سے دنیا میں جا ہی مچا دے گا۔ ہمیں کسی طرح بھی ماسٹر باغ جیسے عالمی دہشت گرد شیطانی سائنس دان کا

خاتمہ کرتا ہے ورنہ تہائی دنیا کا مقدر بن جائے گی۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے تشویش سے اپنا ارادہ ٹکڑا کر دیا۔

”مسٹر ممی۔ کیا ڈاکٹر سامنٹ اور کرنل فریڈی بھی ایسی ہی صورت حال سے دوچار ہوں گے۔۔۔۔۔“ صدر نے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”ہاں مسٹر صدر۔ جہاں تک میرے علم میں ہے دونوں عظیم سرائے رساں بھی ماسٹر بارغ کی سرکوبی کے لئے جزیرے پر کسی اور راستے سے داخل ہو چکے ہیں اور ان کا ایجنٹیشن اور دیگر سائنسی آلات بھی جامہ ہو چکے ہوں گے۔ اگر یہی سرخ روشنی ان کے گرد گھومتی ہے تو۔۔۔۔۔“ بلیک زیرو نے پُرتین لہجے میں جواب دیا۔

”چلو آگے بڑھو۔ اب جو ہوگا منظور خدا ہوگا۔۔۔۔۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں کی باتوں کو سنتے ہوئے اپنا تک حکم دیا تو کبھی اب آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً دو گھنٹے چلنے کے بعد وہ سب ایک ندی کے نزدیک پہنچ گئے۔

”میرے خیال میں عصر کا وقت ہے چلو وضو کر کے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر دعا کرتے ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ چونکہ رابرٹ کرچمن تھا اس لئے سوائے اس کے کبھی نے ندی کے پانی سے وضو کیا۔ تنویر نے اذان دی تو جنگل میں اللہ کا مقدس نام گوہنچے لگا۔

”میرے عزیز و مرشد کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو بندہ ہو گا نہ نمازوں کا اہتمام کرتا ہے میں اسے

اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کر اؤں گا اور جو اس کا اہتمام نہیں کرے گا میری اس سے کوئی ذمہ داری نہیں ہے چاہے تو بخش دوں چاہے تو عذاب دوں اور فرض نمازوں کے بعد جو آیت الکرسی کا ورد کرتا ہے جنت اور اس کے درمیان صرف موت ہی حائل ہوتی ہے۔۔۔۔۔“

عمران نے وضو کرتے ہوئے سب کو مدیث مبارکہ سنائی۔ سو پر فیاض نے تکبیر پڑھی اور صدر کی اہمیت میں عمران، تنویر، سو پر فیاض اور بلیک زیرو نے پابناعت نماز ادا کی کیونکہ اکیلے نماز پڑھنے سے پابناعت نماز پڑھنے کا سنا نہیں گنا زیادہ ثواب ہے۔ جولیا بھی چونکہ مسلمان ہو چکی تھی اس لئے اس نے بھی نماز پڑھی البتہ رابرٹ اس دوران مشین گن ہاتھ میں لے کر چوس ہو کر پہرہ دھار ہا تاکہ کوئی درندہ اچانک حملہ نہ کر دے۔ نماز کے بعد سب نے کھانا کھایا اور پھر آگے روانہ ہو گئے۔ حیرت انگیز طور پر ابھی تک اس گھنے جنگل میں دوسرے کسی وحشی قبیلہ اور جنگی درندہ سے ان کا سامنا نہیں ہوا تھا مگر اب چونکہ شام ہونے والی تھی اور یہ گھنا جنگل تو دن کی روشنی میں بھی تاریک رہتا تھا۔ سب نے ندی کنارے پار کی اور بچے کچھ ایجنٹیشن کا خیال ضرور رکھا تاکہ وہ استعمال کے قابل رہے۔ سلور سنون لباس کی وجہ سے وہ بھیگنے سے بچ رہے تھے۔ اب آگے بڑھتے تو جنگل بے حد گھٹا ہو گیا تھا۔ عمران نے پٹنل نما تارچ کا بین دبایا تو بے حد تیز روشنی اس سے خارج ہوئی۔ کبھی احتیاط سے کسی محفوظ مقام تک پہنچنے کے لئے جھانپوں کو کاٹتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ داخل سب کو شیر کی دھار سنائی دی۔

چونکہ تاریک جنگل میں رات ہو چکی تھی اس لئے اندھرا بہت گھبرا ہوا
تھا مگر پٹیل نما مارچ ان کی بہت مدد کر رہی تھی۔ لیکن شیر کی گراہٹ
دوبارہ سنائی دی اور اندھیرے میں دوسرے انگارہ آنکھیں سوپر فیاض پر
حملہ آور ہوئیں تو جنگل سوپر فیاض کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے
روشنی کا دائرہ سوپر فیاض کی طرف کیا تو سبھی کانپ اٹھے۔ ایک قوی
پیکل ببر شیر سوپر فیاض کی دونوں ٹانگیں اپنے منہ میں دبائے ہوئے
اسے جھاڑیوں میں گھسیٹ کر لے جا رہا تھا۔

زوں زوں کی تیز آوازیں سن کر ڈرگین اور ڈاکٹر سائمن پریشان ہو
گئے۔ بے شمار گوشت خور کھیلوں کا ہتھا اس طرف بڑھ رہا تھا اور ان
کے شور سے زوں زوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔
”فورا واپس قد آور اور گھنی جھاڑیوں کے اندر گھس کر بیچے لیٹ کر
خود کو چھپا لو ورنہ یہ زہریلی کھیاں ہم پر حملہ آور ہو جائیں گی۔“..... دفعتاً
ڈرگین زور سے چیخا تو سب دوبارہ گھنی جھاڑیوں کی طرف بھاگے۔
زہریلی اور گوشت خور کھیلوں کا مڈی دل لشکر جھمنانا ہوا وہاں سے
گزرنے لگا۔ سب ہی قد آور اور گھنی جھاڑیوں میں دبکے ہوئے تھے۔
ان کو اپنے اوپر زوں زوں کی تیز آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ
ایسے دشمن تھے جن کو مشین گنوں اور دستی ہموں سے نہیں مارا جاسکتا تھا۔
تقریباً دس منٹ تک سب ہی قد آور گھنی جھاڑیوں میں دبکے رہے۔
آخر ڈاکٹر سائمن نے جھاڑیوں سے نکلنے میں پہل کی۔

”ڈاکٹر۔ اگر تمہارے باراتی چلے گئے ہوں تو ہم باہر نکل آئیں۔“
ڈاکٹر سامن کو ٹوٹی کی چٹائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ تمہاری برادری جا چکی ہے۔ باہر آ جاؤ۔“ ڈاکٹر سامن نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو سب ہی جھاڑیوں سے باہر نکل آئے۔ ان کو جھاڑیوں میں لیٹنے سے ایک ڈر یہ بھی تھا کہ کہیں جھاڑیوں میں کوئی سانپ وغیرہ نہ چھپا ہوا ہو اور وہ اپنے تک ان پر حملہ نہ کر دے۔

”آف۔ بڑی ہی خوفناک آوازیں تھیں ان تھیلوں کی۔“ مادام کو شیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”یہ شکر ہے ماسٹر سیون کہ ہم لوگ ابھی جھاڑیوں سے ہی باہر نکلے تھے اور ہمیں ان زہریلی کھیلوں کا لظکر نظر آ گیا اور ہم دوبارہ جلد ہی کھلی اور قدر آور جھاڑیوں میں جا بیٹھے ورنہ کھلی جگہ پر اس خوفناک موت سے ہمیں کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔“ ڈرنگن نے اپنا افریقی تجربہ ظاہر کیا۔

”مگر جنگلوں میں وحشیوں کے قبیلہ تو کھلی جگہ پر ہوتے ہیں۔ پھر وہ ان زہریلی گوشت خور کھیلوں سے اپنا بچاؤ کیسے کرتے ہیں۔“ رالف نے حیرت سے پوچھا۔

”پاورنو۔ بات دراصل یہ ہے کہ جنگل کے وحشی اپنا بچاؤ کرتے خوب جانتے ہیں۔ وہ ہستی کے ارد گرد سرکنڈے اور خشک جھاڑیاں لمبے ڈنڈوں سے باندھ دیتے ہیں اگر اس قسم کا خطرہ ہو تو وہ فوراً ان میں آگ لگا دیتے ہیں اور آگ اور دھوئیں سے یہ زہریلی کھیاں فوراً بھاگ جاتی ہیں۔“ ڈرنگن نے جواب دیا۔ ڈاکٹر سامن کے کہنے پر پھر سبھی گئے

بڑھنے لگے۔ اس وقت سب پھر گئے اور تاریک جنگل میں تھے ان کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے روشنی نے اپنا منہ کھین چھپا لیا ہو۔ درخت اس قدر گھنے ہو چکے تھے کہ روشنی کی ایک کرن بھی کھین دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ویسے بھی درختوں کے اوپر کھرنے پر وہ تان رکھا تھا۔ ان کی رفتار بھی قدرے سست پڑ گئی تھی۔ جنگل میں درندوں کی بھی کبھی کبھار آواز سنائی دیتی پھر خاموشی چھا جاتی۔ ڈھب ڈھب ڈھب ڈھب، اچانک سب کو وحول ہنسنے کی آواز سنائی دی تو سب کے چہروں پر تشویش دوڑ گئی۔ پھر اچانک سامن کی آواز سنائی دی اور ایک لکڑی کا باریک تیر ڈرنگن کے قریب سے گزر گیا۔ ڈاکٹر سامن فوراً رک گیا تو دوسرے بھی رک گئے۔

”ماسٹر سیون۔ ہم کسی وحشی آدم خود قیغے کی نظروں میں آچکے ہیں اور یہ تیر اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ آگے بڑھنے پر ایسے تیر ہمارے سینوں میں بھی پیوست ہو سکتے ہیں۔“ ڈرنگن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”چھو ابھی بات ہے۔ ہمارے مہمانوں نے ہمیں خود ہی دیکھ لیا۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے جنگلوں کی بیٹھی آنکھوں کو دیکھے ہوئے۔“ ٹوٹی چپکتے ہوئے بولا۔

”میرا دور۔ ہم آدم خود جنگلوں کے نرسے میں ہیں اور تمہیں وحشی لوگوں کی پڑی ہے۔“ کھارا نے حیرت سے اپنے بھائی ٹوٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں سسر۔ آخر تم میرا سسر ہو۔ ان جنگیوں کو بھی قانون سکھا دیتا اور میں جنگیوں کی میٹھی آنکھوں کا دیدار کر لوں گا۔“ ٹوٹی نے کہا۔

”بابا رستم۔ اگر افریقہ کے جنگلوں میں قانون پر مندرآمد ہوتا تو اسے تاریک براعظم کون کہتا۔“ ڈاکٹر سامنسن نے جواب دیا۔ ڈھب ڈھب کی آواز اب تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر سامنسن نے ان کو روشنی بند کرنے کا حکم دیا۔ کالارا اور کوشیا نے فوراً تیز روشنی والی ٹارپس بند کر دیں۔ ڈاکٹر سامنسن نے اپنی شرٹ کی جیب سے چھ لوہے کے سنبے ہوئے سگریٹ نکالے اور اپنے مہر کو پکڑا تے ہوا بولا۔

”پاور ون، فور اور فائیو، تم دائیں طرف مختلف درختوں پر چڑھ جاؤ اور پاور نو، قہری اور سکس تم بائیں طرف مختلف درختوں پر چڑھ جاؤ جب سیٹی کی آواز سنو تو ان لوہے کے سگریٹوں سے گول لٹکا کر یا درختوں میں سیٹی بھجائو۔ ہری اپ۔ جلدی کرو۔“ ڈاکٹر سامنسن کے حکم پر کوشیا، کالارا اور ڈریگن دائیں طرف تیزی سے دوڑے اور ساتھ ساتھ الگ الگ درختوں پر تیزی سے چڑھتے چلے گئے اور مائیکل، رالف اور برشل بائیں طرف بھاگ کر الگ الگ درختوں پر چڑھتے چلے گئے گویا ان سب کو جنگل میں درختوں پر چڑھنے کی خاص تربیت دی گئی ہو۔ ڈاکٹر سامنسن نے ٹوٹی کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ والے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ ٹوٹی بھی ڈاکٹر سامنسن والے درخت پر اس کے ساتھ چڑھ گیا۔ اب ڈھول بجنے کی آواز ان کو قریب سے سنائی دینے لگی اور پچاس ساٹھ

کے قریب وحشی جنگلیوں نے صرف چوں اور جھانپوں سے ستر پوشی کی ہوئی تھی ان کے باقی کالے بھنگ جسم پر بند تھے۔ وحشیوں نے ہاتھوں میں لکڑی کے نیزے اور تیر پکڑے ہوئے تھے۔ چند وحشیوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے ڈھول تھے جن کے ڈھب ڈھب ڈھب کی آوازوں سے جنگ کی خاموشی مروج ہو رہی تھی۔ چند وحشیوں نے ہاتھوں میں سیٹی ہوئی گولیاں پکڑی ہوئی تھیں جو کسی مشعل کی طرح جل رہی تھیں۔

”یہ بد بخت تو بھوتوں کی اولاد معلوم ہوتے ہیں۔“ ٹوٹی خوفزدہ لہجے میں ان وحشیوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

”بس بابا رستم۔ ابھی سے تمہاری سیٹی گم ہو گئی ہے۔ تم تو ان وحشیوں کی میٹھی آنکھوں کے دیدار کے لئے میرے ساتھ یہاں آئے تھے۔“ ڈاکٹر سامنسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مگر مجھے تو ان تارکوں جنگیوں میں ایک بھی بلیک بیوٹی میٹھی آنکھ نظر نہیں آ رہی۔“ ٹوٹی نے مٹھوں کی روشنی میں تمام وحشی مردوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس بار ڈاکٹر سامنسن نے ٹوٹی کی بات کا جواب نہ دیا اور اپنی شرٹ کی جیب سے ایک سیٹی کی سیٹی نکالی اور منہ میں لے کر زور سے اسے بھجایا تو اس کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی اور ساتھ ہی ایسی آواز بھی نکلی جیسے بھیڑ بولتے ہیں۔ پیسے ہی ڈاکٹر سامنسن کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی۔ پاور گروپ کے تمام مہرزا اپنے منہ میں لوہے کی سگریٹ لے کر کس لینے لگے جیسے ہی انہوں نے گول لٹکا کر اس لوہے

کے سگریٹ سے سرخ رنگ کی چنگاریاں نکلیں اور ساتھ ہی سفید رنگ کے جھنڈے کی طرح ستارے نکلے جو تھوڑا آگے جا کر غائب ہونے لگے۔ وحشی جو دھول بجانا بند کر کے آنے والی پارٹی کو دیکھ رہے تھے کہ وہ اچانک کہاں غائب ہو گئے۔ سینی اور جیمینگوں کی آواز سن کر چونک گئے پھر سات درختوں سے سرخ چنگاریاں اور سفید رنگ کے جھنڈے نما ستارے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ ایک مرتبہ پھر سینی اور جیمینگوں کی آواز سنائی دی اور سات درختوں سے سرخ چنگاریاں اور سفید جھنڈے نما ستارے گردش کرتے ہوئے تھوڑا آگے بڑھ کر غائب ہونے لگے۔ دراصل ساتویں چنگاری اس طرح تھی کہ ڈاکٹر سامنن سینی بھا کر خود بھی وہی کی سگریٹ کے کیش لے رہا تھا اور ڈاکٹر سامنن کے ایچہ وکر وہ حیرت انگیز لوہے کی سگریٹوں سے سرخ چنگاریاں اور جھنڈے نما ستارے نکل کر غائب ہوتے گئے۔ وحشیوں کے لئے یہ منظر نیا اور حیرت انگیز تھا۔ تاریک جنگل کے اندر جہرے میں ڈاکٹر سامنن نے پھر سینی بھائی پھر وحشیوں کو ایک سینی اور جیمینگو کی آواز سنائی دی تو پھر سات سرخ چنگاریاں اور جھنڈے نما ستارے وحشیوں کو نظر آئے۔ اب ڈاکٹر سامنن نے دیکھا کہ وحشیوں کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی شامل ہو گیا ہے کیونکہ آج تک اس طرح کا ہوشربا منظر انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ ڈاکٹر سامنن نے اس باریشی بجانے کی بجائے اپنی چوٹ کی بیٹ پر اٹھوٹا رکھ کر پریس کیا تو اس کے لباس سے مختلف رنگوں کی روشنیاں پھوٹنے لگیں۔

”چلو بابا رستم۔ نیچے اترؤ۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سامنن نے فونی کو کہا اور اونچے درخت کی شاخ سے چھلانگ لگا دی اور اچانک وحشیوں کے سامنے آ گیا۔ وحشی روشنیوں میں چمکتے ایک گورے نوجوان کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے مگر حیرت سے زیادہ خوف ان کے چہرے پر عیاں تھا۔

”کون ہو تم اور یہاں ہمارے قبیلے میں کیوں آئے ہو۔۔۔۔۔ دفعتاً ایک لمبے اور قوی تھیل وحشی جس نے ماتھے پر کسی جانور کی کھال کی پٹی باغی ہوئی تھی آگے بڑھ کر فوراً سے ڈاکٹر سامنن کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔ ویسے تو ڈاکٹر سامنن اور اس کے پاور گروپ کے ممبرز کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور خود ڈاکٹر سامنن افریقہ کے کئی جنگلی قبیلوں کی زبانیں جانتا تھا مگر اس وحشی کی زبان اس کے لئے نئی اور سمجھ سے بالاتر تھی۔ دفعتاً اپنے باس کو نیچے وحشیوں کے پاس کھڑا دیکھ کر یہ سب بھی نیچے اتر آئے اور ڈرنگن فوراً آگے بڑھا اور وحشی سردار کے نزدیک پہنچ گیا۔ اب وحشیوں نے پانچ سفید چوڑی والے مردوں اور دو سفید چوڑی والی حسین ترین لڑکیوں کے ساتھ ایک ٹیکرو کو دیکھا تو خوش ہو گئے۔ وحشی سردار کی آنکھوں میں ہیر سڑکارا اور مادام کو شیلہ رقص کرنے لگیں۔ ڈاکٹر سامنن اور ڈرنگن نے واضح طور پر اس کی آنکھوں میں شیلانیت دیکھ لی تھی۔

”یولو۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم لوگ ہم سے۔۔۔۔۔ ڈرنگن نے وحشی دار سے آنکھیں ملاتے ہوئے سخت لمبے میں کہا۔ جیسے وہ اس وحشی کی

زبان اچھی طرح جانتا ہو۔

”تم لوگ کون ہو اور ہمارے علاقے میں کیوں آئے ہو۔ ہم تمہیں گرفتار کر کے بڑے سردار کے پاس لے جائیں گے۔“ وحشی سردار نے کہا۔

”تمہارا سردار کہاں ہے۔“ ڈریگن نے ڈاکٹر سائمن کے ایما پر پوچھا۔

”وہ یہاں سے چار میل دور اپنی بستی میں ہے۔“ وحشی سردار نے جواب دیا۔

”دیوتا کی اولاد تمہاری بستی میں آتا چاہتی ہے اور ہم سب اسی دیوتا کی اولاد کے پیاری ہیں۔ اپنے سردار کو ہمارے آقا یعنی دیوتا کی اولاد کا حکم پہنچا دو کہ وہ ان کے استقبال کی تیاریاں کرے۔ ہم سب دیوتا کے پیاری اور دیوتا کی اولاد تمہاری بستی دیکھنا چاہتے ہیں۔“ ڈریگن نے تیز اور سخت لہجے میں نوجوان وحشی سردار کو حکم دیا۔ ڈریگن نے ڈاکٹر سائمن کو دیوتا کی اولاد اور باقی افراد کو دیوتا کے پیاری ظاہر کیا تھا۔

”اگر بڑے سردار نے تمہیں گرفتار کرنے کے لئے نہ کہا ہوتا تو اس وقت میرا نیز و تمہارے سینے میں ہوتا۔ تم سب دیکھ رہے ہو کہ اس وقت ہمارے نیزوں اور تیروں کی زد میں ہو اس لئے خاموشی سے اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو کیونکہ تم لوگ ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے۔“ نوجوان وحشی گرجا۔

”نوجوان۔ تم بہادر ہو مگر دیوتا کی اولاد پر تمہارے ہتھیار اثر نہیں کر

سکتے بلکہ تم کیا دنیا کا کوئی ہتھیار دیوتا کی اولاد پر اثر نہیں کر سکتا البتہ دیوتا کی اولاد چاہے تو تم سب کو ایک ہی ہتھیار سے مار سکتا ہے۔“ ڈریگن نے فلک شکاف قہقہہ لگاتے ہوئے نوجوان وحشی سردار سے کہا۔ نوجوان وحشی سردار سمیت سب ہی جنگی پہلے ہی ڈاکٹر سائمن کے رگوں سے چپکے لباس اور اس کی شعبہ بازیوں سے مرعوب ہو چکے تھے۔ اب ڈاکٹر سائمن نے ٹیٹ میں لگا ہوا ایک بنی دیا تو بنی دبے ہی لباس کی تاریں اس طرح چپکے لگیں جیسے تیز دھوپ میں آئینہ چمکتا ہے اور اس پر لگا ہوا مشکل ہو رہا تھا۔ نوجوان وحشی سردار غور سے اسے دیکھنے لگا اور پھر کہنے لگا۔

”اس جنگل کے سب قبیلوں کے دیوتا تو نزکات اور دیوی آئس ہے جو کبھی کبھار قبیلے والوں کو دیدار کراتی ہے اور تمہارے رنگ کا روحانی پیشوا بھی ہے جس کی شکل رعب دار ہے اور اس کی پر رعب جلی ہوئی شکل سے تمام قبیلے والے ڈرتے اور اس کا احترام کرتے ہیں۔“ جب نوجوان وحشی سردار نے روحانی پیشوا کا چہرہ بیان کیا تو سب ہی چونک گئے کیونکہ وہ حلیہ کینیا کے جفر ڈسلا کا کو ظاہر کر رہا تھا۔ ڈریگن کے بتانے کے بعد ڈاکٹر سائمن کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ دیوتا نزکات اور دیوی آئس لازماً ماسٹر باغ اور دینا موئلز سے ہی ہوں گے۔

”دیوتا نزکات تو جنگل کے وسط میں ہی کہیں رہتے ہیں اور ان کا حکم پورے جزیرے کے قبیلوں میں چلتا ہے مگر تمہارا یہ شہزادہ کہاں سے آیا ہے۔“ نوجوان وحشی سردار نے اب قدرے مرعوب ہوتے ہوئے

پوچھا۔

”دور دیکھ سکتے ہیں؟ میرا شہزادہ۔ اس جزیرے کے دیوتا سے مقابلہ کرتے۔“ ڈریگن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا تمہارا شہزادہ اکیلا ہی ان سب سے مقابلہ کرے گا۔“ وحشی سردار نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ اکیلا ہی ان سب سے مقابلہ کرے گا۔ دنیا کی تمام مادیاتی قوتیں اس کی مطیع ہیں۔ رات کو حرام مادیاتی رومیں ان کو سلام کرنے آتی ہیں۔“ ڈریگن نے لہجہ پر اسرار کرتے ہوئے جواب دیا۔ ڈریگن کو مزید کہنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور نوجوان وحشی سردار نے نیزہ جھکایا اور رگوع کے بل جھک گیا۔ اس کو دیکھتے ہوئے دیگر وحشیوں نے بھی اپنے سر جھکا دیے۔ ڈاکٹر سامنن اپنی سائنسی چیزوں کے حربوں سے آخر کار ان توہمات پرست جنگی وحشیوں کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر سامنن کے ایما پر ڈریگن نے وحشی سردار سے کہا کہ دیوتا کی اولاد کہتا ہے کہ اب تم لوگ جلد ہمیں اپنی بستی لے چلو تاکہ قہار بڑے سردار سے ملنے کے بعد ظالم دیوتا اور اس کے پیہاریوں سے مقابلہ کر سکے۔ ڈریگن نے بلند آواز سے حکم دیا تو سب وحشی سیدھے ہو کر اپنے اپنے نیزے سنبھالے بستی کی جانب قدم اٹھانے لگے۔ سورج غروب ہونے کے بعد یہ سب وحشی ہنستے اچھٹے کودتے اور خوشیوں سے نعرے لگاتے بستی کے قریب پہنچے تو بستی کا بوڑھا سردار پہلے ہی استقبال کے لئے موجود تھا۔ غالباً چند وحشیوں نے

پہلے یہاں آکر بڑے سردار کو کہہ دیا تھا کہ سمندر پار سے دیوتا کی اولاد اپنے پیہاریوں سمیت ہمارے قبیلے میں آیا ہے اور یہ انوکھا شہزادہ سات رگمیں سے چمک دیتا ہے اور روشنی اس کے وجود کی غلام ہے۔ بڑے سردار کے ساتھ قبیلے کی نوجوان لڑکیاں بھی شامل تھیں اور سب ہی دیوتا کے بیٹے کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی ڈاکٹر سامنن قبیلے میں پہنچا اس نے پیٹ کی ٹیبلٹ کا مین پریس کیا تو اس کی ایجاد کردہ جیکٹ میں گویا برقی رو دوڑ گئی اور اس میں سات رنگ بھلھلانے لگے اور وہ شیشاں چمکنے لگیں۔ بڑے سردار نے حیرت اور نور سے دیوتا کے بیٹے کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے فوراً آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ چوم لیا اور جنگلی پھولوں کا ایک بڑا سا پار اس کے گلے میں ڈال دیا تو جنگلی نوجوان لڑکیاں دیوتا کی آمد پر قفس کرنے لگیں اور ہر طرف خوشیاں بکھر گئیں۔

”آج ہمارے قبیلے میں ایک ہی رات میں دو دیوتا سمندر پار سے آئے ہیں اس لئے آج بستی میں جشن کا سماں ہو گا۔“ بوڑھے سردار نے عقیدت سے مسکراتے ہوئے بتایا۔

”دو دیوتا۔ مگر یہ دوسرا دیوتا کون ہے جو ہمارے شہزادے کی طرح سمندر پار سے آیا ہے۔“ ڈریگن نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی کہ سمندر پار سے یہ دوسری کون سی پارٹی آئی ہے جو ہماری طرح ان توہم پرست وحشیوں کو بے وقوف بنا کر دیوتا بن بیٹھی ہے۔ ڈریگن نے ڈاکٹر سامنن کو بھی بتا دیا کہ ایک اور پارٹی بھی ان وحشیوں کو الو بنا کر ہم سے پہلے ہی دیوتا بن کر یہاں راج کر رہی

ہے۔

”ہمارا شہزادہ نے دیوتا اور اس کے پجاریوں سے ملنے کا خواہش مند ہے تاکہ دونوں دیوتا مل کر اس ہستی کو خوشحال بنا دیں۔“ ڈرگین نے ڈاکٹر سائمن کے ایما پر بوڑھے سردار سے کیا۔

”جو دیوتا کے بیٹے اور اس کے پجاریوں کا حکم۔“ بوڑھے سردار نے ڈاکٹر سائمن کے رنگوں سے چمکتے روشن جسم کو دیکھ کر مرعوب ہوتے ہوئے سرخم کرتے ہوئے ادب سے کہا۔ اب ہستی کے بوڑھے سردار اور چند دہشیوں کے ساتھ ڈاکٹر سائمن کی پارٹی نے دیوتا اور اس کے ساتھیوں سے ملنے کے لئے آگے بڑھنے لگی۔ چند لمحوں کے بعد وہ ہستی کے ایک بڑے جھوپڑے کے نزدیک پہنچ گئے جہاں سے دیوتا جلوہ افروز تھے مگر اس نے دیوتا اور اس کے پجاریوں کو دیکھ کر دونوں دیوتا اور اس کے پجاری حیرت اور خوشی سے اچھل پڑے۔ ہستی میں پہلے سے موجود دیوتا اور اس کے پجاریوں کی کل تعداد گیارہ تھی جن میں آٹھ مرد اور تین لڑکیاں تھیں۔

جزیرے کے ایک ساحل کے نزدیک ایک سرخ رنگ کا نیمہ نصب تھا جو درختوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس خیمے کے ارد گرد وحشی چل پھر رہے تھے مگر کسی وحشی کو خیمے کے اندر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ اس خیمے کے اندر جزیرے کے جنگل کے تمام وحشی قبیلوں کا روحانی پیشوا رہتا تھا۔ اس روحانی پیشوا کی دہشت پرے قبیلوں میں تھی جس قبیلے میں یہ روحانی پیشوا جاتا تھا دہشیوں میں دہشت برپا ہو جاتی تھی۔ سب قبیلوں کی عورتیں خاص کر کنواری لڑکیاں روحانی پیشوا کی آمد کا سن کر ہی خوف سے چھپ جاتی تھیں۔ اس وقت روحانی پیشوا خیمے میں موجود تھا اور ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھا تھا اور پاس ہی میز پر شراب کی بوتلیں موجود تھیں جن سے روحانی پیشوا شغل کر رہا تھا اور ایک بڑی سی سکریں پر ایک منظر آویزاں تھا جس میں جزیرے کے ساحل کے اس حصے پر شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ نظر آرہے تھے۔ یہ آٹھ سیکرٹ ایجنٹ تھے

جن میں سات مرد اور ایک نوجوان اور خوبصورت شوگرانی لڑکی تھی۔ اس نئی پارٹی کو دیکھ کر روحانی پیشوا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی خاص کر نوجوان لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کو دیکھ کر اس سیاہ رنگت اور آگ میں جھلسے ہوئے بد نما شکل والے وحشیوں کے روحانی پیشوا کی آنکھوں میں شیطانیت قس کرنے لگی۔

”ہوں۔ تو مارگن کے فیت پر دیئے گئے اصل راستے سے ہٹ کر نئی جگہ سے یہ شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ یورنیم اور دھنوں کی تاروں میں آئے ہیں مگر بد قسمت نہیں جانتے کہ یہ سب ہی وحشیوں کی خوراک نہیں گئے۔ ان کا گوشت آدم خور وحشی چٹ کر جائیں گے مگر پہلے یہ حسین شوگرانی لیڈی سیکرٹ ایجنٹ میری خوراک بنے گی۔“ روحانی پیشوا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی بھیا نکھ شکل پر مکروہ اور شیطانی مسکراہٹ تھی۔ دفعتاً روحانی پیشوا صوفے سے اٹھ کر خیمے کا پردہ بنا کر باہر نکل آیا۔ باہر وحشی چل پھر رہے تھے۔

”میری بات فور سے سنا۔“ روحانی پیشوا سخت لہجے میں چلایا تو وحشی اسے دیکھ کر مستعد ہو کر اس کے گرد اکٹھے ہو گئے اور اپنے روحانی پیشوا کے آگے ادب سے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔

”ابھی یہاں سمندر پار سے وحشیوں کی پارٹی آ رہی ہے۔ میں سرخ رنگ کا جادو کروں گا تو ان سب کے آگ اکٹھے والے ہتھیار بے کار ہو جائیں گے۔ میرا جادو ان کو ناکارہ کر دے گا۔ اس پارٹی میں سات مرد اور ایک نوجوان لڑکی ہے۔ میرے جادو کے بعد تم سب مردوں کو مار

دینا اور مرے سے ان کا گوشت ہستی میں بائنا الہی لڑکی کو زندہ چڑ کر میرے حوالے کرنا ہے۔“ روحانی پیشوا نے سختی سے ان وحشیوں کو حکم دیا۔

”جو ہم پیشوائے اعظم۔ آپ کے حکم کی پاسداری ہوگی۔“ ایک قوی میلنگ وحشی نے ادب سے کہا تو روحانی پیشوا پھر خیمے کے اندر چلا گیا اور سکریں کے ساتھ ملحق بنوں میں سے ایک کو پر لیں کیا تو سکریں پر ماسٹر بانگ کی تصویر ظاہر ہو گئی۔

”یولو جیفرڈ۔ کیا بات ہے۔“ ماسٹر بانگ نے پوچھا۔

”ماسٹر۔ میں نے ساحل کے اس حصے میں ریڈیو ڈیڑھ گھنٹہ کے ہر کاروں سے درختوں پر ریڈیو پاور کے کیمرے نصب کروا دیئے تھے۔ اب اس ایریجے سے ایک شوگرانی سیکرٹ ایجنٹوں کا ایک گروپ آ رہا ہے۔ آپ ریڈیو پاور کو استعمال کریں گے تو ان سیکرٹ ایجنٹوں کا تمام ایمنیشن ناکارہ ہو جائے گا پھر قبیلے کے وحشی ان کی تھک ہوئی کر دیں گے۔“ روحانی پیشوا نے ادب سے کہا۔ جیسے ماسٹر بانگ اس کے سامنے ہی موجود ہو۔ یہ وحشیوں کا روحانی پیشوا جیفرڈ سلا کا تھا جو دنیا میں جنگی بھیڑیا کے نام سے جانا جاتا تھا۔

”اوکے۔ میں بھی سکریں پر اب اس شوگرانی پارٹی کو دیکھ رہا ہوں جیسے ہی شوگرانی پارٹی ریڈیو پاور کی ریڈ میں آئے گی میں اس کا استعمال کر دوں گا۔“ ماسٹر بانگ کی آواز سنائی دی اور اب سکریں پر پھر شوگرانی پارٹی کا منظر تھا جو بے پناہ ایمنیشن کے ساتھ جنگل کے اسی

حصے پر بڑھتے چلے آ رہے تھے جہاں ماسٹر باغ کی انقلابی اور خوش کن ترین ایجاد ریڈ پاد کے آلات نصب تھے۔ ان بے چاروں کو معلوم نہیں تھا کہ اتنے زیادہ ایمنوشن ہونے کے باوجود ان کی زندگی کے دن گئے جا چکے ہیں اور وہ چند لمحوں بعد اس جزیرے کے جنگلی وحشیوں کی خوراک بننے جا رہے ہیں۔ سب ہی جدید اسلحہ سے لیس ہو کر مستعدی سے تاریک جنگل میں ٹھس ٹھس گئے۔ اچانک ان سب پر نیزوں کا وار ہوا۔ گتے درختوں پر چھپے ہوئے وحشیوں نے مردوں پر وار کیا تھا مگر ناہان انہوں نے ہٹ پر فوجیں کھینکیں مہین رکھی تھیں اس لئے بچ گئے۔ ان سب وحشیوں پر فوراً ہی بے دریغ ہر طرف مشین گنوں کے برسات مارنے لگے تو کئی وحشی چیختے ہوئے نیچے آ گئے۔

”بے وقوف جنگیو۔ اتنی بھی کیا جلدی تھی ان پر وار کرنے کی۔“ جیفر ڈسلا کا سکرین پر وحشیوں کو درختوں سے نیچے گر کر تڑپا دیکھ کر ہنسنے سے چلایا۔ ادھر شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ بے دریغ فائرنگ فائر کر رہے تھے۔ اچانک ایک سرخ رنگ کی روشنی کا دائرہ ان کے گرد گھوما تو سب کی مشین گنوں سے فائر کی آواز لگی گویا تمام ایمنوشن جام اور ناکارہ ہو گیا تھا۔ شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ حیرت اور خوف سے اپنے اسلحے کو چلانے کی ناکام کوشش کرنے لگے اور اس سرخ لہر کے بعد ایک نامور بوہر جگہ پھیل گئی تھی۔ سکرین پر یہ منظر دیکھ کر جیفر ڈسلا کانے زور سے قہقہہ بلند کیا۔ ایک دفعہ پھر وحشیوں کی طرف سے حملہ ہوا اور تیروں کی بارش کا رخ ان کے چہرے سے اور تمام حفاظتی انتظام اور ایمنوشن کے

باوجود سب بری طرح پھنس چکے تھے کہ کوک بیسے ہی تیروں کی بوچھاڑ ہوئی سب ہی نیچے لپٹ چکے تھے مگر اچانک ہر طرف سے بے شمار وحشی ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ ان سب نے پھر دقتی ہموں اور مشین گنوں کو چلانے کی کوشش کی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ تمام وحشیوں نے نیزے ان کے جسموں کے مختلف حصوں پر مارے اور ان پر قسموں کا عہدہ کر دیا مگر شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ لڑکی ابھی زندہ تھی اور اس طرح اچانک سرخ رنگ کی لہر کے بعد اپنے ایمنوشن کے ناکارہ ہونے اور اپنے ساتھیوں کو خوفناک شکلوں والے سیاہ وحشیوں کے ہاتھوں ازیت تاک موت سے دوچار ہونے کے بعد سیکرٹ ایجنٹ ہونے کے باوجود اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا تھا۔ وحشیوں نے شور مچاتے ہوئے سب مردہ مردہ ایجنٹوں کو کندھوں پر لاوا اور نعرے لگاتے ہوئے ہستی کی طرف بلا رہے تھے تاکہ ان کا گوشت ہستی میں پانا جا سکے۔ البتہ چند وحشی اس لڑکی کو روحانی پیشوا کے سرخ خیمے کی طرف لے گئے۔ یہ شوگرانی سیکرٹ ایجنٹ واقعی دل گرہ والی تھی کہ اپنے ساتھیوں کی عبرتاک موت کے بعد بھی ابھی تک خوف سے بے ہوش نہیں ہوئی تھی مگر اس کی حالت بہت بری تھی۔ جیفر ڈسلا کا سکرٹ ہونے خیمے سے باہر نکلا اور وحشیوں میں گھری اس لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر خیمے کے اندر کھینچ لایا مگر سیکرٹ ایجنٹ ہونے کے باوجود شوگرانی لڑکی جیفر ڈسلا کی مجلسی ہوئی بھیا تک شکل دیکھ کر خوف سے لرز اٹھی اور اس کی چیخ فکڑ گئی۔

”ہاں تو تم لوگوں نے ہمیں اور ہمارے پاس کو ایسا ویسا بھرم بھجوا

رکھا ہے جو ہمارے علاقے میں ہم سے نکرانے آ گئے۔۔۔۔۔ جعفر ڈسلا کا
نے اس شکرانی لڑکی کے دونوں ہاتھ باندھنے ہوئے کہا۔
”تم۔ تم۔ تم۔ کہیں جعفر ڈسلا کا تو نہیں ہو جو جھنجھی بھیڑیے کے نام
سے جانا جاتا ہے۔۔۔۔۔ شکرانی لڑکی نے اس کی بھیا تک شکل دیکھ کر
خوف سے بکاتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں لڑکی۔ تم نے درست پچانا ہے اور تم میری عادت سے واقف
بھی ہو کہ میرے استہول میں جو لڑکی آ جائے وہ دوسرے مردوں کے
لئے حرام ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔ جعفر ڈسلا کا نے اس لڑکی کے دونوں ہاتھ
باندھنے کے بعد اسے نیچے قربانی کے کمرے کے طرح بیٹھنے ہوئے
جواب دیا۔ نیچے گر کر شکرانی لڑکی کی چیخ نکل گئی۔

”پلیز۔ مجھے معاف کر دو۔ تمہارا بھائی ڈرلنگن میرا بہت اچھا
دوست رہا ہے۔۔۔۔۔ شکرانی لڑکی جعفر ڈسلا کا کی بات سن کر لرز گئی اور
خوف سے چلائی۔

”اپنے مطلب کی خاطر میں اپنے بھائی کا فون بھی کر سکتا
ہوں۔۔۔۔۔ جعفر ڈسلا کا نے دروغی سے منکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ
دروندہ بن گیا اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد شکرانی لڑکی کے
گلے پر چاقو پھیر کر اسے قتل کر دیا۔ جعفر ڈسلا کا سکریں کی طرف دیکھ رہا
تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ ایک اور پارٹی جس میں صرف تین افراد
تھے۔ پہلی کا پٹر سے ہلپ کا کار بھرا ثوث کے ذریعے جزیروں کے
ساحل پر اترتے اسے سکریں پر نظر آئے۔ ان میں ایک لڑکی اور دو مرد

تھے اور ان تینوں نے سلور کمر کے عجیب سے لباس پہن رکھے تھے مگر یہ
تینوں اس جگہ سے کافی دور اترے تھے ان کی شکلیں دیکھ کر جعفر ڈسلا کا
حیرت سے اچھل پڑا کیونکہ یہ عمران کے ساتھی جوزف اور روشی تھے اور
ان کے ساتھ ایک نیکرو تھا۔ یہ تینوں جزیروں کی ایک سنسان جگہ پر اتر
رہے تھے۔

”تم لوگوں نے اور تمہارے آق باس نے کئی دفعہ مجھے ڈک پہنچائی
ہے کاش تم میرے ایریے پر اترتے تو میں تمہارا برا حشر کرتا۔“
جعفر ڈسلا کا نے مضامیں بھینچتے ہوئے بے بسی سے کہا۔

سورہا تھا۔

”واہ واہ میرے لڑکے۔ تم نے بہت اچھا پہرہ دیا ہے۔ اگر میری آنکھ اچانک نہ کھلتی اور میری نظر اس چیتے پر نہ پڑتی تو قاسم ہم سے جدا ہو چکا ہوتا۔“ کرنل فریدی نے گھورتے ہوئے ان تینوں سے کہا۔

”کیا کریں انسان جو ہوئے اور غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے۔“

کنیٹن حمید نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

”بزرگوار۔ یاد رہے کہ قاسم کو تم لانے تھے اور اس کی ذمہ داری بھی تم پر تھی۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”جناب والا۔ آپ ہی اس ٹیم کے انچارج ہیں اور قاسم کے والد سینئر عاصم آپ سے ہی جواب طلب کرتے۔“ کنیٹن حمید نے جواب دیا۔

”یکو اس بند کرو۔ ایک تو ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کر سکے اور پھر بے ٹکی ہاتھتے ہو۔“ کرنل فریدی نے اسے ڈانٹا۔

”خیر۔ کوئی بات نہیں ہے یہ سونا حرام خور بہت سوچکا ہے۔ اب اس کی سزا یہی ہے کہ ہم سب سوئیں گے اور قاسم اکیلا پہرہ دے گا۔“ کنیٹن حمید نے بدستور لاپرواہی سے جواب دیا۔ گویا اسے کرنل فریدی کے غصے کی پروا ہی نہیں تھی۔ اتنی دیر میں دیگر ممبرز بھی خاموش سے باہر آچکے تھے اور مردہ چیتے اور گہری نیند میں سوئے ہوئے قاسم کو دیکھنے لگے۔ کرنل فریدی نے غصے سے کنیٹن حمید کو آنکھیں دکھائیں پھر انور کی طرف جواب طلب نظروں سے دیکھنے لگا۔

اس سے پہلے کہ زرد رنگ کا چیتا سوئے ہوئے قاسم پر حملہ آور ہوتا اچانک مشین گن چلنے کی آواز آئی اور فائرنگ کے شور سے سب ہی جاگ اٹھے مگر قاسم ابھی تک گہری نیند میں ہی لیٹا ہوا تھا۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ موت اس کے سر پر تل چکی ہے۔ چیتا زخمی ہو کر دھاڑنے لگا۔ اب حمید اور انور نے چیتے کو زخمی دیکھا تو دونوں نے فوراً ہتھ لگائے اور دونوں اڑتے ہوئے زخمی چیتے سے ٹکرائے کیونکہ زخمی چیتا تکلیف اور غصے سے اپنا پیچہ گہری نیند میں سوئے ہوئے قاسم کو مار سکتا تھا اور اس کا تکلیف کی حالت میں مارا ہوا پیچہ قاسم کو ختم نہیں تو کم از کم شدید زخمی ضرور کر سکتا تھا۔ اس نے حمید اور انور کی فلائنگ ٹیمس سے زخمی چیتا لڑھک کر دور جا کر مارا۔ وہ پھر دھاڑتے ہوئے اٹھا مگر رشیدہ کے پیہر پرے فائر نے اسے خاک چھینے پر مجبور کر دیا اور چند لمحوں میں ترپنے کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ مگر قاسم بدستور مزے سے گہری نیند

”سودی نہ۔ آپ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں خاص کر چہرہ داری کے معاملے میں۔ مگر سر میں شرمندہ ہوں۔“ انور نے سر جھکاتے ہوئے ندامت سے کہا۔

”حمید میاں اور انور میاں۔ تم لوگ کئی مہرکوں میں میرے اور کرنل فریدی کے ساتھ خطرناک جنگات کی ہم سر چکے ہو اور تم لوگوں کو مصہوم بھی ہے کہ جنگ کی سر زمین پر ایک لمبے کی غلطی جان لیوا ثابت ہوتی ہے پھر بھی تم لوگ اپنی ڈیوٹی میں غفلت کر بیٹھے۔ اگر ہوشیار نیند سونے والا کرنل فریدی ایک لمحہ بھی دیر کرتا تو ہم قاسم سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔“ طارق نے حیرت سے ان کو دیکھتے ہوئے سمجھایا۔ گویا اسے ان کی کوتاہی پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

”جناب والا۔ رشیدہ تو چلو ٹھیک ہے مگر آپ انور اور قاسم کی بجائے میرے ساتھ رکھا اور روزا کو پہرے پر رکھتے تو پھر دیکھتے کیا زبردست پہرہ ہوتا۔“ کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کو دیکھتے ہوئے دل کی بات کی۔

”برخوردار۔ یہ ہر وقت کا مذاق اور لڑکیوں کا چکر اچھا نہیں ہوتا۔“ کرنل فریدی نے اسے پھر ڈانٹ پائی۔

”جناب والا۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ ہمیشہ پہرے کے قابل نہیں ہے پھر آپ نے کیوں اس کو ہمارے ساتھ تقاضی کیا۔“ کیپٹن حمید بھی تکرار پر اتر آیا تھا۔

”چلو بس۔ بکواس نہ کرو اور جا کر سو جاؤ مگر کہ تم لوگ کوتاہی برت

چکے ہو مگر تمہاری پہرے داری کا وقت بھی ختم ہونے والا ہے۔ اب میں، روزا اور طارق صاحب پہرہ دیں گے البتہ قاسم کو یہ بھی سونے دو کیونکہ وہ بہت گہری نیند میں ہے۔“ کرنل فریدی نے نور سے قاسم کو دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔

”زندہ باز۔“ کیپٹن حمید غرہ لگاتے ہوئے خیمے میں گھس گیا۔ البتہ انور اور رشیدہ شرمندہ سا ہو کر سر جھکا کر اپنے اپنے خیمے میں گھس گئے۔ کرنل فریدی نے مردہ پیتے کو دیکھ کر بڑا اور ٹھپٹا ہوا خیموں سے دور لے جا کر جنگل میں ٹھیک دیا اور طارق اور روزا کے ساتھ مستعدی سے چہرہ دینے لگا۔ باقی افراد بھی سونے چلے گئے۔ رات کے آخری پہرے میں کرنل فریدی نے ہریش، جگدیش، انسپٹر آصف اور دیکھا کو اٹھایا اور ان کے ذمہ پہرہ لگا کر سونے چا گیا۔ طارق اور روزا بھی اپنے اپنے خیمے میں گھس گئے۔ کرنل فریدی کو جگدیش، انسپٹر دیکھا اور خاص کر ہریش کی پہرے داری پر مکمل بھروسہ تھا۔ قاسم بدستور گونج دار خزانے نشر کرتے ہوئے خیموں کے باہر ہی گہری نیند سویا ہوا تھا۔ یہ چاروں کافی دیر تک سونے کی وجہ سے اپنی نیند اور تھکاوٹ پوری کر چکے تھے اس لئے مستعدی سے پہرہ دینے لگے کیونکہ کیپٹن حمید، انور کی ڈیوٹی میں کوتاہی ہو چکی تھی اس لئے وہ پوری طرح الارٹ رہے۔ خیر صبح تک پھر مزید کسی درندے کا حملہ نہ ہوا۔ صبح کو اٹھ کر یوتوں میں موجود پانی سے اپنے ہاتھ منہ دھو کر وہ فریش ہوئے اور ناشتہ کرنے کے بعد سامان بیک کر کے پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ چڑھائی کے دوران حمید

قاسم کو رات والا واقعہ سناتے لگے کہ کرنل صاحب کی وجہ سے وہ درندے کا شکار ہونے سے بچ گیا ہے مگر قاسم نے پروا ہی نہیں کی۔

”ارے غمید بھائی۔ کرنل صاحب کے ہوتے ہوئے ہمیں اس جنگل میں کچھ وچھ نہیں ہوگا۔“ قاسم نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”ارے تیرا تو کچھ نہ ہوا۔ کرنل صاحب نے ہماری درگت تو بنا دی۔“ انور نے غصے سے قاسم کو دیکھ کر کہا۔ چونکہ یہ پہاڑی بھی

درختوں سے پر تھی اس لئے یہاں بھی درندوں کا خطرہ تھا اس لئے سب اکٹھے ہی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ چڑھائی چڑھتے ہوئے قاسم کا

سانس پھول چکا تھا مگر پیچھے رہ جانے کے بارے میں وہ سب کا ساتھ دے رہا تھا۔ آخر وہ کھٹے کی محنت کے بعد سب ہی پہاڑی کے اوپر

چڑھ گئے۔

”ارے غمید بھائی۔ تم تو مجھے افریقہ کی گھڑی نفل غلوں کا کھانا لے کر تھے مگر تم نے تو مجھ کو چھلوا چھلوا کر مار دیا ہے۔“ قاسم نے

ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کا سیدھ دھکی کی طرح چل رہا تھا۔

”بچو۔ اس پہاڑی سے اترنے کے بعد ہنگامی وحشی ہی ہمارا استقبال کریں گے پھر جی بھر کر گھڑی نفل غلوں کا دیکھ لینا۔ اگر یہ جہاں موٹا

گوشت آدم خور وحشیوں کی خوراک نہ بن سکا تو پھر۔“ کپٹن حمید نے

طریقہ لیجے میں جواب دیا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد پھر بھی احتیاط سے پہاڑی سے نیچے اترنے لگے چونکہ پہاڑی گھنے درختوں سے پر تھی اس لئے طارق نے سب کو خبردار کیا کہ ایک ساتھ چلیں ورنہ درختوں

میں چھپا ہوا کوئی درندہ حملہ کر سکتا ہے۔ کرنل فریدی نے رات کو پہرے کے وقت جوتھن گرہن بناتے تھے ان سب کو کہا کہ اب اترائی کے

وقت تھوڑے گروپ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر نیچے اتریں کیونکہ پہاڑی پر گڑھے اور کھائیاں تھیں اگر کوئی گمراہ تو اس کی لاش بھی نہیں ملے گی۔

کرنل فریدی کے ایما پر برٹش نے انسپکٹر دیکھا اور بگڈیش کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور بگڈیش نے انسپکٹر آصف کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ ادھر انور نے

رشید اور قاسم کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور قاسم نے کپٹن حمید کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور کرنل فریدی نے روزا اور طارق کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا تا کہ کبھی ایک

دوسرے کو سہارا دے سکیں۔ چونکہ کرنل فریدی نے طارق کے ساتھ روزا کا بھی ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس لئے کپٹن حمید کے سینے پر سانپ لوٹ رہے

تھے۔

”آہ۔ کیا زمانہ آگیا ہے ایک پتھر نے دوسرے پتھر کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔“ کپٹن حمید نے بے کئے کئے لہجے میں کہا۔ اس کا اشارہ تنگ مزاج

کرنل فریدی اور تنجید و مزاج روزا کی طرف ہی تھا۔

”میر خوردار۔ ہم کا فرستان کے کسی بونل میں پھنس چکے ہیں۔“ بلکہ خطرناک جنگلوں میں سفر کر رہے ہیں اس لئے اپنی تمام تر توجہ کام

پر دو۔“ کرنل فریدی نے کپٹن حمید کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔ چونکہ اترائی میں پھسل تھی اس لئے کبھی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے

درختوں کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اتر رہے تھے۔ اتفاق سے پہاڑی سے اترتے ہوئے ان سب کو درندوں کی آوازیں تو سنائی دے رہی تھیں مگر

کسی درخت کے کا سامنا نہیں ہوا تھا۔

”سب ہوشیار ہو جائیں کیونکہ ہمارا اصل مشن اب شروع ہو چکا کیونکہ ہم سب ڈسٹر زون میں داخل ہو چکے ہیں۔ یہاں ہمارا مقابلہ درختوں کے علاوہ آدم خور وحشیوں اور غاص کر ماسٹر باغ کے ریلے ڈسٹر کے ہر کاروں سے ہو گا۔ ذرا سی کوتاہی ہماری جان لے سکتی ہے۔“ طارق نے سب کو تنبیہ کی۔

”مگر طارق صاحب۔۔۔ ہمارے پاس تو بے پناہ ایمنیشن ہے۔ ہم کبھی مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں۔ ویسے آپ تو خود بہت بڑے شکاری اور سیاح ہیں خطرہ کس چیز سے ہو گا۔۔۔ جگدیش نے پوچھا۔“
 ”دیکھو جگدیش۔۔۔ جنگل کی زندگی مہذب دنیا سے الگ ہی ہوتی ہے یہاں ہمارا واسطہ خوفی دلدلوں، گوشت خور درختوں اور خون چوسنے والی زہریلی مکیوں سے بھی ہو سکتا ہے۔“ طارق نے پھر جواب دیا۔ اب ابھی دوبارہ مشین گنیں سنبھالے کھٹے جنگل میں گھس گئے۔ پہاڑی کے برعکس یہاں کا جنگل بے حد گھٹا تھا جس کی وجہ سے وہاں تاریکی پھیلی ہوئی تھی اس لئے ان کا سفر بہت ہی سست تھا۔ اچانک سب کو انسپکٹر آصف کی ہینک چنچ سنائی دی۔ اسے دیکھ کر سب خوفزدہ ہو گئے چونکہ انسپکٹر آصف کرل فریدی پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے آگے ہومیا تھا۔ اس سے پہلے کہ طارق اسے روکنا، انسپکٹر آصف ایک دلدل میں دھنسا ہوا نظر آیا۔ وہ جتنا باہر نکلنے کی کوشش کرتا اتنا ہی دلدل اسے اندر دھکیل رہی تھی۔ چونکہ انسپکٹر آصف زندگی میں کبھی اسے خوفناک نہ دے

سے دوچار نہیں ہوا تھا اس لئے موت کو اتنے قریب دیکھ کر اس کی حالت غیر ہونے لگی۔

”انسپکٹر آصف۔۔۔ باہر نکلنے کی کوشش مت کرو اور خود کو آزاد چھوڑ دو۔“ طارق نے تیز سچے میں کہا اور سب کو رکنے کا اشارہ کیا کیونکہ آگے دلدلی علاقہ تھا۔ طارق اور کرل فریدی نے فوراً سامان سے ایک لمبی اور مضبوط رسی نکال لی۔ کرل فریدی نے رسی کا سرا پکڑ کر اسے سمٹھاتے ہوئے آصف پر پھینکا۔ انسپکٹر آصف سینے تک دلدل میں جنس چکا تھا اور موت کے خوف سے اس کا مارا تاریک ہونے لگا تھا۔ کبھی اسے چنچ کر رسی پکڑنے کا کہہ رہے تھے مگر انسپکٹر آصف کے خواص جواب دے چکے تھے۔ کرل فریدی نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فوراً ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس درخت کی شاخ پکڑ کر جھولتے ہوئے اس درخت کی طرف چپ لگا گیا جس کے نیچے دلدل تھی اور اونچائی سے گرنے پر دلدل ایک لمحے میں کرل فریدی کو اپنے اندر سمو سکتی تھی مگر یہ کرل فریدی تھا جس کا کام ہی خطروں سے کھینکا تھا۔ کرل فریدی نے مہارت سے اس درخت کی شاخ پکڑ لی جس کے نیچے انسپکٹر آصف تقریباً ڈوب ہی چکا تھا اور صرف اس کا سر ہی نظر آ رہا تھا۔ کرل فریدی نے شاخ کی مدد سے نیچے جمبول کر دلدل میں چپ لگا دیا اور ایک ہاتھ سے رسی کو تھما، اور دوسرے ہاتھ سے انسپکٹر آصف کا بازو تھام لیا۔ دلدل کرل فریدی اور آصف کو اپنے اندر دھکیلتی گئی مگر دوسری طرف سے ہریش اور انور رسی کو اپنی طرف کھینچنے لگے تو کرل فریدی، انسپکٹر آصف کو

تھامے ہوئے دلدل سے باہر نکل آیا۔ یہ کرنل فریدی کی ہمت تھی کہ وہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر انسپکٹر آصف کو باہر نکال لایا تھا۔ اب کبھی انسپکٹر آصف اور کرنل فریدی کے گرد آکھٹے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد انسپکٹر آصف کے حواس بحال ہوئے تو طارق نے اسے پانی پلایا ہمت دی کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے اور اب چل سکتا ہے۔ چونکہ دلدل میں انسپکٹر آصف اور کرنل فریدی کے کپڑے خراب ہو چکے تھے اس لئے دونوں نے ایک طرف ہو کر اپنے سامان سے نئے کپڑے نکال کر پہنے۔ کرنل فریدی نے سب کو ہی ایکسٹرا کپڑے رکھنے کا کہا تھا۔ اب طارق نے انہیں راستہ بدلنے کا کہا تو سب راستہ بدل کر پھر آگے روانہ ہو گئے۔ تقریباً شام تک یہ آگے بڑھتے رہے کیونکہ کرنل فریدی بہت کم آرام کرنے کے حق میں تھا۔

”خدا فرق کرے ماسٹر باغ کو جس کی وجہ سے ہم ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اور کرنل صاحب کا ہمیں اس جنگل میں بھوکا چلا چلا کر مارنے کا ارادہ ہے۔“ کیپٹن حمید نے بے زار ہو کر کہا کیونکہ وہ بہت تھکن محسوس کر رہا تھا اور کرنل فریدی رکنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اچانک سب کو اصل بیچنے کی آواز سنائی دی تو سب ہی چونک گئے۔ طارق نے سب کو رکنے کا اشارہ کیا اور اپنے کندھے پر لٹکے تھیلے کو اتار لیا۔

”اب شک کی کوئی گالے کا وقت ہو گیا ہے کیونکہ چند لمحوں بعد ہمارا گمراہ دشمنوں سے ہونے والا ہے اور ایمونیشن کی بجائے ہمیں ان دشمنوں کو طریقے سے اپنا گردیدہ بنانا ہو گا اور یہی ہمارے حق میں بہتر

ہو گا۔“ طارق نے سب کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تھیلے سے ایک سیاہ رنگ کے نیوے کو نکال لیا اور اسے اپنے دائیں کندھے پر بٹھا لیا۔

”طارق صاحب۔ یہ شک کی کیا چیز ہے۔ غالباً آپ اس نیوے کو ہی شک کی کہہ رہے ہیں۔“ انسپکٹر آصف نے نیوے کو دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ باقی افراد چونکہ طارق اور اس کے کارناموں کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے خاموش ہی رہے۔

”آصف میاں۔ یہ میرا پالتو نیلا ہے۔ کرنل فریدی کے ساتھ تاریک وادی کی ایک مہم میں میرا پالتو نیلا مر گیا تھا اور اب میں نے بڑی مشکل سے اس تالیاب نسل کے نیوے کے بچے کو پالا ہے اور یہ مجھے بڑی مشکل سے ملا تھا۔“ طارق نے جواب دیا۔

”مگر اس نیوے کی اہمیت کیا ہے۔“ آصف نے پھر سوال کیا۔

”نیوے کی یہ قسم بہت ہی کمیاب ہے اور یہ نیلا اکثر جنگل کے باسیوں کے لئے مقدس مانا جاتا ہے اور بعض وحشی قبائل تو اس کو پوجتے ہیں۔“ طارق نے تفصیل سے اسے آگاہ کیا۔ اچانک چند وحشی وہاں نمودار ہو گئے۔ جگہ بیش اور کیپٹن حمید نے دشمن گن چلانے کی کوشش کی تو طارق نے ان کو روک دیا۔ وحشیوں کی تعداد پچاس کے قریب تھی۔ ان کا لے سیاہ اور قوی ٹیکل وحشیوں کو دیکھ کر کبھی کے اوسان خطا ہو گئے۔ طارق نے سب کو نیچے پٹینے کا اشارہ کیا اور نیوے کو دائیں ہاتھ میں اٹھا کر اپنا بائیں پاؤں اٹھا کر نامعلوم لنگھوں میں بڑبڑانے لگا۔ اس دوران کبھی طارق دائیں آنکھ بند کرتا اور کبھی بائیں آنکھ اور آہستہ آہستہ

اس کی آواز تیز ہوتی یا رتی تھی۔ طارق کے ہاتھ میں موجود تھا۔ اچھا سراورہ اور ہانے لگا۔ کرنل فریدی سمیت کئی افراد طارق کی اس حرکت کو دیکھنے لگے۔ وحشی بھی حیرت سے طارق کی حرکات کو دیکھنے لگے۔ دفعتاً ایک قوی پیکل نو جوان وحشی آگے بڑھا اور قاسم کے پاس پہنچ کر بیٹھے لگا۔ غالباً قاسم کا ڈیل ڈبل دیکھ کر وہ اسے اس پارٹی کا لیڈر سمجھا تھا مگر قاسم اس زبان سے نا بلند تھا۔ قاسم زور سے ہنسا۔

”اے ساتو توے کی نسل سے تعلق رکھنے والے۔ مجھ کو تو چھو بھی سمجھ نہیں آ رہی“۔ قاسم نے کہا۔

اب وحشی قاسم کی بات سن کر حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ وحشی سردار کی نظریں ابکری میٹھا روزا پر تھی اور وہ بھوکے نظروں سے روزا کو گھور رہا تھا۔

”یہ بھتہ۔ مقدس دیوتا کے ہوتے ہوئے تم لوگ دیوی پر گندی ٹھہر ڈال رہے ہو“۔ وحشیوں کو طارق کی فیملی کی آواز سنائی دی۔ جو ابھی تک اپنی اوت پٹانگ حرکتوں پر لگا ہوا تھا۔

”کون ہو تم اور یہ تمہارے ہاتھ میں مقدس شکار کی کیسے ہے“۔ اس بار وحشی نے غور سے نیوے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں قدرے خوف ابھر آیا تھا۔ طارق چونکہ ان کی زبان سمجھ رہا تھا اس لئے اب نیوے کو اپنے سر پر بٹھا کر آتے پاتے مار کر نیچے بیٹھ گیا پھر نامعلوم لفظوں میں بڑبڑانے لگا تو نیوے منہ سے آوازیں نکالنے لگا۔

”مقدس شکار کی کہتے ہیں کہ ان کے اوتار اور پجاریوں کا استقبال

شاعر طریقے سے کیا جائے“۔ طارق نے نیوے کے منہ سے آوازیں نکالنے کے بعد گونج دار لہجے میں کہا۔

”مگر تم کون ہو اور اس مقدس دیوتا شکار سے تمہارا کیا تعلق ہے اور مقدس شکار کے اوتار کون ہیں“۔ وحشی نے نیوے کے چپٹے کے بعد اس بار قدرے نرم لہجے میں سوال کیا۔

”میں مقدس دیوتا شکار کا بڑا پجاری ہوں۔ یہ دونوں مقدس شکار کے اوتار ہیں البتہ باقی سب مقدس دیوتا کے چھوٹے پجاری ہیں“۔ طارق نے کرنل فریدی اور روزا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لہجے کو پراسرار بناتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے تو ریکھا اور رشیدہ بھی وحشیوں کی بھوکے نظروں کا شکار تھیں مگر وحشی سردار روزا پر نظریں جمائے ہوئے تھا لیکن اب طارق کی اوت پٹانگ حرکتوں اور کرنل فریدی اور روزا کو مقدس دیوتا شکار کا اوتار جاننے کے بعد عقیدت بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اب طارق نے نیوے کو سر سے اوتار کو نامعلوم لفظوں میں کچھ کہا تو نیوے تیزی سے آگے بڑھا اور کرنل فریدی کی طرف بڑھا۔

”کرنل فریدی۔ جیسے ہی شکار تمہارے قریب آئے اس کے سر پر ہاتھ لگا کر اپنے ہاتھ کو چوم لینا اور روزا بھی ایسا ہی کرنے“۔ طارق نے اس بار فرستانی زبان میں کہا۔ طارق کا سکھایا ہوا پاتو نیوے طارق کی مخصوص حرکتوں کو سمجھتے ہوئے کرنل فریدی کی طرف بڑھا تو کرنل فریدی نے عقیدت سے نیوے کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنے ہاتھ کو چوم

لیا تو نیلا اب روزا کی طرف بڑھا اور روزا نے بھی کرنل فریدی کی طرح عمل کیا تو نیلا اب دوبارہ طارق کی طرف بڑھا اور طارق نے اسے اٹھا کر کندھے پر بٹھا لیا اور کھڑا ہو گیا۔

”مقدس دیوتا شکا کی کہتے ہیں کہ ہمیں اپنی ہستی میں لے چلو اور دیوتا کے اوتاروں اور پجاریوں کی خدمت کرو تا کہ تمہارے قبیلے میں خوشحالی آ سکے۔“ طارق نے اس پارہیز لہجے میں کہا تھا کیونکہ یہ آدم خور وحشی شکا کی سے عقیدت رکھتے تھے۔

”مگر مقدس پجاری جب سے دیوتا نزاکٹ اس جنگل کے تمام قبیلوں کے دیوتا بنے ہیں انہوں نے مقدس شکا کی کی پوجا سے ہمیں منع کیا ہوا ہے۔“ وحشی نے کہا تو طارق کے پوچھنے پر وحشی نے دیوتا نزاکٹ کی آمد اور اس کا حلیہ بتایا تو طارق کچھ گیا کہ سائنسی آلات کی بدولت ماسٹر بارخ یہاں کے تمام قبیلوں کا دیوتا بنا ہوا ہے۔ طارق نے یہ بھی محسوس کر لیا تھا کہ وحشی قبیلہ ماسٹر بارخ سے خوف کی بنا پر عقیدت رکھتا ہے مگر دل سے اسے پسند نہیں کرتا۔

”میں وحی ڈاکٹر بھی ہوں اور دیوتا کے اوتاروں اور پجاریوں کا روحانی پیشوا بھی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ دیوتا نزاکٹ تمہاری سندھ سکوتاری لڑکیوں کو تمہاری بستیوں سے منگوا لیتا ہے اور تم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے۔“ طارق نے اپنی طرف سے تیر چھوڑا جو نشانے پر لگا کیونکہ وحشیوں کے چہروں سے ظاہر ہونے لگا تھا کہ وہ واقعی دیوتا نزاکٹ سے تنگ ہیں مگر مجبور ہیں۔

”مقدس وحی ڈاکٹر۔ ہمارے روحانی پیشوا ہماری سکوتاری سندھ باریوں کو استعمال میں لاتے ہیں اور پھر اگلے دن ان کی کئی ہوئی گردن ملتی ہے مگر ہم مجبور ہیں۔“ اس بار وحشی سردار کے منہ سے دل کی بات نکلی کیونکہ جیفر ڈسلاک نے اس وحشی سردار کی سکوتاری ہمیں کو اپنی ہوس کی ہمیت چڑھانے کے بعد اپنی عادت کے مطابق اس کا گھا کاٹ ڈالا تھا مگر سب قبیلے والے ماسٹر بارخ اور اس کے خاص ساتھیوں کی سائنسی چیزوں کو جادو سمجھ کر خوفزدہ تھے۔ طارق کے بتانے پر کرنل فریدی بھی کچھ گیا کہ ماسٹر بارخ نے یہاں کیا گل کھلا رکھے ہیں۔

”طارق صاحب۔“ ان وحشیوں کو کہیں کہ دیوتا کے اوتار عالم دیوتا کو مارنے آئے ہیں کیونکہ اس نے مقدس دیوتا شکا کی کی پوجا سے تم لوگوں کو منع کیا ہوا ہے اور اب خوشحالی تمہارے قبیلے کا مقدر بنے گی اور مزید کسی سندھ سکوتاری باری کو مقدس دیوتا شکا کی کے اوتار اب قربان نہیں ہونے دیں گے۔“ کرنل فریدی نے کہا تو طارق نے وحشی سردار اور دیگر وحشیوں کو مقدس دیوتا شکا کی کے اوتاروں کا پیغام سنایا تو سب ہی خوش ہو گئے۔ اب سب ہی نعرے لگاتے ہوئے ہستی کی طرف روانہ ہوئے۔ طارق نے اپنی ذہانت اور اپنے نیلے شکا کی کی بدولت وحشیوں کو اپنا مطیع بنا لیا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وحشیوں کا نولہ ہستی پہنچا تو ہستی کے بوڑھے سردار کو چند وحشیوں نے پہلے سے ہی اطلاع کر دی تھی کہ مقدس دیوتا شکا کی اور اس کے دواوتار اور پجاری آ رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوا کیونکہ وہ دیوتا شکا کی سے بہت عقیدت رکھتا

تھا۔ ان سب کا استقبال وحشی لڑکیوں نے تپتے ہوئے کیا۔ ان وحشی لڑکیوں نے مردوں کی طرح صرف پٹوں اور درختوں کی چھال سے اپنے جسموں کو چھپایا ہوا تھا باقی جسم برہنہ تھا۔ قاسم اور کیشین حمید خوش ہو کر وحشی لڑکیوں کا مانج دیکھنے لگے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے ہر طرف لیس دار لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی تھی جو مشعلوں کا کام دے رہی تھی۔

”واہ واہ عجیب! دینا حمید بھائی! کہیں عکزی قل فوٹیاں ہیں۔“ قاسم نے خوشی سے مٹی بجاتے ہوئے کہا۔ انسپیکٹر آصف بھی ان وحشی لڑکیوں کو نمدی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”موئے حرام خود۔ دیکھ تری مراو پوری ہو گئی۔ اب تو ساری زندگی ان وحشی لڑکیوں کے ساتھ اسی قیلے میں رہے گا۔“ کیشین حمید نے قاسم کو پھیرتے ہوئے کہا۔

”حرام کھور ہو گا تو کھد لمید بھائی! عکزی قل فوٹیاں دج کر تھبارا دماغ کھراب ہو گیا ہے۔“ قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ وحشی مرد اور عورتیں حیرت سے قاسم کو دیکھنے لگے جس کی ڈائی روکیشن حمید کی بات سن کر بھگ چکی تھی۔

”یاد رہے کہ ہم لوگ کسی دیوتا کے ادھر اور پجاری بن کر آئے ہیں۔ اگر ان تو ہم پرست و شعیوں کو ہماری اصلیت کا پتا چل گیا تو چند لمحوں بعد ہمارے جسم ان وحشیوں کی خوراک بنا جائیں گے لہذا ان مویشیوں کو ہار۔“ کرنل فریدی نے آہستہ آواز سحر خت لہجے میں کیشین

حمید اور قاسم کو ڈانٹا۔ کرنل فریدی کی دھمکی سن کر قاسم سہم کیا البتہ کیشین حمید برہنہ رہے مٹھ بٹانے لگا۔ اب سب وحشی بستی کے اندر داخل ہو گئے جہاں سرکنڈوں کی بھوپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ بوڑھے سردار نے بتایا کہ سمندر پار سے دیوتا کی اولاد اور اس کے پیادے بھی آ رہے ہیں اور میرے ساتھیوں نے خبر دی ہے کہ اس شہر اداے کے جسم سے دنگ رنگی روشتیاں نکلتی ہیں اور بستی میں خوشحالی دینے کے لئے دو دوسری سمت سے آ رہا ہے۔ نئے دیوتا کی اولاد کا سن کر سب ہی چونک گئے کہ مہذب دنیا سے کون سی پارٹی اپنے شہیدے دکھا کر ان وحشیوں کے لئے دیوتا کی اولاد بن کر نازل ہونے والی ہے۔ سب ہی نئی پارٹی کا انتظار کرنے لگے۔

”نمبر۔ خیال میں عمران یا بھمبر پرمود کی پارٹی ہو گی۔“ بریش نے خیال ظاہر کیا۔

”ہو سکتا ہے ڈاکٹر سامن کی ٹیم جو کیونکہ ڈاکٹر سامن وین سامندران ہے شاید سامن کی آلات سے ان تو ہم پرست وحشیوں کو بے وقوف بنا کر دیوتا بنا دیو۔“ روزا نے انداز ادا لگایا۔

”یہ تو تب معلوم ہو گا جب وہ پارٹی یہاں پہنچے گی ہو سکتا ہے آنے والی پارٹی ہمارے دشمنوں یا ذریعہ لینڈ والوں کی ہو۔“ کیشین حمید نے سوچتے ہوئے کہا۔ اب سب ہی دیوتا کے بیٹے اور اس کے بھاریوں کا انتظار کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد معلوم ہوا کہ دیوتا کا بیٹا آ چکا ہے۔ بستی کا بوڑھا سردار ان کو اپنے عالیجناب بھونہڑے میں بٹھا کر نئے دیوتا

کے استقبال کے لئے باہر نکلیں گئے۔ چند لمحوں بعد وحشی قبیلے کا سردار سردار دلیوتہ کے بیٹے کو لے آیا تو سب ہی دلیوتہ کے بیٹے کے روشن و چمکتے لباس اور اس کے پجاریوں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے۔

یہ صورتحال بہت ہی نازک تھی کوئی اور ہوتا تو ممکن ہے ایسا دلدادہ نگارہ دیکھ کر اپنے ہواس مغل کر بیستہ یا گھبرا کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا مگر یہ عمران تھا کہ مصائب میں جس کی صلاحیتیں زیادہ اجاگر ہو جایا کرتی تھیں جس کے سوچنے اور عمل کرنے کی قوت پہلے سے زیادہ کام کرنے لگتی تھی۔ اس نے ایک سینڈ کی تاجر کے بغیر مغل سیدھا کیا اور پیپ لکاتے ہوئے اس طرف بڑھا جہاں ببر شیر سوچ فیاض کو گھسیٹ کر لے گیا تھا۔ پنسل ہارنٹ کی روشنی میں شیر کی چھبلی ناگوں کا نشانہ لے کر عمران نے گولی چلا دی کیونکہ شیر کا اگلا حصہ جھانڈیوں اور لمبی گھاس میں چھپ چکا تھا۔ گولی شیر کی چھبلی ناگوں کے قریب بیٹھ پر لگی تو ہنگل شیر کی دھڑ سے گونج اٹھا۔ عمران کا خیال تھا کہ شیر سوچ فیاض کی ناگوں کو چھوڑ کر بھاگ جائے گا مگر شیر مڑا اور غراتے ہوئے عمران کی طرف لپکا۔ عمران نے پنسل ہارنٹ جس سے تیز

روشنی خارج ہو رہی تھی فوراً داہرت کی طرف پھینکی جسے داہرت نے پکڑ لیا اور روشنی کا دائرو شیر کی طرف کیا۔ شیر جست لگا کر عمران کی طرف اڑتا ہوا آیا مگر عمران پہلے سے ہی تیار تھا اور قبیلہ ہی شیر قریب آیا عمران تیزی سے نیچے بیٹھ گیا مگر پھینکنے سے عمران کے ہاتھ سے نکل پھوٹ گیا۔ شیر بے حد پھرچا، ثابت ہوا اور نیچے کرتے ہی فوراً عمران کی طرف واپس لوٹا۔ عمران بھی شیر کی آنکھوں میں آنکھیں لے لے متابلے پر بٹھ گیا تھا۔ شیر کی جست پر عمران اپنی جگہ چھوڑ کر پانی پوخت بائیں جانب پہنچ چکا تھا۔ اس وقت اسے سنگ آرت کا استدلال کرتے پڑا تھا اس دوران بلیک ڈیو نے شیر پر پ دوپے فائرا کیے جو کہ سارے اس کی پشت پر لگے۔ شیر ایک مرتبہ پھر انتہائی غضبناک حالت میں پڑا۔ وہ تکلیف کے باعث اس وقت زور سے دھاڑا تھا اور عمران بڑے سکون سے کمر جھکائے اور دونوں بازو پھیلائے اس طرح متابلے میں کھڑا تھا جیسے اس کے سامنے جنگ کا بادشاہ نہیں بلکہ معمولی جانور موجود ہو۔ زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے شیر اس بار جست لگا کر قبیلہ جگہ دوڑتا ہوا عمران کی طرف آیا اور عمران تک پہنچ گیا مگر عمران ایک بار پھر جھکاؤ لے کر شیر کے پیچھے سے چل گیا۔ ایک دفعہ پھر بلیک ڈیو کا پہل گر گیا اور گولیاں شیر کے پیٹ میں لگیں تو شیر پر تھکتا اور کمزوری غلب آئے گی۔ اب عمران نے جست لگائی اور شیر کی کمر پر سوار ہو گیا اور پوری قوت سے اس کا گلہ دبانے لگا۔ شیر فوراً زمین پر لوٹ پوٹ ہو گیا تو عمران کی ہڈیاں بھی چنچ لگیں مگر عمران نے کسی بھی

صورت میں اس کی گردن کو نہ چھوڑا تھا۔ اس کوشش میں عمران اپنی پوری طاقت لگا رہا تھا۔ عمران کا منہ سرخ ہو گیا تھا اور پوری قوت صرف کرنے کی وجہ سے اس کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہو گیا تھا اس حالت میں بلیک ڈیو یا کسی اور نے گولی نہ چلائی کیونکہ گولی عمران کو بھی لگ سکتی تھی۔ شیر کی قوت بے شمار گولیاں کتنے سے ختم ہو چکی تھی اس لئے شیر کا دم گھٹنے لگا اور آہستہ آہستہ وہ دم توڑ گیا۔ شیر کی گردن دبانے میں عمران کی قوت اس قدر صرف ہو چکی تھی کہ شیر کے قریب ہی وہ بھی زمین پر گر کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔ اس کی ایک ٹانگہ ابھی تک شیر کے مرہہ جسم کے نیچے چھٹی۔ شیر کے مرہے ہی جویا اور دوسرے ساتھی فوراً عمران کی طرف نکلے اور اسے شیر کے پیچھے سے نکال کر پوچھنے لگے کہ کہیں اسے چوٹ وغیرہ تو نہیں لگی۔

”چوٹ وغیرہ تو نہیں لگی مگر یہ شیر تھا بڑا بے شرم“..... عمران نے صغور کو آنکھ مارتے ہوئے جواب دیا۔

”بے شرم کیسے“..... داہرت نے سہماتے ہوئے پوچھا۔ جویا نے اس حالت میں بھی عمران کو اپنے اصل رنگ میں دیکھا تو عمران کی عظمت اس کے دل میں اور بڑھ گئی۔

”بے شرم نہیں تو اور کیا تھا۔ اتنی ساری گولیاں اس کو لگی تھیں مگر پھر بھی اس کا کشتی لانے کا شوق ہی پورا نہیں ہو رہا تھا“..... عمران اپنے سلسلہ سنوں لباس کو جھاڑتے ہوئے چپکا اور فوراً جھاڑیوں کی طرف بڑھا جہاں سو پر فیاض کو ہیر شیر کھینچ کر لے گیا تھا۔ باقی سب بھی عمران کے

پچھے سوپر فیاض کی طرف بڑھے۔ عمران کی شیر سے لڑائی کے دوران سب ہی سوپر فیاض کو بھول گئے تھے۔ عمران نے رابرٹ سے پھل مار چلی اور روشنی کا دائرہ بھانڑیوں میں کیا تو انہیں سوپر فیاض بھانڑیوں میں لینا نظر آیا۔ خوف کے عالم میں اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ بلیک ڈیو فوراً آگے بڑھا اور سوپر فیاض کو بھانڑیوں سے نکال لایا کیونکہ سوپر فیاض ہوش میں تو تھا مگر موت کو اسنے قریب دیکھ کر شدید خوف کے عالم میں اس کی حالت انتہائی غیر تھی۔ سب چہرے کو یقین نہیں تھا کہ عمران کی موجودگی میں بھی تاریک جنگلوں میں اس طرح ایک قوی نیگل بیر شیر اسے دبوچ کر لے جائے گا۔ تنویر نے منزل والوں کی بوتل کا ڈھکن کھول کر سوپر فیاض کے منہ میں پانی ڈالا اور اس کے چہرے پر بھی پانی کے چھینٹے مارے تو سوپر فیاض کے حواس بحال ہونے لگے۔

”ارے سوپر۔ میں نے تمہارے آدم خور عاشق کو ٹھکانے لگا دیا اور تمہیں کچھ نہیں ہوا۔“ عمران نے سوپر فیاض کی ناگوں کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر عمران۔ تمہارا چاندی نما لباس تو جیسے جادو کا کڑا ہے۔ نیزے اور تیر بھی اسے چھید نہیں سکے اور شیر کے دانتوں نے بھی اسے نقصان نہیں پہنچایا۔“ بلیک ڈیو نے عمران کی طرف تعریف بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مسٹر گھٹی۔ جدید دور کا عمود عیار پوری تیاری سے افراسیاب کے

مقابلے کو آیا ہے۔“ عمران نے سوپر فیاض کو سہارا دیتے ہوئے کہا۔ عمران کا اشارہ ماسٹر باغ کی طرف تھا۔

”موٹی۔“ بلیک ڈیو نے اپنے فرضی نام کی اصلاح کرتے ہوئے جواب دیا۔ سوپر فیاض کی حالت اب سنبھل چکی تھی۔ اس نے ذفرہ نگاہوں سے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو عمران نے پھل مار چ کا دائرہ خون میں لت پت مردہ شیر کی طرف کر دیا۔ مقدر نے فوراً سوپر فیاض کو عمران کا کارنامہ بتایا تو سوپر فیاض فوراً عمران کے گھٹے لگ گیا۔

”اے۔ میں کمزور آدمی ہوں۔ کیوں میری پسلیاں توڑتے ہو۔“ عمران زور سے چلایا۔ سب ہی عمران کی بات پر مسکرائے گئے۔ اب سب دوبارہ احتیاط سے پھر آگے بڑھنے لگے کیونکہ یہاں پڑاؤ کرتا خطرناک تھا کیونکہ جنگل بہت گھنا تھا۔ آخر ایک گھنٹہ چلنے کے بعد بڑی مشکل سے شاخوں اور بھانڑیوں کو کاٹتے ہوئے وہ اس وقت قدرے کھلی جگہ پر تھے۔ یہاں گھنے درخت نہیں تھے البتہ جا بجا بھانڑیاں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھانڑیوں کو صاف کیا اور کدھوں سے سامان اتار کر تین خیمے نصب کرنے لگے۔

”میرے خیال میں یہ جگہ بھی پڑاؤ کے لئے مناسب نہیں ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”تو اس درندوں سے بڑ تاریک جنگلوں میں کون سی جگہ درست ہے مسٹر پنویر۔“ عمران نے تنویر کے نام کی مٹی پلید کرتے ہوئے

طنز و انداز میں پوچھا۔

”تویر“۔ تویر نے غصیلے لہجے میں تھکی کی۔

”مجبوری ہے۔ میری یادداشت کمزور ہے۔ سلیمان نے موہک کی وال کھلا کھلا کر میری یادداشت کمزور کر دی ہے۔ اب دیکھو مجھے ان کا نام دفتر اور گاہرٹ یاد آ رہا ہے۔“ عمران نے چپکے سے جوا ب دیا۔ اس کا اشارہ صفحہ اور رابرٹ کی طرف تھا۔ صفحہ اور رابرٹ دونوں ہنس پڑے۔

”مسٹر تویر۔ عمران کی باتوں کا نرا امت منایا کرو۔ یہ عمران کی عادت ہے کہ اسے ہم غلط یاد آتے ہیں۔“ سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے اسے سمجھایا۔

”میں اس کی یادداشت درست بھی کر سکتا ہوں۔“ تویر پھر فرمایا۔

”پیارے پنویر۔ میں تمہارا بے حد ممنون ہوں گا۔ یہ کم بہت یادداشت ہی مجھے دینا بھر میں رسوا کرتی ہے۔“ عمران نے چالچلت سے جواب دیا۔

”شٹ اپ۔“ تویر کی فراہم ابھری۔

”اے۔ ہم۔ میرا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ ایسے نہیں بولا کرو۔“

عمران ہلکا کر بولا۔

”تم حق ہو۔“ اس بار جولیا بولی۔

”سلمیٰ۔“ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھ کر اقرار کیا۔

”میں یہاں نہیں رکوں گا۔“ تویر فرمایا اور مرکز واپس جانے لگا۔

”اپنی رسید ضرور بھیج دینا۔“ عمران پھر چپکا۔

”تویر۔ رک جاؤ۔“ صفحہ نے اس کا بازو پکڑتے ہوئے اسے روکا۔

”اچھا بس۔ اب صفحہ تھوک دو کیونکہ انکسٹو نے عمران کو پارٹی کا لیڈر بتایا ہے۔“ بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر تویر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا۔

تھوڑی دیر بعد تین خیمے نصب ہو چکے تھے۔ ایک خیمے میں سوپر فیاض چلا گیا۔ درمیان والے میں جولیا نے میرا کر لیا اور تیسرے خیمے میں صفحہ اور تویر بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے کھانا وہ اکٹھے کھا چکے تھے۔ عمران، بلیک زیرو اور رابرٹ پہرہ دینے لگے کیونکہ عمران نے پہرے کے دو گروپ بنائے تھے۔ تھوڑی دیر پہرہ دینے کے بعد عمران کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے اس طرح ظاہر کیا جیسے اس نے کچھ سنا ہو۔

”کیا ہوا پاس۔“ رابرٹ نے خیریت سے پوچھا۔

”میں نے کھنکے کی آواز سنی ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں نے تو کسی کھنکے کی آواز نہیں سنی۔“ رابرٹ نے حیرت سے جواب دیا۔

”تم یہاں مستعدی سے پہرہ دو۔ میں اور موی دیکھ کر آتے ہیں۔“ عمران نے حکم دیا اور بلیک زیرو کو ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔ بلیک زیرو عمران کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔ دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے اور رابرٹ عمران کے کہنے پر مستعد ہو کر پہرہ دینے لگا۔

"میرے خیال میں تو یہ کو تو ذرا سبق سکھاتا پڑے گا ورنہ یہ آگے بھی
بہت دھڑکی کر سکتا ہے۔" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ بھی تو اس کے نرم مزاج کو دیکھ کر اسے بہت شک کرتے
ہیں۔" بلیک زیرو نے جیتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ ماسٹر باغ نے ابھی تک مزید کوئی ایکشن نہیں
لیا۔" عمران نے بات کا رخ موڑا۔

"وہ بہت عیار انسان ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے کرگل فریدی
اور ڈاکٹر سامن کی ٹیمیں بھی اس جزیرے کے جنگلات میں اپنی
کارروائی شروع کر چکی ہوں گی اور زیرو لینڈ والے بھی لازمی دلیلوں
اور پورے خیم کی اچھ میں یہاں آچکے ہوں گے۔ ماسٹر باغ سب انجانوں
سے ششے کے لئے کوئی جامع چارن بنا رہا ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے رٹل
فریدی اور ڈاکٹر سامن کی ٹیمیں یہاں آ کر فکست کھا کر فرار ہو چکی
ہوں۔" بلیک زیرو نے تشویش سے کہا۔

"نہیں۔ میرے خیال میں کرگل فریدی اور ڈاکٹر سامن بھانسنے
والوں میں سے نہیں ہیں۔ ماسٹر باغ کی انقلابی اور خوفناک ترین سرخ
لہروں کی ایجاد جس سے ہر قسم کا ایڈمیشن اور سامنسی سسٹم جام ہو جاتا
ہے۔ اس کے باوجود اگر ہم آگے بڑھ رہے ہیں تو وہ بھی کوئی انتظام کر
کے ہینڈ کوارٹر تک بڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔" عمران نے
یقین سے جواب دیا اور پھر مونپائل فون سے جولی کو کال ملانے لگا۔

"ہیلو جولی سپیکنگ۔" چند لمحوں بعد جولی کی نیند میں ڈوبی آواز

سنائی دی۔

"ایکسٹ۔" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں غراتے ہوئے
کہا۔

"تج۔ تج۔ جی چیف۔" جولی کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔
"مجھے میرے جنوبی افریقی ایکٹ موی نے بتایا ہے کہ تم لوگ
عمران سے تعاون نہیں کر رہے۔" عمران غرایا۔

"مگر چیف۔ آپ ہیں کہاں۔" جولی نے حیرت سے پوچھا۔
"میں بھی اسی جزیرے پر موجود ہوں۔ تو یہ کو جب عمران کی عادت
کا علم ہے تو پھر وہ کیوں اس سے بھگتا ہے۔ تم پاکیشیا سیرٹ سروس
کی سیکٹ چیف ہو۔ تو یہ کو سمجھاؤ کیونکہ عمران کو میں نے تم سب کا لیڈر
منتخب کیا ہے۔" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"فحیک ہے چیف۔ میں تو یہ کو سمجھا دوں گی۔ ویسے چیف آپ کیا
اسکیلے ہیں۔" جولی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"میں اکیلا نہیں ہوں۔ تم میری فکر نہ کرو اور میں یہ بھی جانتا ہوں
کہ ماسٹر باغ کی ایک خوفناک ایجاد سرخ لہروں کی وجہ سے تم لوگ
ایڈمیشن سے ہاتھ دھو بیٹھے ہو مگر بہت نہیں ہارنی۔ تمہاری وجہ سے اگر
ماسٹر باغ مارا جاتا ہے تو دنیا بہت بڑی تباہی سے بچ جائے گی۔" عمران
نے کہا۔

"نہیں چیف۔ ہم پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہیں۔" جولی کی
جوش بھری آواز سنائی دی۔

"فکر مند نہیں ہوتا۔ میں تم لوگوں سے زیادہ دور نہیں ہوں۔ اوکے اللہ حافظ"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صوبائیں فون آف کر دیا۔ بلیک زیرو اچھی طرح جانتا تھا کہ جولیا چونکہ مہبران کی سینکڑے چیت ہے اس لئے تصویر سمیت ہر ممبر اس کی بات مانتا ہے۔ اچانک ایک دفعہ پھر ایک تیز سرخ رنگ کی لہران کے گرد گھومنے لگی۔ تاہم وہ پھیل گئی۔ معصوم نہیں یہ کیسی گیس تھی۔ عمران اور بلیک زیرو کو اپنے جسموں میں جلن محسوس ہوئی۔ عمران نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ عمران نے درخت کے اوپر اندازے سے جہاں سے اس گیس کا اخراج ہوا تھا اس طرف کا رخ کر کے چنل نارنج کے پینے کو دیا تو ایک سرخ رنگ کا شعلہ نکلا اور درخت بجھک سے جل گیا۔ اچانک بلیک زیرو نیچے لڑکھ گیا۔ نابینا زہریلی گیس کے اثر سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ابھی عمران بلیک زیرو کو گرتا دیکھ ہی رہا تھا کہ ایکھٹ اس جگہ وہ درخت کے قریب سرخ نقابوں میں بیوس ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے درختوں سے چپ لگا کر نمودار ہوئے اور ان میں سے ایک نے عمران پر فائر بھونک دیا۔ چند ایک نے بے ہوش بلیک زیرو کے جسم پر بھی فائر کئے۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ اس نئی ایجاد کردہ گیس کا اثر ختم ہو چکا ہے جو صرف چند لمحوں کے لئے تھا۔ عمران نے اندازے کے مطابق فوراً نیچے لیٹ کر سانس لیا تو جسم میں جلن اور ناک میں سوزش فہم ہو چکی تھی۔ برست ہے ہوش بلیک زیرو کے سینے پر گئے تھے مگر حیرت انگیز طور پر عمران اور مردار کے ایجاد کردہ سلور سٹون لباس کی وجہ سے کوئی گولی اس لباس کو کراس

نہ کر سکی۔ ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے دیکھ چکے تھے کہ عمران بے ہوش نہیں ہوا۔ اس لئے انہوں نے کئی فائر عمران کی طرف کئے۔ جنگ آرٹ کا مظاہرہ کرنے کے باوجود چند گولیاں عمران کے جسم میں گئیں مگر سلور سٹون لباس کی وجہ سے عمران محفوظ رہا۔ عمران کو ڈر تھا کہ کہیں ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے اس کے اور بے ہوش بلیک زیرو کے چہرے کا نشانہ نہ لے لیں اس لئے عمران چنل نارنج کا ٹین پریس کیا تو سرخ رنگ کی ایک لہر نکلی تو عمران نے لیٹ کر گھومتے ہوئے مسلسل فائر کیا۔ تمام ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے اس فائر کی زد میں آ گئے جیسے ہی یہ سب ہرکارے جل کر راکھ ہوئے عمران کی چھٹی حس بیدار ہو گئی۔ اسے ایسے محسوس ہوا جیسے یہاں خطرہ ہے عمران نے فوراً بلیک زیرو کا جسم اٹھایا اور بجلی کی طرح اڑتا ہوا دور بھاڑیوں میں گرا۔ اچانک گونج دار دھماکوں سے بجلی گونج اٹھا۔ ایک لمحے کے لئے تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کے پر فٹے اڑ چکے ہوں۔ دھماکوں کے بعد جنگل میں پرندوں اور وردوں کا شور بلند ہوا۔ شدید دھماکوں سے عمران کا دماغ سن ہو چکا تھا۔ عمران نے سر ہٹک کر اپنے دماغ کو ہوشیار کیا اور بلیک زیرو کے بے ہوش جسم کو اٹھا کر جنگل سے نکل کر کھلی جگہ پر آ گیا جہاں سے کچھ فاصلے پر اس کے باقی ساتھی موجود تھے۔ خیموں کے قریب آ کر عمران نے دیکھا کہ رابرٹ زمین پر پڑا تھا۔ وہ غالباً بے ہوش تھا۔ عمران نے بے ہوش بلیک زیرو کے جسم کو سوپر فائبرس کے خیمے میں لٹایا اور پھر رابرٹ کے قریب آ کر اس کے جسم کو بھیخوڑا مگر رابرٹ ہوش میں نہ

آیا۔ عمران نے فوراً صندوق اور تصویر کو آوازیں دیں اور ان کی طرف آ کر ان کو ہلا کر دیکھا تو یہ دونوں بھی بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ اس درخت سے اخراج شدہ گیس کا اثر یہاں بھی ہوا ہے اور رابرٹ پہرہ دیتے ہوئے گیس کے اثر سے بے ہوش ہوا ہے۔ عمران نے خیمے سے نکل کر فوراً رابرٹ کے بے ہوش جسم کو اٹھایا اور صندوق اور تصویر کے قریب لٹا دیا۔ یہ عمران کی ہمت، پھرتی اور قوت ارادی تھی کہ وہ ماسٹر باغ کے اس اچانک کئے ہوئے منصوبے سے بچ گیا تھا ورنہ ماسٹر باغ نے اس بار بہت گامی واریاں کیں۔ عمران نے آج سے پہلے کبھی خود کو اور اپنے ساتھیوں کو تاریک جنگلوں میں اتارا ہے بس نہیں دیکھا تھا۔ ماسٹر باغ نے ان پر دوسرا سخت وار کیا تھا۔

”زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے ماسٹر باغ۔ دیکھ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اللہ پاک نے بچا لیا ہے۔ میں جانتا ہوں اگر ہم تجھے مارنے میں ناکام ہو گئے تو سرخ لہروں والی خطرناک ایجاد کے ذریعے تیرا دنیا پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے گا مگر میں آخری دم تک تیرا مقابلہ کروں گا تاکہ دنیا تیرے شر سے محفوظ رہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔ عمران نے اس بار مشین گن سنبھالی اور پوری رات اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرتا رہا تاکہ کوئی دہندہ یا اور فٹرو ان کے ساتھیوں کو نقصان نہ پہنچا سکے۔ تھکاوٹ، غم اور تہا پہرہ دینے کی وجہ سے عمران کو دشواری تو ہوتی مگر یہ عمران تھا دنیا کا سب سے بڑا احمق اور خطرناک ترین انسان جس

کی عظمت کا لوہا پوری دنیا مانتی تھی۔ چونکہ یہ سب کچھ جگہ پر تھے اس لئے جب صبح کے آثار ہوئے تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اٹھانے کی کوشش شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد عمران کے ساتھی جاگ گئے۔ ان کو معلوم نہیں تھا کہ اکیلا عمران ساری رات جاگ کر ان کی حفاظت کرتا رہا ہے۔

”عمران صاحب۔ ہماری ڈیوٹی تو آج رات کو ختم ہونی تھی پھر آپ نے ہمیں کیوں جیسا اٹھایا۔“ صندوق نے حیرت سے پوچھا۔

”تم خواب میں خوروں کے ساتھ جنت کی سیر کر رہے تھے۔ اس لئے میں نے تمہیں اٹھانا گوارہ نہیں کیا۔“ عمران نے چپکے ہوئے کہا۔ عمران کو یہ فہم تھا کہ زہریلی گیس کی وجہ سے اس کے ساتھی کھین بے ہوشی کی حالت میں ہی مر نہ جائیں مگر اب ان کو ہوش میں دیکھ کر عمران خوش ہو کر دوبارہ اپنے اصلی رنگ میں آ گیا تھا۔

”باس۔ میری ناک میں کوئی ناگوار بو گھنسی تھی اور میرا دماغ سن ہو گیا تھا۔“ رابرٹ نے اٹھ کر حیرت اور شرمندگی سے کہا۔

”ہاں عمران۔ رات کو چیف کی کال میرے سیلوائٹ موبائل میں آئی تھی اور ایکسٹرنل تصویر پر بدہم تھے۔ چیف کی کال کے بعد میں ابھی سونے کی دوبارہ تیاری کر رہی تھی کہ مجھے بھی ناگوار بو کا احساس ہوا اور میرا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔“ جولیا نے بھی حیرت سے کہا۔

”ماسٹر عمران۔ یہ کیسی بو تھی اور کہاں سے آئی تھی۔“ بلیک زیرو

نے حیرت سے پوچھا۔

"میرے خیال میں یہ ماسٹر باغ نے ہم پر دوسرا وار کیا تھا۔" تنویر نے اندیشہ ظاہر کیا۔ عمران نے تعریف بھری نگاہوں سے تنویر کو دیکھا اور پھر رات والے تمام واقعہ سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا کہ کس خطرے میں پڑ کر اس نے ریڈ فوج والوں کو مارا اور ساری رات جاگ کر ان کی حفاظت کی۔

"عمران صاحب۔ آپ عظیم ہیں۔" مندر نے جوش سے کہا۔
 "آج محسوس ہوا کہ چیف تمہیں کیوں ہمارا لیڈر منتخب کرتا ہے۔
 آج احساس ہوا کہ تم واقعی اس کے حق دار بھی ہو۔" تنویر نے کھلے دل سے کہا کیونکہ تنویر جذباتی ہونے کے باوجود صاف گو آدمی تھا۔
 "میرا باس واقعی عظیم ہے۔" رابرٹ نے تنویر کے منہ سے عمران کی تعریف سن کر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو میں جویا۔ آپ چیف ایکسٹو کا ذکر کر رہی تھیں کہ رات کو ان کا فون آیا تھا۔" مندر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ رات کو چیف کی کال آئی تھی اور وہ کہہ رہے تھے کہ تنویر خود کو کنٹرول میں رکھے۔" جویا نے تنویر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"سوری۔ رات کو میں عمران کی باتوں سے زیادہ ہی جذباتی ہو گیا تھا۔ میں کوشش کروں گا کہ اب خود کو کنٹرول میں رکھوں۔" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران اتنا خاموش کیوں ہے؟" سوپر فیاض نے حیرت سے

عمران کی طرف دیکھا تو عمران نیچے لیٹا ہر چیز سے بے خبر مہری نیند سو رہا تھا۔ سب نے عمران کی طرف دیکھا تو مسکرائے گئے جو ساری رات ان کی رکھوالی کرنے کے بعد اب سکون سے سو رہا تھا۔

"اتنی حیرت انگیز ایجاد ہونے کے باوجود ابھی تک تین بڑے شیطانوں میں سے ایک بھی نہیں برسا۔" ماسٹر باغ میز پر ہکا بارتے ہوئے چلایا۔

"ماسٹر۔ پاکیشانی اہم مقام نہیں اس قسم کا لباس خود اور اپنے ساتھیوں کو پہنا کر آیا ہے جس پر کسی قسم کا اختیار اثر ہی نہیں کرتا اور چاندی کی طرح چمکتے ہوئے اس حیرت انگیز لباس میں سے صرف ان کا چہرہ ہی نظر آتا ہے۔ اس عجیب و غریب لباس نے ان کے مکمل وجود کو ڈھانپ رکھا ہے۔ ریڈ پاور سے متعدد غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹوں کے ایجنٹیں ناکارہ ہوئے ہیں اور ہمارے مبلغ آدم خور وحشیوں نے ان سب سیکرٹ ایجنٹوں کو مار ڈالا ہے اور اپنے اپنے قبیلے میں جا کر ان کا گوشت اپنی بہنوں میں بانٹ کر کھا گئے ہیں مگر افسوس کہ ہمارے تین خاص دشمن ابھی تک محفوظ ہیں۔" میجر سارگن نے ڈرتے ہوئے کہا

کیونکہ ماسٹر باغ کا غصہ عروج پر تھا کیونکہ ریڈ پاور وحشی خطرناک ایجاد کے باوجود عمران، ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی کی ٹیموں میں سے کسی ایک ٹیم کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکا تھا۔ اس وقت ماسٹر باغ نے بیڈ کوارٹر میں ریڈا موٹر اڑتے اور میجر سارگن کو پایا تھا تاکہ اپنے خاص دشمنوں کو مارنے کا جامع پلان تیار کر سکیں اور اس وقت تینوں میننگ ہل میں موجود تھے۔ تقریباً چالیس کے قریب ریڈ ہاتھ کے سرخ نقابوں میں ملبوس ہرکارے بھی نئی سالمات کے ہتھیار اپنے ہاتھوں میں لئے مستعد کھڑے تھے۔

"آمر یہ قہن بد بخت کس مٹی سے بنے ہوئے ہیں مجھے دنیا کے دیگر سیکرٹ ایجنٹوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ان قہن شیطانوں کو مار کر ہی ہم ریڈ پاور کی بدولت آسانی سے دنیا پر قبضہ کر سکتے ہیں۔" ماسٹر باغ نے دھارتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ کو معلوم ہے کہ یزید کے آدم خور وحشی مختلف دیوتاؤں کو پوجتے ہیں مگر ہم نے ذہانت اور سائنس کے زور پر اس گمشدہ یزید کے وحشی بائبلوں کو اپنا مصلح کیا ہے مگر اکثر قبیلوں پر ہم نے ظلم بھی بہت ڈھائے ہیں خاص کر جیفر ڈسلا کا کئی قبیلوں کی حسین نکواری لڑکیوں کو ہوس کی بیہوش چڑھا کر ان کو ذبح کر چکا ہے۔ ویسے تو آپ دیوتا اور جیفر ڈسلا کا روحانی پیشوا بن کر سب وحشی قبیلوں پر مکرانی کر رہے ہیں مگر سب وحشی قبائل ہماری سائنسی ہتھیاروں کو جادو سمجھ کر خوف سے ہماری عزت کرتے ہیں مگر دل سے وہ ہمارے دشمن

”مگر سر۔ یہ رات کے وقت کے فون کر رہا ہے اور اس کے باقی
ساتھی بھی نظر نہیں آ رہے۔“ رینا موڈا سے نے حیرت سے کہا۔

”سر۔ یہ تو کسی کو کال کر رہا ہے مگر سر۔ ریڈ پاور کے استعمال کے
بعد اس کا سیٹلائٹ موبائل کیسے کام کر رہا ہے۔“ میجر سارگن نے
حیرت سے پوچھا۔

”عمران جیسے خطرناک شخص سے کچھ بعید نہیں ہے۔“ ماسٹر باخ
نے غور سے سرگین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹن۔“ عمران کے منہ سے آواز نکلی تو تینوں حیرت سے اچھل
پڑے۔

”یہ کیا، عمران تو اپنے چیف ایکسٹن کی آواز میں بول رہا ہے۔“
تینوں حیرت سے بولے۔ پھر عمران نے جولیا سے جو باتیں کیں وہ
سب ان کو سنائی دینے لگیں۔

”ہوں۔ میں سمجھ چکا ہوں اصل ایکسٹن عمران خود ہی ہے مگر اپنے
ساتھیوں اور دنیا والوں کو بے وقوف بناتا رہا ہے اور جہاں تک میرا
ذیال ہے یہ نیکرو ذمی ایکسٹن ہے۔“ میجر سارگن نے بڑبڑاتے ہوئے
اندازہ لگایا۔

”مگر انیسویں کہ اب ایکسٹن عمران، اس کا ذمی ایکسٹن اور اس کے
ساتھی زندہ نہیں بچیں گے۔“ ماسٹر باخ نے مسکراتے ہوئے کہہ اور
میز پر موجود ایک ریکورڈنگ اس کا فون پر پریس کیا تو سرگین پر نظر
آنے والے درخت پر موجود ایک سرخ آسے سے گیس خارج ہوئی تو

ان کو بلیک ڈیوڈ کی طرح نظر آیا مگر عمران پہلے ہی آنے والے خطرے
کو محسوس کر چکا تھا اور اپنا سانس روک چکا تھا۔ لیکن درخت سے ریڈ
ڈیجھ کے کئی ہرکارے درختوں سے نیچے آئے اور عمران اور بے ہوش
بلیک ڈیوڈ کے جسموں پر فائر کرنے لگے۔

”بے وقوف۔ ان کے پیروں پر فائر کرو۔“ ماسٹر باخ سرگین پر
ان کو فائر کرتا دیکھ کر دھڑا۔ اپنی آنکھوں نے دیکھا کہ عمران نے
نیچے گر کر دائرے میں گھومتے ہوئے زون گن سے ریڈ ڈیجھ کے
ہرکاروں پر فائر کئے جس سے سب ہی جل کر راکھ ہو گئے۔ چند لمحوں
بعد عمران اسی گن سے گیس والے آلے کو تباہ کر چکا تھا۔

”اوہ۔ یہ تو زبرد لیڈ والوں کی ایجاد ہے زون گن مگر یہ عمران کے
پاس کہاں سے آگئی اور یہ ریڈ پاور کے استعمال کے بعد کیسے کارآمد
ہے۔“ ماسٹر باخ حیرت سے چلایا۔ اس کے سب ہرکارے اب
دہال مردہ پڑے تھے۔

”یہ عمران انسان نہیں بلکہ شیطان ہے جس نے اب تک ایکسٹن
کے راز کو چھپا کر دنیا کو بے وقوف بنایا۔“ اپنے ساتھیوں کو مارتا دیکھ
کر ماسٹر باخ غصے سے چلایا۔

”کوئی بات نہیں۔ آج تیری موت کا وقت ہے۔“ ماسٹر باخ
چلایا اور ریکورڈنگ کا ایک فون پر پریس کیا تو ریڈ ڈیجھ والوں کے جسموں
میں موجود بم پھٹے اور ان کے پرچے اڑ گئے مگر عمران اس سے پہلے ہی
بلیک ڈیوڈ کو وہاں سے اٹھا کر بھاگ چکا تھا۔

”یہ عمران انسان نہیں ہے بلکہ بدروح ہے۔“ ماسٹر باغ منہمکیاں
کھینچے ہوئے چلا یا۔

”ماسٹر۔ اس احمق اور ڈاکٹر سائنس نے ہمارے کئی ہرکاروں کو مار
دیا ہے۔“ میجر سارگن نے سکریں پر جے ہوئے ہرکاروں کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

”ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا ورنہ جس طرح زیر زمین والے اور یہ
تینوں خطرناک پارٹیاں آگے بڑھ رہی ہیں یہ بڑے کارٹر پیچھے ہی جائیں
گی۔“ ماسٹر باغ پریشانی سے کھڑا ہوتے ہوئے چلا یا۔

”ماسٹر۔ آپ ان سب پارٹیوں کو یہاں تک آنے دیں یہاں بڑے
کارٹر کے نزدیک جنگل میں جگہ جگہ ریڈ پاور کے آلات نصب ہیں۔
ان کے ایجوکیشن کے کام ہونے کے بعد ہم ان سب کو کاٹ کر رکھ
دیں گے۔“ میجر سارگن نے مشورہ دیا۔

”تاکہ ہم اپنے پاؤں پر خود ہی گھانڑی ماریں۔“ ماسٹر باغ نے
گرہتے ہوئے مگر طنزیہ لہجہ میں کہا۔

”ماسٹر۔ میجر سارگن درست کہتا ہے۔ ہم خود ان سب کو ہیڈ کارٹر
لائیں گے۔ اگر وہ خود یہاں تک پہنچ گئے تو ان خطرناک ایجنٹوں سے
کوئی بعید نہیں ہے کہ ایجوکیشن ناکارہ ہونے کے باوجود ہمیں شکست
دے دیں۔“ دینا نے کہا اور اپنا آئینہ پاتانے لگی۔

”دیری گڈ۔ تمہارے آئینے میں خطرہ تو ہے مگر اب ایسا ہی کرنا
پڑے گا۔ ٹھیک ہے اب تم دونوں ان شیٹانوں سے غصے کے لئے اپنے

اپنے مرکز پر جاؤ۔ اب ایسا ہی کرنا پڑے گا۔“ ماسٹر باغ نے دینا
موڈارے کا مشورہ سن کر ان دونوں کو حکم دیا۔ دینا کمپیوٹر سکریں پر
ایک نئی پارٹی کا منظر تھا جو صرف تین افراد پر مشتمل تھی۔ اس پارٹی کو
دیکھ کر تینوں حیرت سے اچھل پڑے۔

خود بصورت لوگوں کی سرگرمی

دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران بھی ہوئیں اور خوش بھی۔ جو جھوپڑا کرنل فریدی کی ٹیم کو دیا گیا تھا وہ بہت بڑا اور کشادہ تھا۔ گو کہ یہ جھوپڑا سرکنڈوں سے بنا ہوا تھا مگر بہت مضبوط تھا۔ ان وحشیوں کے سامنے کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کی ٹیموں نے ایسا ظاہر نہ کیا جیسے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔ وحشی سردار اور دیگر وحشی غور سے ان دونوں دیوتاؤں کی پارٹیوں کو دیکھنے لگے کہ ان دونوں دیوتاؤں کی پارٹیوں کا آپس میں کیا ردعمل ہوتا ہے۔ غالباً کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن، طارق اور ڈرگین بھی وحشیوں کا خیال سمجھ چکے تھے۔ طارق آگے بڑھا اور اس نے ڈاکٹر سائمن کا ہاتھ چوم لیا۔

”ہم دیوتا کے بیٹے کا خیر مقدم کرتے ہیں“..... طارق نے عقیدت سے کہا۔ چونکہ وحشی ڈاکٹر سائمن کی ٹیم کو بتا چکے تھے کہ مہذب دنیا سے

دیوتا کے اوتار اور پجاری آئے ہوئے ہیں اس لئے ڈرگین بھی آگے بڑھا اور کرنل فریدی کے آگے سر خم کر کے اس کا ہاتھ چوم لیا۔

”ہمارے بچے پجاریا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم لوگ دیوتا نوکات اور اس کے ساتھیوں کے ظلم سے خوفزدہ ہو مگر خوش ہو جاؤ میں دیوتا کا اوتار اور یہ دیوتا کا بیٹا مل کر ظالم دیوتا نوکات کا خاتمہ کروں گے پھر خوشحالی تمہارا مقدر ہوگی“..... کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر سائمن کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تو سب وحشی اور ان کا سردار خوشی سے تاپنے لگے۔ گو کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کو ان وحشیوں کی زبان سمجھ نہیں آ رہی تھی مگر طارق نے ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی کو چند جملے سکھا دیئے تھے تاکہ دیوتا کا اوتار ہی ان وحشیوں کو تسلی دے۔ کرنل فریدی سمجھ چکا تھا کہ یہ قبیلہ ماسٹر بارن اور جنفر ڈسلا کا کے ظلم سے خوفزدہ اور پریشان ہے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے بہت سی مختلف جگہ پر لیس وار مادے کی کنڑیاں روشن کر دی گئی تھیں جس سے ہر طرف کا ماحول روشن ہو گیا تھا۔ وحشی کافی دیر تپتے اور خوشیاں مناتے رہے کیونکہ مہذب دنیا سے ایک نہیں بلکہ دو دیوتا اور ان کے پجاری ان کے قبیلے میں آئے تھے اور وہ ظالم دیوتا نوکات کا خاتمہ کر کے خوشحالی اور خوشیاں دینے کا وعدہ کر رہے تھے۔ ڈرگین کا کرنل فریدی اور طارق کا ڈاکٹر سائمن کو عقیدت پیش کرنے پر اب دونوں پارٹیوں کے افراد ایک دوسرے میں مکمل مل گئے تھے۔ سب نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائے البتہ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن ایک دوسرے سے گلے ملے۔

”انہ۔ گریت لینڈ کا ماسٹر سیون اپنے پاور گروپ اور بابا رستم کے ساتھ آیا ہے۔ وہ کیا جاننا پارٹی ہے۔“ کپتین امید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قاسم، انور اور حید بھی ٹوٹی سے گلے ملے۔

”بھائی ٹھوٹی۔ آپ کا دوست ڈاکٹر سائب دو دو فل قونیوں کے ساتھ آیا ہے۔“ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کلارا اور کوشیا کو دیکھ کر اس کی ہنسی شارٹ ہو گئی تھی۔

”مرکز صاحب بھی تو تین تین بیٹھی آنکھوں کے ساتھ آئے ہیں۔“ ٹوٹی نے بھی مسکراتے ہوئے انشپلر دیکھا، رشیدہ اور روزا سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

”میرے محترم دوست سر لارڈ بیڈن کا کیا حال ہے۔“ کرنل فریدی نے کلارا سے پوچھا۔

”ڈینی ٹھیک ہیں اور آپ کو اکثر یاد کرتے ہیں۔“ کلارا نے جواب دیا۔ سر لارڈ بیڈن بہت ہی دلگداز اور پر رعب شخصیت کے مالک تھے اور گریت لینڈ کی پیریم کورٹ میں چیف جسٹس تھے۔ ان کی دوبارہ بیٹی بھی باپ کی طرح قانون کے میدان میں آئی تھی اور نو بوائی میں ہی اپنی ذہانت کی وجہ سے معروف بیرسٹر تھی البتہ ٹوٹی اپنے باپ اور بہن کے برعکس مزاحیہ شکل کا اور اپنی دنیا میں مست رہنے والا نوجوان تھا۔ سنجیدہ ہونے کے باوجود سر لارڈ بیڈن ڈاکٹر سائمن، میجر پرمود اور خاص کر عمران سے گھل مل جاتے تھے۔ خاصے شگ مزاج ہونے کے باوجود عمران کی جماعتوں کو بھی برداشت کر لیتے تھے مگر کرنل فریدی کو بہت

زبردوست پسند کرتے تھے۔ کرنل فریدی بھی عمران کی طرح جب بھی گریت لینڈ جاتا تو سر لارڈ بیڈن سے ضرور ملتا اور حیرت انگیز طور پر کرنل فریدی ٹوٹی سے بھی بہت مذاق کر لیتا اور ٹوٹی کا دل رکھنے کے لئے نہ چاہتے ہوئے بھی ٹوٹی کے بنگ کیل ہوئی روزا کے ساتھ جاتا تھا۔ اس طرح عمران بھی کبھی جولیا اور کبھی روشی کے ساتھ اس کے ہوٹل جاتا۔ دنیا میں صرف چار افراد ایسے تھے جن کو ٹوٹی نے اجازت دے رکھی تھی کہ وہ بے شک بغیر کیل کے اس کے ہوٹل آ سکتے ہیں۔ وہ سلیمان، رابرٹ، قاسم اور کپتین حید تھے۔

”تمہارا کاروبار کیسا جا رہا ہے۔“ ہرلش نے مائیکل سے پوچھا۔ ”بہت اچھا جا رہا ہے۔“ باپان کی ٹویوتا سے لے کر تمہارے ملک کا فرسٹان کی ٹانا موٹر تک تمام ٹاپ میں کمپنیوں کی موٹرز میرے شوروم میں موجود ہیں۔“ مائیکل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مقدس پجاری۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیوتا ناکات کو آپ کے دیوتا کی آمد ناگوار گزرے اور وہ ہماری ہستی پر عذاب نازل کر دے۔“ دفعتاً وحشی سردار نے تشویش سے طارق سے پوچھا۔

”تم لوگ فکر نہ کرو۔ صبح کا سورج تم سب کے لئے خوشیوں کی نوید لے کر آئے گا۔“ طارق کے بتانے سے پہلے ڈرگین نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ سب اس بڑے جھوٹے میں آرام کریں۔ ہم صبح دونوں دیوتاؤں کے حضور حاضری دیں گے۔“ وحشی سردار نے

ادب سے کہا اور سرخم کر کے چلا گیا۔ دیگر وحشی بھی اپنے سردار کے جانے کے بعد چلے گئے البتہ چند وحشی تیز سے ہاتھوں میں لئے ان کے جھوپڑے کے باہر پہرہ دینے لگے۔ چند لمحوں بعد ان سب کو پھل اور دودھ پیش کیا گیا تو سب ہی کھانا کھانے لگے۔ کھانا کھانے کے بعد ڈاکٹر سائمن اور کرش فریدی نے ہریش اور ڈرنگن کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ وحشیوں کے ساتھ پہرہ دیں۔ کوئی بعید نہیں تھا کہ وحشی ان کی اصلیت جان جائیں یا ماسٹر باغ کے کارندے یہاں پہنچ جائیں۔ چونکہ جھوپڑا بہت کشادہ تھا اس لئے روزا، کارا اور دیگر لڑکیاں ایک طرف ہو کر سو گئیں۔ کرش فریدی، ڈاکٹر سائمن اور دیگر ساتھی بھی سو گئے۔ آدھی رات کے قریب اچانک بستی میں کھرام بچ گیا اور وحشیوں کی چیخوں کی آوازوں سے سب جڑبڑا کر اٹھ گئے۔ وحشی جوان کی جھوپڑوں کے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ وہ تیزی سے بھاگ گئے۔ لیکن جھوپڑیوں میں آگ بھڑک اٹھی۔ سب سمجھ چکے تھے کہ بستی میں کس نے حملہ کیا ہے۔

”ماسٹر سیون۔ بستی میں کسی دشمن قبیلے نے آگ لگا دی ہے۔ سب اٹھو۔“ بستی سے لیس ہو جائیں کیونکہ جس نے بھی حملہ کیا ہے اس بستی کے وحشی ہمیں نقلی دیوتا سمجھ کر ہماری تلک بونی کر دیں گے کیونکہ آج رات ہماری آمد کے بعد ان کی بستی میں حملہ ہوا ہے اور ہم سب ان کی نظروں میں غمست بن چکے ہیں۔“ ڈرنگن نے چیخے ہوئے کہا۔ سب ہی جڑبڑا کر اٹھے اور انہوں نے فوراً اپنے اپنے حیلوں سے اٹھ

اور وقتی بم نکال لئے۔ گوکہ آگ ابھی تلک ان کے جھوپڑے تک نہیں پہنچی تھی مگر پھر بھی آگ کی چش ان سب کو محسوس ہو رہی تھی۔ وحشیوں کی چیخ و پکار سے کھرام بچا ہوا تھا اور وحشی مرد، عورتیں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

”چلو بھاگو۔“ فحط طارق چیخا۔ سب ہی پریشان اور ہراساں ایک طرف بڑھنے لگے۔ جس طرف آگ کی لپک کم تھی۔

”سر۔ آگ نے ہر سمت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے اب کیا کریں۔“ ہریش زور سے چلایا۔

”میرے خیال میں اس طرف آگ کم ہے یہی فوراً بچ لگاتے ہوئے بھڑکتی آگ کو کراس کریں۔“ ڈاکٹر سائمن اونچی آواز میں بولا کیونکہ وحشیوں کی چیخوں سے کھرام بچا ہوا تھا۔

”مگر ماسٹر سیون۔ ہم سب کے پاس ایمونیشن ہے اگر ایمونیشن پٹ گیا تو ہم سب دردناک موت مارے جائیں گے۔“ رالف نے حیرت سے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب درست کہتے ہیں۔ بچ لگاتے ہوئے تیزی سے گزرتے ہوئے کچھ نہیں ہوگا۔ اگر آگ مزید بھڑک اٹھی تو ہم سب جل کر رہ جائیں گے۔ ویسے بھی ابھی تو وحشی اپنی مصیبت میں ہیں۔ اگر تھوڑا سنبھل گئے تو ہم سب پر حملہ کر دیں گے۔“ کرش فریدی نے گویا حکم دیا۔ ویسے تو اس صورتحال سے قاسم اور نوٹی بھی پریشان تھے مگر انیسٹر آصف بہت ہراساں تھا کیونکہ اس کے وہم و گمان میں بھی

نہیں تھا کہ حالات اس طرح بھی اچانک خطرناک ہو جائیں گے۔ کبھی بپ لگا کر بھرتی ہوئی آگ کو کراس کرنے لگے مگر قاسم، ٹونی اور انسپکٹر آصف گھبرا کر دہیں گھڑے تھے کہ اچانک کرنل فریدی نے ایک ہاتھ میں انسپکٹر آصف کا ہاتھ پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ٹونی کا پکڑا اور ان دونوں کو بازوؤں کی گرفت میں لیتے ہوئے لمبا بپ لگاتے ہوئے آگ کو کراس کر گیا کیونکہ آگ کی پک اب بہت بھڑک چکی تھی۔ دفعتاً ڈاکٹر سامنن نے دیوے زاد قاسم کو اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور پوری قوت سے بپ لگاتے ہوئے بھرتی ہوئی آگ کو کراس کر گیا۔

"ویلن ڈاکٹر صاحب۔ ہمت ہے آپ کی کہ اس بھینسے کو اٹھا کر بھرتی ہوئی آگ کو کراس کیا ہے۔" کپٹن حمید نے حیرت سے ڈاکٹر سامنن سے کہا۔ ایک دفعہ پھر سب تاریک جنگلوں میں تھے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنن نے تیز تارچی کو روشن کیا اور پھر بھی تاریک جنگلوں کے مسافر تھے۔ حالات اتنی تیزی سے بدلے تھے کہ کسی کو سوچنے کا موقع نہیں ملا تھا۔

"سر۔ میرے خیال میں یہ آگ ماسٹر باغ کے کارندوں نے لگائی ہوگی۔" روزانے اندازہ لگایا۔

"ظاہری بات ہے۔ ہم اسی کے علاقے میں آئے ہیں اور اسے ہی مارنے کا ارادہ ہے۔ آخر اس نے ہماری کارروائی تو روکی ہے۔ انیمیشن کو بے دریغ استعمال نہیں کرنا کیونکہ اب ہمارا دردوں، دشمنوں اور خاص کر ریہہ ڈبھہ والوں سے معرکہ ہوگا۔" کرنل فریدی نے

جواب دیا اور سب کو تنبیہ کی۔ ان دونوں پارٹیوں کو معلوم نہیں تھا کہ ماسٹر باغ ریہہ پاور جیسی خوفناک ایجاد بنا چکا ہے اور اس کے ذریعے دھنوں اور ریڈیو کے لائیو میں آنے والی کئی پارٹیوں کو مروا چکا ہے کیونکہ یہ اتفاق ہی تھا کہ یہ دونوں پارٹیاں جن علاقوں سے گزری تھیں وہاں ریہہ ڈبھہ کے ہر کاروں نے ریہہ پاور کے آلات نصب نہیں کئے تھے۔ اب یہ سب بہت سی کو کافی پیچھے چھوڑ آئے تھے اور آدھی رات کو تاریک جنگل میں بھٹک رہے تھے۔ چونکہ رات کے وقت درندے جاگ اٹھتے ہیں اس لیے ڈاکٹر سامنن نے سب کو اکٹھا ہی چلنے کا حکم دیا تھا تاکہ کوئی درندے کا شکار نہ بن جائے۔ اچانک ان سب کو دھمکوں کی آواز سنائی دی تو ڈرگین اور طارق کے کان کھڑے ہو گئے۔ ایک تو جنگل بہت گھنا تھا دوسرا رات کا وقت تھا اس لیے سب ہی پریشان تھے۔ اب دھمک سے زمین چلنے لگی تھی اور دھمکوں کی آواز مزید تیز ہو گئی تھی۔ دفعتاً ہاتھیوں کی چنگھاڑ سنائی دی تو سبھی خوفزدہ ہو گئے۔ ایک ہی آفت ان کی منتظر تھی۔ ڈاکٹر سامنن، کرنل فریدی اور ان کے ساتھیوں نے تیز رفتار روشنی کی مار تین بند کر دیں۔ سب ہی طارق اور ڈرگین کی ایما پر چبھے بہت گئے اور کھنٹی بھانڈیوں میں چھپ گئے۔ چند لمحوں بعد ٹھیک اسی جگہ جہاں چند لمحوں پہلے دونوں پارٹیاں کھڑی تھیں وہاں سے ہاتھوں کا غول گرنے لگا۔ تاریکی ہونے کے باوجود سب کو ہاتھوں کے نیوے نظر آ رہے تھے۔ ہاتھوں کا غول کسی طور بھی دوسو سے کم نہ ہوگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک ہاتھوں کا غول اس

جگہ سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”کرل صاحب۔ آخر ہم لوگ جا کہاں رہے ہیں۔ کہیں غلط سمت میں نہ نکل جائیں۔“ ڈاکٹر سائمن نے سوال کیا۔

”نہیں ڈاکٹر صاحب۔ میرے اندازے کے مطابق ریڈ وڈجھ کا ہیڈ کوارٹر جنگل کے وسط میں ہے اور ہم صحیح سمت میں جا رہے ہیں۔“ کرل فریدی نے جواب دیا۔ عمران اور ڈاکٹر سائمن ایک دوسرے کو صرف نام سے ہی پکارتے تھے مگر کرل فریدی اور ڈاکٹر سائمن ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔ ایک دلدہ پھر نہ رہیں ہلا دی گئیں اور وہ سب پھر آگے بڑھنے لگے جہاں ہاتھوں کے لشکر نے سہاراؤں کو روانہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ دونوں پارٹیاں انہی تھیں اس لئے مادام کوٹشیا اتفاق سے قاسم کے ساتھ ہی چل رہی تھی۔

”اگر آپ تحقیق غلطی ہوں تو مائیں آپ کو غندوں پر بٹھا لوں۔“ قاسم نے فریڈ کوٹشیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔“ کوٹشیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مسٹر قاسم۔ اس مہم میں کرل فریدی صاحب تین تین میٹھی آنکھیں لے کر آئے ہیں۔ بہت مزا آ رہا ہے۔“ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچانک ایک درخت سے ایک سرخ رنگ کی روشنی آئی اور اس لہر کے بعد ایک ناگوار بوجھیل گئی۔

”یہ کیسی روشنی تھی اور یہ کیسی ہے۔“ سب ہی حیرت سے ایک

دوسرے سے پوچھنے لگے کہ اچانک درختوں پر سے روشنی کوہنے لگے اور شور مچاتے ہوئے ان کے گرد اکٹھے ہونے لگے۔ ایک روشنی نے اپنا نیزہ کرل فریدی کی طرف پھینکا جسے کرل فریدی نے اچک لیا۔ ان سے روشنیوں کو دیکھ کر کیپٹن حمید اور مائیکل نے بغیر کچھ سوچے پھلوں کے فائر کھول دیا مگر صرف غریغہ کی آواز ابھری۔

”ارے یہ کیا۔ یہ ہمارے پھل کیوں نہیں پل رہے۔“ دونوں حیرت اور خوف سے چلائے۔ کوٹشیا اور رشید نے وقتی ہم ان روشنیوں پر مارے مگر وہی انجام وقتی ہم بھی ناکارہ ہو چکے تھے۔ ریڈ پاؤں کی لہر کے بعد ان کی ٹارگیٹیں بھی ناکارہ ہو کر بند ہو چکی تھیں۔

”ارے۔ یہ کیا۔ ہماری ٹارگیٹیں کیسے بند ہو گئیں۔“ کرل فریدی اور ڈاکٹر سائمن حیرت سے چلائے۔ روشنی چلتے چلاتے ہوئے ان کے گرد اکٹھے ہو کر خوش سے چاٹنے لگے۔ ان روشنیوں نے ملتی ہوئی ٹکڑیاں ہاتھوں میں لے رکھی تھیں۔ جن کی وجہ سے جنگل کی تاریکی قدرے کم ہو گئی تھی۔

”سر۔ ہمارا اسلحہ کام نہیں کر رہا۔“ جگدیش خوف سے متحین گن کو چلانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے چلائی۔

”مائیکل سیون۔ ہمارا اسلحہ جام ہو چکا ہے۔“ رالف بھی زور سے چیخا۔ دفعتاً ڈاکٹر سائمن نے اپنی ٹیٹ کو پر لیں کیا تو اس بار کوئی روشنی اس کی شرٹ کے اندر پہنی ہوئی جیکٹ سے نہ نکلی۔ ڈاکٹر سائمن نے اپنا منی پیسٹ کپیڈر نکال کر دیکھا تو وہ بھی بند تھا۔

"کرئل صاحب۔ اس سرخ لہر میں ایسی خوفناک ریڑھیں جس سے ہمارا سب سانس سسٹم اور ایمونیشن ناکارہ ہو چکا ہے۔" ڈاکٹر سائمن نے مایوسی سے کرئل فریدی کو کہا۔

"آف ڈاکٹر صاحب۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ماسٹر بارخ بیجا شیطان اتنی خوفناک ایجاد بھی بنا لے گا جس سے ہر قسم کا اسلحہ اور سائنسی نظام چاہ ہو جائے گا۔" کرئل فریدی نے غور سے رقصاں وحشیوں کو دیکھتے ہوئے فکر مند کی سے کہا۔ چند ہی لمحوں میں تقریباً پڑھ سو کے قریب وحشی ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

"کیا چاہتے ہو تم لوگ۔ ہم لوگ دیوتا شکاری کے پیاری ہیں۔" افغان طارق زور سے چلایا۔

"ہم سب دیوتا شکاری کو نہیں مانتے۔ وہ راکون قبیلہ دیوتا شکاری کا بیروکار ہے جہاں سے تم لوگ آ رہے ہو۔ راکون قبیلے نے نذکات دیوتا کے حکم کی خلاف ورزی کی اور دیوتا نے ان کے قبیلے کو تباہ کر دیا ہے۔ ہمیں دیوتا نذکات نے حکم دیا ہے کہ تم سب کو گرفتار کر لیا جائے اور اب تم سب ہمارے نیزوں کی زد میں ہو۔" ایک لمبے قد اور مضبوط جسم کے وحشی نے جواب دیا۔ جس نے سرکنڈوں کا بنا ہوا ایک تاج سر پر پہنا ہوا تھا۔

"جہارا دیوتا نذکات نقلی دیوتا ہے اور شعبہ دے دکھا کر تم پر قابض ہے اور ہم تمہارے نقلی اور ظالم دیوتا سے لڑنے آتے ہیں۔" اس بار ڈریگن نے جواب دیا۔ چونکہ کرئل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کئی مرتبہ

مختلف مہمات میں تاریک براعظم افریقہ اور جنوبی افریقا کے خطرناک گھنے جنگلوں میں سفر کر چکے تھے۔ ویسے طارق اور ڈریگن نے بھی ان کو کئی افریقی زبانوں سے روشناس کرایا تھا۔ اس لئے یہ دونوں بھی ان وحشیوں کی زبان سمجھ رہے تھے۔

"نہیں۔ ہم تم سب کو گرفتار کرتے ہیں۔ سب ہمارے ساتھ آگے بڑھو۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ عقیم دیوتا نذکات نے اپنے سرخ جادو سے تم سب کے آگے اگنے والے ہتھیاروں کو ناکارہ کر دیا ہے۔ اب تم سب چپ چاپ ہمارے ساتھ چلو ورنہ ہمیں پر ہم نیزوں سے تم سب کا خاتمہ کر دیں گے۔" وحشی سردار نے چیختے ہوئے گویا حکم دیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ ہم لوگ کئی مرتبہ تاریک جنگلوں کا سفر کر چکے ہیں مگر ایسی خوفناک صورتحال سے کبھی دوچار نہیں ہوئے کہ ہمارا تمام ایمونیشن اس طرح اچانک ناکارہ ہو جائے۔ ماسٹر بارخ نے ہمیں بے بس کر دیا ہے اس لئے فی الحال ہمیں ان وحشیوں کے ساتھ چلنا چاہئے۔ آگے جا کر چلانے جائیں گے۔" کرئل فریدی نے ڈاکٹر سائمن کی طرف دیکھ کر مشورہ دیا۔

"ویسے کرئل صاحب۔ یہ تو بہت خطرناک ایجاد ہے۔ کچھ بھی ہو جائے اب تو ہمیں اپنی جانوں پر بھروسہ کرنا پڑے گا ورنہ وہ شہر سائنس دان اپنی خوفناک ایجاد کے ذریعے دنیا پر آسانی سے قبضہ کر لے گا اور دنیا میں تباہی پھیل جائے گی۔" ڈاکٹر سائمن سنجیدگی سے کہا۔

”ماسٹر سیون۔ اب ہم اس وافر مقدار میں موجود ایٹومیشن کا کیا کریں۔“ ہرشل نے فکر مند ہی سے پوچھا۔

”میرے خیال میں تمام ایٹومیشن ناکارہ ہو چکا ہے اس لئے ہمیں اس بوجھ کو یکیشی بھجودینا چاہئے۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ ڈاکٹر سائمن نے جواب دیا تو سب نے اپنا اپنا اسلحہ وہیں پھینک دیا۔ اب سب ہی وحشیوں کے ٹرٹے میں آگے بڑھنے لگے۔ تقریباً مسلسل دو گھنٹے چلنے کے بعد وہ سب وحشیوں کے قبیلے میں پہنچ گئے۔

بستی کے دیگر وحشی مرد، عورتیں اور بچے اپنی خوراک کو دیکھ کر وحشی سے اچھلنے لگے کیونکہ کافی عرصہ بعد ان وحشیوں کے جتنے مہذب دنیا کے لوگ آئے تھے۔ بستی جنگل میں موجود کھلی جگہ پر تھی اور کھلی جگہ پر ترحیب سے سرکنڈوں کے جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ ڈرنگن اور طارق نے دوران ستران وحشیوں سے پوچھ لیا تھا کہ ساراں نامی اس قبیلے کا بھی دیگر قبیلوں کی طرح پہلے اپنا دیوتا ہے مگر اب وہ دیوتا نزکات کے پجاری ہیں اور دیوتا نزکات کے کہنے پر انہوں نے راکون قبیلے پر رات کی تاریکی میں حملہ کیا تھا اور بتایا کہ دیوتا نزکات نے حکم دیا تھا کہ ان کے دشمن راکون قبیلے میں موجود ہیں اور ان کے پاس آگ اگنے والے ہتھیار ہیں اس لئے جب تک سرخ چادرنہ ہو ہم سب چھپ کر چھپا کریں۔ سرخ روشنی کے بعد دیوتا کے دشمنوں کے ہتھیار ناکارہ ہو جائیں گے۔ اس وقت دشمنوں کو گھبرا جائے۔ اس طرح ہم نے دیوتا نزکات کے کہنے پر عمل کیا اور ان کی سرخ چادروالی روشنی نے تم سب

کو بے بس کر دیا اور اب تم لوگ ہمارے پرانے دیوتا کے نام پر قربان ہوں گے پھر بستی میں تم سب کا گوشت تقسیم کیا جائے گا اس طرح ہماری بستی میں خوشحالی ہوگی۔ بستی میں ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ ان سب کو ایک بڑے جھونپڑے میں قید کر دیا گیا اور بے شمار قوی جنگل وحشی جھونپڑے کے باہر پہرہ دینے لگے۔ چند لمحوں بعد ان کو دودھ، پھل اور گوشت پیش کیا گیا پیسے قربانی کے بکرے کو ذبح ہونے سے پہلے خوب کھلایا جاتا ہے۔ سب ہی خوفزدہ تھے مگر کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے چہرے پر خوف کی رقع تک نہ تھی۔

”خوب ڈٹ کر ناشتہ کرو۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ ڈاکٹر سائمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یاد رہے کہ ہم سب دنیا کے مانے ہوئے سیکرٹ ایجنٹ ہیں کئی مرتبہ تاریک جنگلوں میں آدم خور وحشیوں سے ٹکرا چکے ہیں اس لئے خوف اور پریشانی کو ذہن سے نکال دو۔“ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں گویا سب کو حکم دیا۔ سب ہی اب ناشتے پر ٹوٹ پڑے۔ سب نے دودھ اور پھل میر ہو کر کھایا البتہ گوشت کسی نے نہ کھایا۔ ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی کے قتل دینے کے بعد ڈرنگن اور خاص کر قاسم تو گویا کھانے کی مشین بن چکے تھے۔ جیسے ڈرنگن اور قاسم کا کھانے کا مقابلہ ہو۔

”آہا آہا گمیا۔“ قاسم نے ناشتہ کرنے کے بعد لمبی ذکر لیتے ہوئے پاؤں پھیلا کر لیٹتے ہوئے کہا۔

”اے مونے حرام خور۔ دیکھ نہیں رہا، یہاں خواتین بھی ہیں اور تو ناشتہ کرنے کے بعد پاؤں پھیلا کر لیٹا ہے جیسے اپنی کوٹھی میں سو رہا ہو۔“ انسپکٹر آصف نے قاسم کو اس طرح لیتا دیکھ کر ناگواری سے کہا۔

”اے حرام گھور تو کھد ہے۔“ قاسم زور سے دھاڑتا ہوا اٹھا۔

”ارے قاسم۔ آرام سے بولو۔ یہ سڑکارا کیا کہیں گی کہ قاسم اتنا ٹراکا ہے۔“ ٹیکشن حید فوراً بولا۔ قاسم نے ایک نظر بیرو سڑکارا کو دیکھا اور فوراً منہ پر انگی رکھ لی جیسے انسپکٹر آصف سے الجھ کر غلطی کی ہو۔ سب ہی قاسم کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔

”سڑ آصف۔ تم میرے دوست کو پریشان مت کیا کرو۔“ ٹوٹی نے سمجھاتے ہوئے انسپکٹر آصف سے کہا۔ انسپکٹر آصف نے موٹن ہی رہا۔

”پلہ۔ تم سب کی قربانی کا وقت ہو چکا ہے۔“ دفعتاً وحشی سردار نے جھوپڑے میں داخل ہوتے ہوئے سب کو حکم دیا۔ ڈریگن نے فوراً قربانی کی۔

”اب کون سی قربانی۔ میرے دوست ڈاکٹر اور کرنل تم سب کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ کر رکھ دیں گے۔ کس روز۔ ذرا محبت کا اظہار کرتا۔ میں ڈاکٹر اور کرنل کو ایسا آئینڈیا دوں گا کہ یہ وحشی دم دیا کر بھاگتے نظر آئیں گے۔“ ٹوٹی نے ہاتھ بچاتے ہوئے وحشی سردار کو آنکھیں دکھائیں۔ پھر روزا کا ہاتھ پکڑ کر اسے مسکرانے کا مشورہ دیا۔

”بابا رحم۔ روزا تم سے محبت کا اظہار بھی کرے گی مگر ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب ہی ٹوٹی

کی بات پر مسکرانے لگے۔ البتہ انسپکٹر آصف حیران تھا کہ یہ کس محبت کے اظہار کا ذکر کر رہا ہے۔ اب سب ہی جھوپڑے سے باہر نکل آئے۔ باہر جشن ہو رہا تھا۔ وحشی کنواری لڑکیاں ان کو دیکھ کر تپتے لگیں کیونکہ آج دیوتا کے نام پر سب کو قربان ہونا تھا۔ وحشی مرد بھی ان سب کو ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے یہ سب قربانی کے بکرے ہوں۔

”مسٹر غوثی۔ بڑی ٹھوکی نکل فتویاں ہیں یہ سالی آدم گھوڑ۔“ قاسم نے وحشی لڑکیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں قاسم۔ مگر یہ فیضی آنکھیں ہمیں غوثی لگا ہوں سے دیکھ رہی ہیں جیسے ہم قربانی کے بکرے ہوں۔“ ٹوٹی نے جواب دیا۔ اب وحشی ان کو لے کر ندی کے کنارے لے گئے جہاں ایک کنواں بنا ہوا تھا۔

”تم ہمیں یہاں کیوں لے آئے ہو۔“ طارق نے حیرت سے وحشی سردار سے پوچھا۔

”اس مقدس کنوین میں ہمارا دیوتا رہتا ہے جو عرصہ دراز سے زندہ ہے۔ ہم ہر ماہ اپنے دیوتا کے نام پر ایک قربانی کرتے ہیں۔ اس طرح دیوتا ہم سے خوش رہتا ہے اور ہم پر خوشحالی کی بارش کرتا ہے۔“ یہ کہہ کر وحشی سردار نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے روزا کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ سے کلارا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”یہ دونوں خوبصورت ناریاں دیوتا نذاکت کی منظور نظر ہیں۔ اس لئے یہ قربان نہیں ہوں گی۔ باقی تم سب خوش قسمت ہو کہ دیوتا کے نام پر قربان ہو گئے۔“ وحشی سردار نے ادباًش نظروں سے روزا اور کلارا کو

دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ دیکھ کر طارق اور ذرنگین کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ وحشی سردار نے روزا اور کارا کو جن کران کی مشکل کسی حد تک آسان کر دی تھی کیونکہ بغیر اسلحے کے یہ سب سینکڑوں کی تعداد میں وحشیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں ناریوں کی خاطر ہم میں سے کوئی دو افراد تمہارے دیوتا سے لڑ سکتے ہیں کیونکہ تم نے دو ناریاں جلی ہیں۔“ ذرنگین نے کہا۔ طارق اور ذرنگین یہاں آتے ہوئے ان وحشیوں سے معلوم کر چکے تھے کہ ان کا دیوتا ایک مگر چھ ہے جسے یہ دیوتا جان کر پوجتے ہیں۔ بقول ان کے کہ ان کا یہ دیوتا صدیوں سے زندہ ہے اور قربانی پر ان پر خوشامی نازل کرتا ہے۔

”کیا مطلب۔ تم ان ناریوں کی خاطر ہمارے دیوتا سے ٹکر لو گے۔“ وحشی سردار نے حیرت سے پوچھا جیسے اس یقین نہ آ رہا ہو۔ ”ہاں۔ کیونکہ تم نے جن کو چنا ہے یہ دونوں ہماری دیویاں ہیں اور یہ دونوں دیوتا ہیں اور قبیلے کے اصول کے مطابق ہمارے دیوتا تمہارے دیوتا سے جنگ لڑیں گے۔ اگر ہمارے دیوتا تمہارے دیوتا سے شکست کھا گئے تو بے شک تم ہم سب کو اپنے دیوتا کے نام پر قربان کر سکتے ہو۔“ اس بار ذرنگین نے وحشی سردار سے کہا۔

”ہاں۔ ہمارے قبیلے میں بھی صدیوں سے یہی اصول ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ناری کی خاطر دیوتا سے لڑنے کا کہے تو ہم اسے اجازت دے دیتے ہیں مگر تاکہ اس کی صورت میں تم سب کے اعضا علیحدہ علیحدہ

کات کر نہیں تو پتا تو یہ کہ قربان کیا جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تم لوگ آسمان موت مرنا پسند کرو گے۔“ وحشی سردار نے کہا۔

”نہیں۔ اس اصول کے مطابق تم ہمیں اپنے دیوتا سے لڑنے کا موقع دو۔ اگر ہم ناکام ہو گئے تو تم لوگ بے شک ہمیں ہر طریقے سے قربان کر سکتے ہو۔“ طارق نے لڑی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ گرش فریدی اور ڈاکٹر سامن بھی نور سے ذرنگین اور طارق کو وحشی سردار سے باتیں کرتے نور سے سن رہے تھے۔ یہ دونوں بھی پریشان تھے کہ ان سینکڑوں کی تعداد میں وحشیوں سے بغیر اسلحے کے کسی طرح نمٹا جائے گا مگر اب ایک سو حال دیکھ کر دونوں مطمئن ہو گئے۔ سب وحشیوں میں سرانگمی پھیل گئی کیونکہ ان کی زندگی میں کسی قیدی نے اپنی ناری کی خاطر ان کے دیوتا سے ٹکر لینے کی کوشش نہیں کی تھی۔ تمہارے دیوتا کون ہیں اور کیا تمہارے دیوتا ہی ان ناریوں یعنی تمہاری دیویوں کی خاطر ہمارے دیوتا سے لڑیں گے۔“ وحشی سردار نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

”ہمارے دیوتا یہ ہیں۔“ طارق نے کرل فریدی اور ڈاکٹر سامن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”مگر اس کا فیصلہ اب ہو گا کہ ہماری دیویوں کی خاطر کون لڑے گا۔“ طارق نے دوبارہ جواب دیا۔

”میں اس دیوی کی خاطر تمہارے دیوتا سے لڑنے کا چیلنج کرتا ہوں۔“ ڈاکٹر سامن نے وحشیوں کی زبان میں ہر مٹرکارا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زوردار لہجے میں کہا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے مگر اس جہاز کی خاطر کون لڑے گا۔“ دھڑکی
سروار نے روزا کی طرف اشارہ کر کے خوش ہوتے ہوئے کرنل فریدی
کی طرف موالیدہ لنگھ بھون سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ کیونکہ اسے مکمل یقین
تھا کہ ان کا صندوق سے زندہ رہنے والا دیوتا جیتنے کرتے والوں کو
موتوں میں چیر پھاڑ کر چٹ کر جائے گا۔ سب یہ سمجھ رہے تھے کہ کرنل
فریدی فوراً ہاں کہہ دے گا مگر کرنل فریدی خاموش رہا۔

”میں لڑوں گا اس مٹی آگے کی خاطر۔“ ٹوٹی تیز لہجے میں بولا۔

”نہیں۔ مائیں لڑوں گا مٹی روہا کے لئے۔“ قاسم اپنا سینہ
ضوٹک کر بولا۔

”ہں۔ فیصلہ ہو گیا۔ میں اس روزا کی خاطر اپنے مائیں سیون کے
ساتھ اس کوئیں میں کوہوں گا اور ان کے دیوتا سے لڑوں گا۔“ ڈرکین
نے کہا۔

”روزا تم فکر نہ کرو میں تمہارے لئے لڑوں گا۔ یہ پتھر تمہارے
لئے کچھ نہیں کر سکتا۔“ کیپٹن حید نے کرنل فریدی کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں کیپٹن حید۔ میں اور ڈاکٹر صاحب جیتنے قبول کریں گے۔“
بریش نے کیپٹن حید کو ٹوکتے ہوئے کہا تو انسپکٹر ریکھا نے آنکھ اٹھا کر
غور سے ہریش کو دیکھا جیسے اس کا یہ فیصلہ اسے پسند نہ آیا ہو۔ گو کہ
انسپکٹر ریکھا نے ہریش سے محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر اسے پسند ضرور
کرتی تھی اور ہریش تو دل و جان سے انسپکٹر ریکھا سے پیار کرتا تھا مگر

ستم ظریفی یہ کہ انسپکٹر ریکھا کا دل خشک مزاج کرنل فریدی کے لئے
دھڑکتا تھا۔

”ہں۔ سب خاموش ہو جاؤ۔ روزا کی خاطر میں اور ڈاکٹر صاحب
جائیں گے۔“ دھڑکتا کرنل فریدی خشک اور تیز لہجے میں بولا۔

”واہ واہ سبحان تیری قدرت۔ آج تو پتھر سے چشمہ پھوٹ
کھا۔“ کیپٹن حید نے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

”بکومت۔ ہم وہاں ڈاکٹر کرنے نہیں بلکہ موت سے لڑتے جا
رہے ہیں۔“ کرنل فریدی نے کیپٹن حید کو ڈانٹا۔ کرنل فریدی کا یہ
فیصلہ سن کر انسپکٹر ریکھا کا دل بچھ گیا اور وہ یاس بھری نگاہوں سے روزا
کو دیکھنے لگی۔ روزا کے چہرے پر تو کوئی تاثر نہیں تھا مگر کرنل فریدی کا
فیصلہ سن کر اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ کرنل فریدی روزا سے محبت تو
نہیں کرتا تھا مگر چاہتا ضرور تھا کیونکہ روزا اس کی طرح کم گو اور سنجیدہ
لڑکی تھی اور کبھی ریکھا کی طرح جذباتی نہیں ہوتی تھی اور روزا کی یہی
اداکر کرنل فریدی کو اچھی لگتی تھی۔

”جیتک پو سر۔ آپ میری خاطر موت کے منہ میں جا رہے
ہیں۔“ روزا نے سنجیدہ لہجے میں ادب سے کہا۔

”کوئی بات نہیں ہے روزا۔ اگر تمہاری بجائے میرا کوئی اور ساتھی
بھی ہوتا تو میں اس کی خاطر خود ہی لڑتا۔“ کرنل فریدی نے خشک
لہجے میں کہا۔

”تو تم دونوں نے اپنی دیویوں کی خاطر ہمارے دیوتا سے جیتنے کیا

ہے۔" وحشی سردار نے سوالیہ نظروں سے کرگل فریدی اور ڈاکٹر ساسن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ ہم دونوں تڑپ گئے تھارے دیوتا سے اور اگر ہم تمہارے دیوتا کو شکست دے دیں گے تو کیا تم پھر ہماری دیویوں اور پجاریوں کو پھونو دو گے۔" ڈاکٹر ساسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ ناممکن ہے کہ تم ہمارے دیوتا کو شکست دے سکو لیکن اگر ایسا ہو گیا تو ہم صدیوں پرانے اصول کے مطابق تمہاری اطاعت قبول کر لیں گے۔" وحشی سردار نے سر ہلاتے ہوئے تیز لہجے میں جواب دیا۔

"اگر ظالم دیوتا نزاکت نے تمہیں ہمیں مارنے کا حکم دے دیا تو پھر تم کیا کرو گے۔" کرگل فریدی نے نیا سوال کیا۔

"نہیں۔ ہم اپنے صدیوں پرانے اصول کو نہیں توڑ سکتے۔ اگر دیوتا نزاکت نے ایسا کوئی فیصلہ سنایا تو ان کو خود یہاں آکر تم میں سے کسی ایک سے جنگ کرنی ہوگی پھر دیوتا نزاکت کی جیت پر ہی ہم اس کے فیصلے کے پابند ہو گئے مگر اس کا وقت نہیں آئے گا اور ہمارا دیوتا ہمارے ہی تم دونوں کو چٹ کر جائے گا اور تمہارے پجاریوں کا انجام عورت ناک موت ہوگی اور تمہاری یہ دیویاں میری بیویاں ہوں گی۔" وحشی سردار نے یقین سے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب سمجھ گئے کہ کنویر میں موجود مگرچہ ہی ان کا دیوتا سادیر ہے۔ اچانک ایک بوڑھا کرگل فریدی اور ڈاکٹر ساسن کی طرف بڑھا۔

"میں اس قبیلے کا مہنت ہوں اور اب بھی تم دونوں کو تنبیہ کرتا

ہوں کہ اپنی دیویوں کی خاطر ہمارے دیوتا سے نکرٹ لو۔ قربانی تو تم سب کا مقدور بن چکی ہے پھر کیوں اپنے پجاریوں کے لئے عورت ناک موت کا فیصلہ کرتے ہو۔ ہمارا دیوتا تم دونوں کو چیر پھاڑ کر عورت ناک موت سے دوچار کر دے گا۔" بوڑھے مہنت نے ان دونوں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"تیار یاں کرو۔ ہم تمہارے دیوتا کو شکست دے کر آئیں گے۔" ڈاکٹر ساسن نے نحوس لہجے میں گویا حکم سنایا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم لوگوں کی مرضی، ہم ایک پہر تک تم دونوں کا انتظار کریں گے اگر تم نہ آئے تو تمہارے پجاریوں کو اصول کے مطابق عورت ناک موت سے دوچار کر دیا جائے گا مگر تمہارے آنے پر ہم تمہیں اپنے صدیوں کے بنے اصول کے مطابق اپنا دیوتا مان لیں گے جو کہ ناممکن ہے۔" بوڑھے مہنت نے سر ہلاتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا۔ اب سب وحشی حیرت سے کرگل فریدی اور ڈاکٹر ساسن کو دیکھنے لگے جو موت کے منہ میں گونہ چارہ رہتے۔

"ٹھیک، ان دونوں کو دیوتا کے بھت میں۔" بوڑھا مہنت چلایا مگر اس سے پہلے کہ وحشی بوڑھے مہنت کا حکم سن کر ان کی طرف بڑھے دونوں نے خود ہی کنویر میں چھانک لگا دی۔ کرگل فریدی اور ڈاکٹر ساسن پانی کی گہرائی میں ڈوبتے چلے گئے پھر دونوں ماہر تیراک کی طرح پانی کی سطح پر ابھرے۔

"کہاں ہو گا مگر چھ۔" ڈاکٹر ساسن نے اپنی ناگ سے بندھے

ایک تیز دھار خنجر کو کھولتے ہوئے پوچھا۔

”شاید وہ اس وقت اپنے بھٹ میں ہے۔“ کرنل فریدی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا اور اپنے بازو سے بندھا ایک تیز دھار خنجر نکال لیا۔ ڈاکٹر سامنٹ نے دیکھا تو پانی کی سطح سے ایک فٹ اوپر ایک غار کا بہت بڑا دبانہ نظر آ رہا تھا۔ یہ کنواں اوپر سے تنگ مگر اندر سے ایک چشمے کی صورت میں تھا۔

”کیا ہم اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں؟“ ڈاکٹر سامنٹ نے مشورہ کیا۔

”نہیں ڈاکٹر صاحب۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہ ہو گا جیسے ہی مگرچھ اپنے غار سے باہر نکلے گا ہم چشمے میں کھلی جگہ پر اس کا مقابلہ کریں گے۔“ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

”جیسا آپ مناسب سمجھیں۔“ ڈاکٹر سامنٹ نے کہا۔ دونوں پانی میں تیرتے رہے۔

”میرے خیال میں ہمیں غار میں گھس کر دیکھنا چاہیے۔ لگتا ہے مگرچھ سو رہا ہو گا۔“ اس بار کرنل فریدی نے کہا۔

”اطمین دیکھتے ہیں۔“ ڈاکٹر سامنٹ نے کہا۔ مگر وہ ابھی غار میں گھسنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ان کو دو انگارے نظر آئے۔ دراصل یہ انگارے نہیں وحشیوں کے دیوتا خوفناک مگرچھ سادیر کی آنکھیں تھیں۔ دونوں تیرتے ہوئے تیزی سے پیچھے ہٹ گئے۔ مگرچھ نے غار سے اپنا سر نکالا اور آگے کی طرف سر کا پھر جب وہ پانی میں گرا تو ایک زوردار

جھپکا ہوا۔ اوپر سے وحشی دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہ مگرچھ کسی طرح تیس فٹ سے کم نہ ہو گا۔ اس خوفناک مگرچھ سے مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں تھی مگر دونوں نے ایک دوسرے کو مسترد کر دیکھا اور اس خوفناک مغزیت سے بڑے کے لئے تیار ہو گئے۔

”میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب۔ ہمیں یکپاٹھ نہیں رہنا چاہئے بلکہ الگ الگ رہ کر اس موذی پر حملہ کرنا چاہئے۔“ کرنل فریدی نے کہا۔ خوفناک مگرچھ پانی کی سطح پر تیرتا ہوا تیزی سے ان کی طرف آ رہا تھا۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنٹ ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔

انہوں نے اپنے اپنے خنجر اپنے ہاتھ میں لے رکھے تھے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنٹ نے ڈبکی لگائی اور پانی کی گہرائی میں ڈوبتے چلے گئے۔ پانی اتنا صاف و شفاف تھا کہ آنکھیں کھولنے میں تکلیف کا احساس نہیں ہو رہا تھا اور ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی۔ مگرچھ کا رخ ڈاکٹر سامنٹ کی طرف ہو گیا کیونکہ ڈاکٹر سامنٹ اس وقت پانی کی سطح پر ابھرا تھا اس کی انگارہ آنکھوں کی چمک میں خاصا اضافہ ہو چکا تھا کیونکہ وحشیوں کے دیوتا کا ایک شکار اس کے قریب تھا۔ جب وہ ایک گز کے فاصلے پر رہ گیا تو ڈاکٹر سامنٹ نے اپنا کپ ڈبکی لگائی اور اندر ہی اندر تیرتا ہوا مگرچھ کے پیٹ کے قریب پہنچ گیا اور خنجر پوری قوت سے مگرچھ کے پیٹ میں گھونپ کر فوراً داہیں کھینچ لیا۔ خنجر کا دستہ آدھا مگرچھ کے پیٹ میں گھس گیا تھا۔ مگرچھ تیزی سے پلٹا مگر ڈاکٹر سامنٹ دوبارہ تیزی سے پانی کے اندر ڈبکی لگا چکا تھا۔ شفاف پانی میں سرخی

پہننے لگی کیونکہ نچر تھنے والی جگہ سے مگرچھ کے پیٹ سے خون رستے لگا تھا۔ اب کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامن پانی کی گہرائی میں تھے مگرچھ بھی پانی کی گہرائی میں اترنے لگا۔ اب اس کا رخ کرنل فریدی کی طرف تھا۔ کرنل فریدی نے حیرتی سے تیز شروع کر دیا کیونکہ وہ سوچ رہا تھا کہ حملہ کرنے سے پہلے مگرچھ کو تھکا دیا جائے کیونکہ مگرچھ اتنا بڑا اور ہماری بھر کم تھا کہ پانی میں ادھر ادھر مڑنا اس کے لئے ناممکن تھا اور جھٹکے کے بعد اس کی حالت ابتر ہو جاتی اور اس وقت حملہ کرنا زیادہ موثر ثابت ہوتا۔ مگرچھ بھی کرنل فریدی کے پیچھے لگ جاتا اور اسی سامن کے پیچھے۔ دونوں اسے پندرہ تیس منٹ پانی میں ڈھالتے رہے۔ اس طرح ایک کو موقع مل جاتا اور وہ سب آگ پر آ کر نہ لے لے لیتا۔ اب مگرچھ کچھ مجھڑا سامنی تھا اور اس کی حیرتی میں بھی سی آ گئی تھی۔ اب دونوں نے چار منٹ قدم اٹھانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ پھر شروع کر دیں اور اسی جگہ پر ہی تھیں۔ اب ایک رہا تھا کوئی حیرت انگیز بات ہو گئی ہو۔ فیصلے سے مگرچھ کی سرخ انکار و آگلیں مزید ایک رہی تھیں کیونکہ دھبوں کی طرف سے اس کے دھبے کو نذر کی گئی قربانیوں میں سے ایک قربانی بھی اس کا شکار نہیں بن سکی تھی اور غائب ہوا موقع تھا کہ اس کے دونوں شکار حد سے زیادہ زیادہ اور پھر تیلے تھے۔ ورنہ اب تک برسوں سے جیتے بھی شکار چھپکے جیسے تھے اس قوی ذہن اور خوفناک مگرچھ کو کچھ کہی خوف کے مارنے سے ہوش ہو جاتے تھے اور مگرچھ آرام سے اپنے شکار کو چٹ کر لیتا تھا مگر یہ دونوں

شکار ان شکاری کو ہی شکار کرنے پر تکتے ہوئے تھے۔ مگرچھ اس بار منہ سے خوفناک آوازیں نکالتا ہوا ڈاکٹر سامن کی طرف بھاگا تو اس بار کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور پوری قوت سے مگرچھ کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ نچر اس دھڑ والی جگہ میں ہی جمنا تھا۔ مگرچھ تکلیف کے باعث چٹکھڑاتے ہوئے حیرتی سے پلٹا مگر کرنل فریدی پیسے ہی نچر نکال کر تیزی سے گہرائی میں ڈبکی لگا چکا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تکلیف سے تڑپے ہوئے مگرچھ کی دم اگر اسے لگ گئی تو اس کی خیر نہیں۔ پانی میں شدید ڈھیل ہو گئی تھی۔ شفاف پانی خون سے سرخ ہونے لگا۔ اب مگرچھ بار بار منہ بھاڑنے لگا۔ پیٹ میں زخم تھنے اور تھکاوٹ کے باعث اب مگرچھ اپنے شکاروں سے ہی خوفزدہ معلوم ہونے لگا کیونکہ یہ مگرچھ کی بد قسمتی تھی کہ اس کے پھاریوں نے اس کے لئے وہ دو شکار بھیجے تھے جو دنیا کے سامنے ہوئے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ تھے اور موت سے بچنا آسانا تو ان کی عادت تھی۔ مگرچھ ایک بار پھر ڈاکٹر سامن کے پیچھے لگا مگر وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ ایک خطرہ پھر اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ وہ مسلسل اس کوشش میں تھا کہ ایک شکار کو پکڑ لے مگر کرنل فریدی بھی حیرتی سے آگے بڑھا اور مگرچھ کے خوفناک لہو تڑے منہ پر چڑھ کر اس سے چمٹ گیا۔ مگرچھ اپنا منہ پھر بھاڑنے لگا اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی اوپر نیچے ہونے لگا۔ مگرچھ منہ بھاڑتا تو اس کے دھبے کا اوپری حصہ بلند ہو جاتا مگر اس کے علاوہ کچھ نہ ہو سکا کہ پانی کی وافر مقدار مگرچھ کے پیٹ میں

ہنچ گئی۔ دفعتاً ڈاکٹر سائمن آگے بڑھا چونکہ گرچھ کی توجہ اس بار کرن فریدی کی طرف تھی اس لئے گرچھ ڈاکٹر سائمن کو نہ دیکھ سکا اور ڈاکٹر سائمن نے خنجر پوری قوت سے اس کی دائیں آنکھ میں گھونپ دیا۔ گرچھ اس بار چٹخا ڈاکٹر اس تیزی سے تڑپا کہ کرن فریدی کا ہاتھ اس کے دہانے سے پھوٹ گیا۔ دونوں بجلی کی سی رفتار سے پھر گرچھ سے دور ہٹ گئے کیونکہ گرچھ کے تڑپنے سے پانی میں شدید ہلچل ہو گئی تھی۔ اب گرچھ اپنے شکاروں سے بری طرح خوفزدہ ہو چکا تھا کیونکہ اس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔ گرچھ اپنے شکاروں کو چھوڑ کر دوبارہ اپنے بھٹ میں داخل ہونا چاہتا تھا مگر ڈاکٹر سائمن اور کرن فریدی اس کی دوسری آنکھ بھی پھوڑنے کے پیکر میں تھے۔ ویسے بھگ اس بھٹ سے لپ باہر نکلنے کا راستہ تھا۔ ضروری تھا کہ غارتگ کو پہنچنے سے پہلے ہی اس کی دوسری آنکھ چھوڑ دی جاتی۔ کرن فریدی اور ڈاکٹر سائمن ہوشیار سے گرچھ کے قریب پہنچے۔ ڈاکٹر سائمن تیزی سے گرچھ کے آگے ہوا تو گرچھ پھر اس کی طرف بڑھا۔ اس موقع کو دیکھ کر کرن فریدی اس کے منہ کے قریب پہنچ گیا مگرچھ نے جب محسوس کیا کہ خطرہ قریب پہنچ چکا ہے تو گرچھ نے پانی میں غوطہ کھایا مگر کرن فریدی اس کے دہانے سے لپٹ چکا تھا۔ مگرچھ دوبارہ قہار پازیاں کھانے لگا مگر جیسے ہی گرچھ سست ہوا کرن فریدی نے موقع دیکھ کر اس کی بائیں آنکھ میں خنجر گھونپ دیا تو گرچھ کی دوسری آنکھ بھی ضائع ہو گئی۔ کرن فریدی نے خنجر اس تیزی سے مارا تھا کہ خنجر اس کی آنکھ میں پھنس گیا تھا۔ کرن

فریدی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ ڈاکٹر سائمن نے پیچھے آکر گرچھ کے پیٹ میں ایک کاری وار کیا اور خنجر نکالے بغیر ہی کرن فریدی کی طرح پیچھے ہو گیا تھا۔ مگرچھ مکمل طور پر اندھا ہو چکا تھا اور اس کے حلق سے کریناک آوازیں نکلی رہی تھیں اور وہ اب کنویں کی پتھرلی دیواروں سے ٹکراتا پھرد رہا تھا۔ غالباً اسے اپنے غار کی تلاش تھی مگر اسے غار کیسے بتا دو مکمل طور پر اندھا ہو چکا تھا۔ اوپر اب بھی شور برپا تھا اور بہت سی گرد میں کنویں میں جھانک رہی تھیں۔

”خرا آگیا ہے“..... ڈاکٹر سائمن نے پانی کی سطح پر آکر کرن فریدی سے کہا جو اس کے ساتھ ہی ابھرا تھا۔ حالانکہ دونوں ہانپ رہے تھے۔

”ہاں ڈاکٹر صاحب۔ ہم انسانوں سے تو بڑے رہتے ہیں مگر آج ماسٹر باخ کی وجہ سے ہمیں یہ دلچسپ شکار ملا“..... کرن فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ اوپر شور کیا ہے“..... ڈاکٹر سائمن نے حیرت سے پوچھا۔

”میرے خیال میں وحشی شور مچا رہے ہیں کیونکہ گرچھ کی دردناک آوازیں اوپر ان کو سنائی دے رہی ہوں گی کیونکہ ہم نے ان کے دیوتا کو اندھا کر دیا ہے“..... کرن فریدی نے اندازہ لگایا۔

”ہاں۔ ان وحشیوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ ہم اس طرح ان کے دیوتا کو اندھا کر دیں گے“..... ڈاکٹر سائمن نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر پانی میں ڈبکی لگ گیا۔

تھیں گیا۔ دونوں نے سانس روک رکھے تھے۔ ڈاکٹر سائمن میں منت
تک سانس روک سکتا تھا اور کرنل فریدی تو آدھا گھٹنا سانس روک سکا
تھا۔ غار میں موجود سائمن کی جوڑی ان کو دیکھ کر ان کی طرف ہلکی۔
ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی ان سائمن کو دیکھ کر ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ
دنیا کے زہریلے ترین سانپ ہیں مگر اپنے شوق کی خاطر سائمن اس
چھکدار اور رنگ دار پھول کی طرف بڑھا۔ اچانک ایک سانپ بجلی کی
رفتار سے سائمن پر حملہ آور ہوا مگر ڈاکٹر سائمن پہلے سے ہوشیار تھا۔
ڈاکٹر سائمن نے پانی میں ہونے کے باوجود بجلی کی رفتار سے ایک
طرف ہوتے ہوئے چاقو کا وارہ سانپ پر کیا تو ایک ہی وار میں
سانپ کی گردن کٹ گئی۔ اچانک دوسرا سانپ ڈاکٹر سائمن پر حملہ آور
ہوا۔ ابھی ڈاکٹر سائمن پہلے سانپ سے نہرو آ رہا تھا مگر اس سے پہلے کہ
زہریلا سانپ ڈاکٹر سائمن کو کاٹنا کرنل فریدی کے چاقو نے اس کا کام
تمام کر دیا۔ اگر کرنل فریدی بروقت حملہ نہ کرتا تو اس زہریلے سانپ
کے زہر سے پانی میں ہونے کے باوجود ڈاکٹر سائمن کا جسم چند لمحوں
میں ہی کھل جاتا۔ ڈاکٹر سائمن نے تھیں آئینہ نظروں سے کرنل فریدی
کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس حیرت انگیز پھول کو چاقو کی مدد سے
بھر پوری مٹی ہٹا کر جڑوں سمیت اکٹھا کیا اور فوراً مٹی سمیت اس پھول
کو اپنی ہڈیوں والی جینٹ میں ڈال لیا اور خوشی سے مسکرانے لگا جیسے
اسے بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔ دونوں دوبارہ غار سے نکلے اور پانی کی
ٹاپر آکر سانس لینے لگے۔

”ارے یہ کیا۔ آپ اب کہاں جا رہے ہیں؟“ کرنل فریدی نے
حیرت سے پوچھا مگر ڈاکٹر سائمن پانی میں غوطہ لگا چکا تھا۔ کرنل فریدی
نے اندر سے گھرچھو کو دیواروں سے ٹکراتے دیکھا جو درہنگ آدھریں
لگاؤں ہوئے اپنے غار کو تلاش کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ کرنل
فریدی بھی پانی کی گہرائی میں غوطہ لگا گیا۔ بچتے پانی کی وجہ سے کوئی
کا پانی دوبارہ شفاف ہو چکا تھا۔ کوئی کا پانی کسی چشمے کی طرح منسلک رہا
تھا اور پتھروں کے رخنوں سے گزر کر آگے بڑھ رہا تھا۔ اس نے پانی
ایک مخصوص سطح تک ہی بلند تھا۔ کرنل فریدی نے پانی کی گہرائی میں
اب غور کیا تو گہرائی میں ایک غار تھا۔ ڈاکٹر سائمن اسی غار میں ایک
چاقو ہاتھ میں لئے کھس رہا تھا۔ اب کرنل فریدی سمجھا کہ ڈاکٹر سائمن
اس غار میں کیوں گھسا ہے۔ کرنل فریدی نے بھی اپنے لیے اس سے چاقو
نکال لیا۔ غار کے اندر کھلاتے ہوئے سائمن کا ایک جوتا حیرت رہا تھا مگر
غار کے اندر جو عجیب سے اہم چیز تھی وہ ایک پھول تھا جس سے روشنی
پھوٹ رہی تھی اور یہ پھول مختلف رنگوں کا تھا۔ پھول اتنا خوبصورت تھا
کہ کرنل فریدی بھی حیرت زدہ ہو گیا۔ اب کرنل فریدی سمجھ چکا تھا کہ
گھرچھو سے لڑائی کے دوران ڈاکٹر سائمن کی مقامی نظریں اس غار میں
موجود اس چمکتے ہوئے رنگ برنگے پھول پر پڑی ہوگی مگر سائمن نے
پہلے گھرچھو کا خاتمہ کرنے کے لئے اس کا ساتھ دیا تھا اور اب پھولوں کا
دیوانہ اس حیرت انگیز پھول کے حصول کے لئے اس غار میں کھس چکا
تھا۔ کرنل فریدی بھی ابہ درخ پانی کی گہرائی میں اس قدر ترقی غار میں

تھی۔ بے پناہ تعفن اور بدبو تھی۔ دونوں نے اپنے سانس روک لئے۔
ہڈیاں اور ہگے سڑنے جسم ان بدقسمت لوگوں کے تھے جو اس مگر چھ کے
خاکر ہوئے تھے۔ غار بہت طویل تھی۔ تقریباً تین منٹ چلنے کے بعد ان
کو روشنی کے آثار نظر آئے۔ ایک موڑ مڑنے کے بعد ان کو درختوں
سے اٹلی ایک پہاڑی نظر آئی۔ دونوں نے یہاں آکر سانس لیا۔ غار
سے نکلنے کے بعد ایک دفعہ پھر ان کو شرمائی دیا۔

”کرل صاحب۔ آپ کا خیال ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے
کہ کوئی انہونی بات ہو چکی ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے کرل فریدی کے
ساتھ پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی دونوں پہاڑی کے اوپر
چڑھے تو ان کو دور سے اپنے ساتھی اور پریشان وحشی نظر آئے مگر ایک
حیرت انگیز منظر بھی ان کا منتظر تھا۔

”اف۔ ڈاکٹر صاحب۔ آپ تو لاہور کا غار میں گھس گئے تھے
اگر وہ زہریلے سائپ زیادہ ہوتے تو مگر چھ نہ سہی زہریلے سائپوں کی
وجہ سے ہم جتنی موت کا شکار ہو جاتے۔“ کرل فریدی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”کیا کروں کرل صاحب۔ آپ تو جانتے ہیں پھول میری کمزوری
ہیں اور یہ تو کوئی نایاب ترین پھول ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے جتنے
ہوئے جینٹ سے پھول نکال کر دیکھا جو چمک رہا تھا۔ ڈاکٹر سائمن کا
چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اس نے دوبارہ پھول جینٹ کے اندر گلی
منی میں رکھ دیا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ ہم سب یہاں ماسٹر باغ کو مارنے آئے تھے مگر
چکی بات تو یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ ہم اس جزیرے میں دینیوں
اور پورٹیم کی تلاش میں بھی آئے تھے مگر اب لگتا ہے کہ دینے میں یا نہ
ملیں آپ کو اپنا خزانہ مل گیا ہے۔“ کرل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اور اچھی کیلج و پکار سنائی دے رہی ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے کہا۔

”لگتا ہے معاملہ کوئی اور ہو چکا ہے۔“ کرل فریدی نے اوپر
دیکھتے ہوئے کہا۔ اٹھا مگر چھ اب بھی دردناک آوازیں نکالتے ہوئے
دیواروں سے گھراتا پھر رہا تھا۔ اب دونوں غار کی طرف بڑھے جو
مگر چھ کا بھٹ تھا۔ دونوں کرائگ کرتے ہوئے تنگ غار میں گھس گئے
مگر حیرت انگیز طور پر یہ غار اندر سے بہت کشادہ تھا۔ دونوں لمبا قد
ہونے کے باوجود آرام سے کھڑے ہو گئے۔ غار کے اندر پھسل

ایک چھ فٹ سے لگتے ہوئے قد کا قوی ٹیکل جوان وحشی اپنا بھاری
بھگرم نیزہ ہاتھوں میں لئے رابرٹ کے قریب پہنچ گیا کیونکہ رابرٹ کا
قد بھی اس قوی ٹیکل وحشی جتنا تھا۔

”کون ہو تم لوگ اور ہمارے علاقے میں کیوں داخل ہوئے
ہو؟“ لپے اور قوی ٹیکل وحشی نے گرجدار آواز میں پوچھا۔ البتہ وہ اور
دیگر وحشی ان کے سلور سٹون لباس کو دیکھ کر حیران بھی ہو رہے تھے۔
جزیرے کے ساحل پر جن وحشیوں سے سامنا ہوا تھا عمران ان کی زبان
تو نہ سمجھ سکا تھا مگر ان وحشیوں کی زبان عمران سمجھ رہا تھا اور رابرٹ بھی
ان کی زبان سمجھ رہا تھا۔ چونکہ اینونیٹن نہ ہونے کے برابر تھا اس لئے
عمران نے سوچا کہ ان کو کسی اور طریقے سے قائل کیا جائے۔

”ہم مہذب دنیا سے آئے ہیں اور یہاں کے ظالم دیوتا کا خاتمہ
کرنے آئے ہیں تاکہ تمہارے قبیلے میں خوشحالی ہو سکے“ عمران نے
گرجدار آواز میں وحشی سردار سے آنکھیں ملاتے ہوئے کہا۔ وحشی سردار
قوی ٹیکل ہونے کے باوجود عمران کے گرجدار لہجے سے قدرے مرعوب
ہو گیا کیونکہ اس وقت عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی۔

”مگر تم لوگ ہو کون اور تم نے اپنے جسموں پر کون سے لہاے
لوڈھ رکھے ہیں؟“ وحشی سردار نے اس بار قدرے نرم لہجے میں
پوچھا۔

”ہم طاقت دیوتا کے پجاری ہیں اور یہ ہمارے دیوتا ہیں۔“ عمران
کے بولنے سے پہلے ہی رابرٹ نے عمران کی طرف اشارہ کرتے

”باس۔ احمس۔ ہمیں وحشیوں کے ایک نئے قبیلے نے لپیٹ لیا
ہے۔“ رابرٹ نے عمران کو سمجھوتہ کرتے ہوئے کہا۔ چونکہ عمران ساری
رات ان کے لئے چہرہ دیتا رہا تھا اس لئے بولیا اور دوسرے ساتھی
چاہتے تھے کہ عمران بھی کچھ دیر نیند کر لے۔ سب ہی باتوں میں مشغول
تھے اور بلیک ڈیو کو موی سمجھ کر اپنے چیف اسٹیو کی بھاری کے تھے
سنارہے تھے مگر ان کی باتوں کو بلیک ڈیو سے زیادہ سو پر فیاض نمود سے
سن رہا تھا۔ بلیک ڈیو دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا کیونکہ ان کو مضموم
نہیں تھا کہ وہ اپنے چیف کو ہی اس کے کارنامے سنارہے تھے مگر ابھی
عمران تقریباً گھنٹہ ہی سویا تھا کہ اچانک وہاں پر بے شمار وحشی آ گئے
تھے۔ سینکڑوں کی تعداد میں وحشیوں نے آتے ہی ان کے گرد گھیرا ڈال
لیا تھا۔ رابرٹ نے عمران کو اٹھا دیا۔ عمران ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا تو لا تعداد
وحشیوں کو دیکھ کر صورت حال سمجھ گیا۔ یہ وحشی بھی کالے سیاہ تھے۔

ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو مہذب دنیا سے ایک نیا دیوتا آیا ہے جو مہمان دیوتا
نژاکٹ سے لڑنے کے لئے آیا ہے۔ اب تو ہم تم کو ضرور ماریں گے
ورت دیوتا نژاکٹ ہمارا بھی وہی حشر کریں گے جیسا کل رات راکون
قبیلہ والوں کا ہوا تھا۔“ اس بار وحشی سردار نے پھر حقیقی سے کہا۔

”کیا مطلب۔ راکون قبیلہ کون ہے اور تمہارے دیوتا نژاکٹ نے
اس کا کیا حشر کیا ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”دیوتا نژاکٹ اس جزیرے کے تمام قبیلوں کے دیوتا ہیں۔ رات کو
مہذب دنیا سے دو پارٹیاں نفی دیوتا بن کر راکون قبیلہ بٹٹی تھیں اور
میرے ساتھیوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ دونوں پارٹیاں دیوتا نژاکٹ
سے لکرانے آئی تھیں اور قبیلہ والوں کو خوشحالی دینے کا وعدہ کر رہی تھیں
مگر رات کو ہی دیوتا نژاکٹ کے کہنے پر سارادن قبیلہ نے راکون قبیلے پر
حملہ کر دیا اور دیوتا نژاکٹ کے قہر نے پورے راکون قبیلہ کا خاتمہ کر دیا
مگر نفی دیوتا اور اس کے بچاری حیرت انگیز طور پر بچرکتی آگ سے نکل
آئے مگر دیوتا نژاکٹ کے سرخ جادو نے ان کے تمام آگ اٹھنے والے
ہتھیاروں کو بے کار کر دیا پھر سارادن قبیلہ والوں نے ان سب کو پکڑ
لیا۔ اب تک وہ سب سارادن قبیلہ کے قدیم دیوتا ساویر کی بھیبت چڑھ
چکے ہوں گے اور اب تم بھی دیوتا نژاکٹ سے لڑنے آئے ہو مگر ہم
راکون قبیلہ کی طرح غلطی نہیں کریں گے۔“ قوی بیکل وحشی نے اس
بار قدرے سخت لہجہ میں کہا۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ ماسٹر بارخ نے ہی

دیوتا نژاکٹ بن کر اپنی دہشت ان تمام قبیلوں میں قائم کر رکھی ہے اور
اب کسی دو پارٹیوں نے راکون قبیلہ والوں کو بے وقوف بنایا ہوگا اور
پھر دیوتا بن بیٹھے ہوں گے مگر سرخ جادو سے مراد وہی سرخ لہر تھی جس
سے تمام ایسوسی ایشن اور دیگر سائنسی آلات ناکارہ ہو جاتے تھے۔ عمران
سوچنے لگا کہ لازماً یہ دونوں پارٹیاں کرل فریدی، ڈاکٹر سامن یا میجر
پرمد میں سے کوئی دو ہوں گی جو اتنا آگے تک پہنچ گئی ہیں۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ مہذب دنیا کے دو دیوتا سارادن قبیلہ
کے قدیم دیوتا کی بیٹی چڑھ چکے ہوں گے۔“ عمران نے کچھ سوچتے
ہوئے سوال کیا۔

”سارادن قبیلہ ہمارے قبیلے کے ساتھ ہی ہے اور وہ بھی ہماری
طرح مضبوط اور بہت بڑا قبیلہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب تک
سارادن قبیلہ نے دیوتا نژاکٹ کے دشمنوں کا خاتمہ کر دیا ہوگا۔“ وحشی
سردار نے پھر سخت لہجہ میں جواب دیا۔

”مگر میرے دیوتا اصلی دیوتا ہیں اور میں ثابت کر دوں گا۔“ اس
بار رابرٹ نے سخت لہجہ میں کہا۔

”تم لوگوں کو ڈانڈر کے میدان پر خود کو دیوتا اور اس کے بچاری
ثابت کرنا ہوگا۔“ وحشی سردار نے کہا۔

”یہ ڈانڈر میدان کہاں ہے اور وہاں کیا کرنا ہوگا۔“ رابرٹ نے
پوچھا۔

”تم سب چلو ہمارے ساتھ۔ ڈانڈر میدان ہماری بستی میں ہی

ہے۔۔۔۔۔ وحشی سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قوی ہیکل وحشی سردار پر ہوس لگا ہوں سے اب جویا کو گھور رہا تھا۔ عمران نے سب کو خاموشی سے پھٹنے کا اشارہ کیا۔

”آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور چودگم کا پلٹ ٹکال کر چودگم منہ میں چپاتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جیسے اسے کوئی پردا ہی نہ ہو۔ تقریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد وہ ایک قبیلے میں پہنچ گئے۔ بستی کے وحشیوں نے اپنے سردار اور دیگر ساتھیوں کے ساتھ مہذب دنیا کے لوگوں کو دیکھا تو خوشی سے ٹپپنے لگے۔ کافی عرصے بعد اس قبیلے کو بھی مہذب دنیا کی کوئی پارٹی ملی تھی۔ سب ہی بھوکی نظروں سے ان کو دیکھنے لگے کیونکہ اس جزیرے کے جنگلات میں سبھی آدم خور قبیلے تھے۔ بستی میں ایک جگہ میدان بنا ہوا تھا۔ وحشی سردار سب کو وہاں لے آیا۔

”اس میدان میں تم لوگوں کا امتحان ہوگا کہ تم اصلی دیوتا ہو کہ نقلی۔ اگر تم شرط جیت گئے تو ہم سب تمہارے تابع ہوں گے۔ شرط ہارنے پر یہ سند تیری میری ہوگی اور تم سب ہمارے قدم دیوتا ہاگ کی بھینٹ چڑھو گے۔۔۔۔۔“ وحشی سردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران بدستور چودگم چپاتے ہوئے چہرے پر ہاتھوں کے ڈوگرے سجائے ہوئے تھا جیسے اسے کسی چیز کی پروا نہ ہو اور مسکرا مسکرا کر سب وحشیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے یہ ان کے درمیان دوست ہوں۔ جب عمران مطمئن تھا تو اس کے ساتھی بھی عمران کو دیکھ کر خود کو سنبھال چکے تھے اور عمران کی طرح

مسکراتے گئے۔ وحشی ان کو دیکھ کر زبوں ہو گئے کہ آخر یہ کیسے انسان ہیں جو ہم ہیکلوں وحشیوں کے نرے میں بھی اس طرح خوش لگ رہے تھے جیسے ہم ان کے غلام ہوں کیونکہ اب تک جتنی بیرونی پارٹیاں ان کے ہتھے چڑھی تھیں سب ہی موت کے خوف سے لرز جاتے تھے مگر یہ پارٹی تو حیرت انگیز تھی۔ ان بے چارے وحشیوں کو کیا معلوم کہ اس وقت ان کے سامنے دنیا کے مانے ہوئے اور خطرناک ترین ہیکل ایجنٹ موجود تھے جن کی ہمت کے آگے پہاڑ بھی راست چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے تھے اور دنیا کا سب سے بڑا احمق اور ذہین ترین انسان ان کے سامنے موجود تھا۔

”تو یہ ہے تمہارا ڈانڈر کا میدان۔۔۔۔۔“ رابرٹ نے اندازہ لگاتے ہوئے گرجدار لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔۔۔۔۔“ وحشی سردار نے مختصر سا جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اپنے ڈانڈر میدان میں طاقت دیتا اور اس کے پجاری کا امتحان لے سکتے ہو مگر شرط یہ ہے کہ اگر تم ہار گئے تو دیوتا ٹوکٹاک کی بجائے میرے طاقت دیوتا کے پجاری ہو گئے۔“ رابرٹ نے اس بار لیپے اور بھاری جسم کے وحشی سردار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ دفعتاً ایک رعب دار شخصیت کا حامل بوڑھا وحشی آگے بڑھا جس کی آنکھوں میں متناطیسی کشش تھی۔

”میں اس قبیلے کا وچ ڈاکٹر آسان ہوں اور تمہارے طاقت دیوتا کے مقابلے کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلے مقابلے میں قبیلے کا سردار تمہارے

طاقت دیوتا کا مقابلہ کرے گا۔ اگر دیوتا جیت گیا تو دوسرے مقابلے میں قبیلے کے چند لڑکے تمہارے طاقت دیوتا پر نیزوں کے وار کریں گے۔ اگر یہ سچا دیوتا ہے تو اسے کچھ نہیں ہوگا۔ مرنے کی صورت میں تم سب ہمارے ناگ دیوتا جو برسوں سے زندہ ہے اس کی بھینٹ چڑھو گے البتہ تمہاری یہ باری قبیلے کے سردار کی بیوی بنے گی۔" بوڑھے وچ ڈاکٹر آسان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری دونوں شرطیں منظور ہیں“ اس بار عمران نے بوڑھے وح ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کی آنکھوں میں بلا کی کشش تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ بوڑھا پٹاناز کا ماہر ہے۔ عمران کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس بوڑھے کی آنکھوں میں بلا کی متناہی کشش ہے مگر مقابلے میں عمران تھا جو پٹاناز کے عمل کو خوب جانتا تھا۔ عمران سے آنکھیں ملانے کے بعد چند لمحوں بعد بوڑھے وح ڈاکٹر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے فوراً اپنی نظریں جھکا لیں ورنہ عمران اسے مقابلے سے پہلے ہی پٹاناز کر کے آنکھوں کے ذریعے اس کے دماغ کو کنٹرول کر کے اس سے کھلتے تسلیم کرا سکتا تھا۔ دراصل وح ڈاکٹر آسیان کا خود یہی ارادہ تھا کہ پٹاناز کر کے عمران کو کھلتے پر مجبور کر دے۔

”آج بڑھو اور ہمارے قدیم ڈانڈر میدان میں قبیلے کے سردار سے مقابلہ کرو“..... اس بار وچ ڈانڈر نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔
عمران وچ ڈانڈر کی یہ حالت دیکھ کر مسکراتے لگا۔

”باس۔ عرصہ ہو گیا ہے کسی وحشی قبیلے کے سردار سے مقابلہ کے ہوئے اس لئے اس وحشی سردار سے میں لڑوں گا“..... رابرٹ فوراً بولا اور خود لڑنے کی التجا کی۔

”نہیک ہے مگر یاد رکھو حکمت کی صورت میں تم میری ٹیم سے نکل جاؤ گے“..... عمران نے رابرٹ کو سخت لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ شکست کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا“..... رابرٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ دفعتاً وحشی سردار بھاری بھرکم نیزہ سنبھالے مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ وج ڈاکٹر آسیان کی ایما پر رابرٹ کو بھی ایسا ہی بھاری نیزہ دے دیا گیا جسے رابرٹ ہاتھوں میں اس طرح اچھالنے لگا جیسے ہاتھوں میں وزنی نیزہ نہ ہو بلکہ معمولی سا ٹنجر ہو۔ رابرٹ نے اپنا سلور سٹون لباس اتار دیا اور شرٹ بھی اتار دی تو اس کا مضبوط اور توانا جسم ظاہر ہو گیا۔ رابرٹ اور وحشی سردار کی چند قدریں یکساں تھیں مثلاً دونوں کا قد چھ فٹ سے لگھٹا ہوا تھا۔ دونوں کے بال شانوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ دونوں کے جسم کمرتی اور بازوؤں کی پمپھیاں پھڑک رہی تھیں البتہ وحشی سردار کا رنگ سیاہ تھا اور چہرہ کرخت تھا۔ اس کے برعکس رابرٹ کا رنگ گورا اور چہرہ پرکشش تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ہوئے تھے۔

”راہِٹ۔ بھول جاؤ کہ تم اکیسریہ کی انڈر ورلڈ کے سنگ ماسٹر ہو۔ اپنے ماسٹر کی طرف لوٹ جاؤ اور پھر سے برازیل کے ٹریک جنگلوں کے جنگجو قبیلے زوان کے سردار بن جاؤ“..... عمران نے ان

وحشیوں کی زبان میں ہی تیز لہجے میں رابرٹ کو حکم دیا۔ عمران کی بات سن کر بوڑھا وح وچ ڈاکٹر آسیان چونک اٹھا اور آنکھیں بند کر کے کچھ پڑھنے لگا۔ عمران بوڑھے وح ڈاکٹر کو دیکھ کر مسکراتے لگا۔

”مقابلہ شروع ہو۔“ دفعتاً وح ڈاکٹر نے آسیان آنکھیں کھولتے ہوئے زور سے گویا حکم دیا۔ اچانک وحشی سردار زور سے دھاڑا اور بھاری بھرکم نیزہ زور سے رابرٹ کے سینے پر مارنا چاہا مگر رابرٹ پہلے ہی ہوشیار تھا۔ اس نے اپنا نیزہ آگے کر دیا۔ اب دونوں میں گویا گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی تھی اور دونوں پٹکھڑاتے ہوئے وحشیوں کی طرح ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔ بلاشبہ وحشی سردار سین گینڈوں کی طاقت تھی مگر اس کے مقابلے میں بھی رابرٹ تھا جو ایک بریسیا میں مضبوط اندر ورلڈ کا سنگ ماسٹر تھا اور درحقیقت وحشی اور جنگجو قبیلے کا سردار تھا۔ تقریباً تین منٹ تک دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے رہے۔ سب ہی دم سادھے ان دونوں کو وحشیوں کی طرح لاتے دیکھ رہے تھے۔

”رابرٹ۔ اتنی دیر میں تو جوزف اور جوانا میں سے کوئی بھی دس وحشیوں کو پھڑکا ڈالتا۔“ دفعتاً عمران زور سے غرایا۔ پھر کیا تھا۔ رابرٹ میں گویا بجلی بھری تھی کیونکہ اس کے پاس نے اسے گویا کمزور قرار دے دیا تھا۔ گو کہ وحشی سردار پہلے ہی طاقت ور، بھاری بھرکم اور نیزہ چلانے کا ماہر تھا مگر عمران کی بات سن کر رابرٹ کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اور اس کے جسم میں گویا پارہ بھر چکا تھا۔ رابرٹ نے

چپختے ہوئے ایک بھرپور وار وحشی سردار کے نیزے پر کیا تو وحشی سردار کے ہاتھ سے نیزہ چھوٹ گیا۔ رابرٹ نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا اور دھاڑتے ہوئے ایک بھرپور فلائنگ کلک وحشی سردار کے سینے پر ماری تو وحشی سردار کی بھرپور چیخ بلند ہوئی۔ قوی پیکل ہونے کے باوجود وہ لڑھکتے ہوئے دور جا گرا۔ رابرٹ پھر آگے بڑھا اور پھر بھرپور لات اس کے پیٹ میں ماری۔ رابرٹ کا چہرہ اس وقت غصے سے انگارہ بنا ہوا تھا۔ اپنے پاس کی بات نے اسے شعلہ جواں بنا دیا تھا۔ لات اتنی بھرپور تھی کہ وحشی سردار دو سے تڑپنے لگا۔

”اٹھ آدم خود۔ آج تیری وجہ سے میرے پاس نے مجھے کمزور کہا ہے۔ آج میں تیری ہڈیاں توڑ دوں گا۔“ رابرٹ نے آگے بڑھ کر ایک دفعہ پھر بھاری بھرکم نیزہ اٹھاتے ہوئے کہا اور دھاڑتے ہوئے وحشی سردار کی گردن پر وار کرنا چاہا۔

”روکو رابرٹ۔ اس بہت ہو گیا ہے۔ اسے مارو مت۔“ دفعتاً عمران زور سے چلا یا۔

”میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔“ عمران کی بات سن کر وحشی سردار نے فوراً کہا کیونکہ عمران وحشیوں کی زبان میں ہی بولا تھا۔ ”ہم لوگ طاقت دیوتا کی غلامی قبول کرتے ہیں اور ہم زوان قبیلے کے سردار کا خیر مقدم کرتے ہیں۔“ دفعتاً وح ڈاکٹر آسیان زور سے بولا۔ رابرٹ نے چونک کر وح ڈاکٹر آسیان کی طرف دیکھا۔

”ہاں سردار۔ میں نے اپنے علم سے معلوم کر لیا ہے کہ آپ بھی

روشن پردے میں دو درختوں کے درمیان ماسٹر بارخ نے ڈیرو پر وڈکٹ کے آلات نصب کروائے ہیں اور دیوتا ٹوکٹ بن کر سائنس کی بدولت وحشیوں پر راج کر رہا ہے۔

”وج ڈاکٹر آسیان۔ یہ مہذب دنیا کے لوگ کوئی طاقت دیوتا نہیں ہیں بلکہ میرے مجرم ہیں لہذا ان کو گرفتار کر لو ورنہ میرا عذاب تم پر ٹوٹ پڑے گا۔“ روشن پردے سے ماسٹر بارخ کی دھماکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے شیش مارچ نکالی اور زون گمن کا ہن بایا تو دو شعلے لٹکے اور دونوں درخت جل کر راکھ ہو گئے جس پر ڈیرو پر وڈکٹ کے آلے نصب تھے۔ روشن پردہ قسم ہو چکا تھا۔

”دیکھو۔ یہ دیوتا نفی تھا۔ میں نے اپنے جادو سے اسے بھگا دیا ہے۔“ دفعتاً عمران زور سے بولا۔

”طاقت دیوتا۔ ہم تمہاری اطاعت قبول کرتے ہیں۔“ وحشی سردار اور وج ڈاکٹر آسیان نے عمران کے اس عمل کو جادو سمجھتے ہوئے روک کے بل جھکتے ہوئے کہا۔ آج پہلی دفعہ ان کے سامنے دیوتا ٹوکٹ روشن پردے کے ذریعے حکم دینے کی بجائے بھاگ چکا تھا چونکہ دیوتا ٹوکٹ کے ظلم سے سبھی قبیلے تنگ تھے مگر مجبور تھے کیونکہ ماسٹر بارخ اور اس کے ساتھیوں کی سائنس کو یہ جادو سمجھے ہوئے تھے مگر آج عمران نے طاقت دیوتا کے روپ میں ان کو اپنا مصلح بنا لیا تھا۔ دیگر سب وحشی بھی عمران کے آگے روک کے بل جھک گئے۔

”کھڑے ہو جاؤ۔“ عمران زور سے چلایا تو سب وحشی عقیدت

ایک بہت بڑے قبیلے کے سردار رہے ہیں۔“ وج ڈاکٹر آسیان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”محترم آسیان۔ میں بھی طاقت دیوتا کی غلامی قبول کرتا ہوں مگر مہذب دنیا سے آنے والا طاقت دیوتا کا یہ بیماری تو سفید چھڑی کا ہے پھر تاریک جنگلوں کے جنگجو قبیلے کا سردار کیسے ہو۔“ وحشی سردار نے جو اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا کھڑے ہوتے ہوئے حیرت سے وج ڈاکٹر آسیان سے پوچھا۔

”میرے علم کے مطابق اس وحشی سردار کے پردادا زوان قبیلے میں بھٹکے ہوا آگیا تھا جو مہذب دنیا کا مشہور شکاری تھے اور اپنی بیوی کے ساتھ زوان قبیلے میں پھنس گئے تھے اور زوان قبیلے کے سردار نے اس کی پردادی کی خاطر اس کے پردادا سے مقابلہ کیا اور اس کے پردادا نے وحشی سردار کو شکست دے دی تھی اور قبیلے کے اصول کے مطابق مستقل اس قبیلے کا سردار بن گیا تھا۔ اس وحشی سردار کا چھوٹا بھائی اب بھی زوان قبیلے کا سردار ہے مگر مقدس سردار وارث مہذب دنیا میں چلا گیا تھا اور طاقت دیوتا کا بیماری بن گیا تھا۔“ بڑھاپے وج ڈاکٹر آسیان نے اپنے عمل کا حال بتاتے ہوئے کہا تو عمران اور اس کے سب ساتھی چونک کر بڑھاپے وج ڈاکٹر آسیان کے بے داغ علم کی دنیائی دل میں داد دینے لگے۔ اچانک میدان کے قریب دو درختوں کے درمیان ایک روشن پردہ سکرین کی طرح ظاہر ہوا اور اس پر ماسٹر بارخ کی تصویر ابھرائی تو سب وحشی خوفزدہ ہو گئے۔ عمران سمجھ چکا تھا کہ اس

سے دوبارہ کھڑے ہو گئے۔

”میں ظالم دیوتا نذکات کا خاتمہ کرنے آیا ہوں اس لئے تم سب کو میرا حکم ماننا ہوگا۔“ اس بار عمران نے سخت لہجہ میں کہا۔

”ہم طاقت دیوتا کے غلام ہیں۔“ وہج ڈاکٹر آسیان نے عقیدت سے کہا۔

”تم مجھے فوراً ساراں قبیلے میں لے چلو جہاں دو پارٹیاں پیسے سے موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔ عمران کے دماغ میں دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ پورے جزیرے میں ماسٹر باغ ان پر نظر میں رکھے ہوئے تھا۔ فی الحال تو عمران نے ذون گن سے کام چلا کر درختوں سمیت ذیرو پر وڈکٹ کے آلات جلا دیے تھے مگر تک۔ عمران کو اتنا ضرور یقین تھا کہ وہ دو پارٹیاں کٹر فریڈی، ڈاکٹر سائمن یا ہیجر پر مود میں سے کسی دو کی ہی ہو سکتی ہیں اس لئے عمران ان سے مل کر ماسٹر باغ کے خلاف حتمی قدم اٹھانا چاہتا تھا۔

”عمران۔ تمہارے خیال میں دو دو پارٹیاں کون سی ہو سکتی ہیں۔“ دفعتاً جولیا نے پوچھا۔

”معلوم نہیں ہے اگر کہو تو ماسٹر باغ سے پوچھ کر بتا دوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا۔ جولیا خاموش رہی۔ وحشی سردار اور سو کے قریب نو جوان وحشی اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو کر تیار ہو گئے۔

”طاقت دیوتا۔ ویسے تو ہر قبیلے کی اپنی حکومت ہے اور اکثر قبیلے ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر ساراں قبیلے کا سردار میرا دوست ہے۔

ہم آپ کے ساتھ چلنے کے لئے مکمل تیار ہیں۔“ وحشی سردار نے ادب سے کہا تو عمران نے فوراً سب کو چلنے کا حکم دیا۔ رابرٹ دوبارہ شرٹ سمیت عمران کا دیا ہوا سلون سلون لباس پہن چکا تھا۔ ان وحشیوں کے ساتھ عمران اور اس کی ٹیم پھر تاریک جنگلوں کے مسافر تھے۔ وحشی سردار اور اس کے ساتھیوں نے ڈاکٹر کے میدان میں عمران کے سینے پر وار کرتا تھا جو کہ وحشیوں کی دوسری شرط تھی مگر وہ عمران سے اتنے مرعوب ہو چکے تھے کہ پہلا شرط کے چیتے پر ہی عمران کو طاقت دیوتا مان گئے تھے۔ خاص کر دیوتا نذکات کے روشن پردے کے چلنے کے بعد وہ عمران کو طاقت دیوتا ہی مانے ہوئے تھے۔ ویسے اگر وہ عمران کے سینے پر نیزوں کے وار بھی کرتے تو عمران کو سلور سلون لباس کی وجہ سے ان کے نیزوں کی پردائیں تھیں۔

اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو محنت نہیں کرنی پڑ رہی تھی۔ وحشی سردار اور اس کے ساتھی ان کو ایسے راستوں سے لے کر جا رہے تھے جو کم گھنے تھے۔ اگر راستہ کہیں گھٹا ہو بھی جاتا تو وہ خود ہی جھاڑیاں اور شاخص ہٹا دیتے تھے۔

”عمران۔ مجھے چیف کی کال آئی تھی اور چیف کہہ رہے تھے کہ وہ بھی ان سے دور نہیں ہیں تو کیا چیف اکیلے ہی گھنے جنگلوں میں سفر کر رہے ہوں گے۔“ دفعتاً جولیا نے پوچھا۔

”ہاں۔ میں نے تمہارے چوہے کو ایک کھجور کے درخت پر چڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ سمجھو کے درخت۔ مگر مجھے تو اس جنگل میں کوئی سمجھو کا درخت نظر نہیں آیا۔“ جولیا نے حیرت سے کہا۔

”سرمد اکسیر بصر استعمال کیا کرو۔ اس سے آنکھوں کی بینائی تیز ہوتی ہے اور رات کو بھی دکھائی دیتا ہے کوئی زیادہ نہیں صرف میں روپے کی شیشی ملتی ہے۔“ عمران نے سنجیدگی سے مشورہ دیا۔

”اچھا۔“ جولیا اسے دیکھ کر اپنے انداز میں مسکراتے لگی جس میں بڑی اپنائیت اور پیار تھا۔ جولیا کے اس انداز کو دیکھ عمران کے دل کو تھوچ کر گھٹے اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا جہاں رابرٹ وحشی سردار کے ساتھ چل رہا تھا اور اس سے باتیں کر رہا تھا۔

”اب اوگور سے چلے۔ یہ کیا راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں۔“ عمران نے رابرٹ سے پاکیشیائی زبان میں پوچھا۔

”باس۔ یہ کوئی حیدر تھوڑی ہے جس سے راز و نیاز کی باتیں کی جائیں۔“ رابرٹ نے جھٹ سے کہا۔

”اے حیرے مغز میں ہر وقت حسینائیں کیوں گھومتی رہتی ہیں۔“ عمران نے مصنوعی غصے سے پوچھا۔ تو یہ اور صفور عمران کے قریب آگئے تھے۔

”ہائے باس کیا بتاؤں۔ مس صالو کو آپ نے مسٹر صفور سے منسوب کر رکھا ہے، مس جولیا اور مس روشی آپ کا دم بھرتی ہیں، مادام تھریسا آپ پر جان چھڑکتی ہے، مادام ناتو، انسپکٹر دیکھا اور روزا کرل فریدی سے آس لگے بیٹھی ہیں، ڈائمنڈ بیٹی اور ہیرٹر کلا راڈاکٹر سامعین سے

بیاد کرتی ہیں، روزی داسکل میرے دوست جانگیر کو چاہتی ہے، تمثیل میجر پر سود کو چاہتی ہے۔ مجھے بے چارے کی قسمت میں حسینائیں کہاں۔“ رابرٹ نے بچاؤ کی تمام حسیناؤں کی تفصیل مسکراتے ہوئے بیان کی۔

”ہائیں ہائیں۔ تو کیا چاہتا ہے یہ ساری حسینائیں تجھ پر ہی فدا ہو جائیں۔ ارے تو نے جن لڑکیوں کے نام لئے ہیں یہ سب دنیا کی خطرناک ترین فائزر ہیں۔ ان میں ایک بھی تجھے مل گئی تاں تو تیری درگت بنا دے گی اور تو سب سے عشق کرنے چلا ہے۔“ عمران نے حیرت سے آنکھیں دھکا کیں۔ سب ہی عمران اور رابرٹ کی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

”باس۔ بات دراصل یہ ہے کہ میرے بگ باس کا کہنا ہے کہ عاشق کو ہمیشہ اپنے اصول پر ڈٹا رہنا چاہئے۔“ رابرٹ نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

”ارے یہ تیرا بگ باس ہر جگہ کیوں ٹپک پڑتا ہے۔“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”بات دراصل یہ ہے کہ آپ مس جولیا کو ستا سکتے ہیں مسٹر تو یہ کو تو پا سکتے ہیں اس لئے قدرت نے آپ کی مزاج پر ہی کے لئے آپ ہی کے گھر میں میرے بگ باس کو رکھا ہوا ہے۔“ رابرٹ کا اشارہ سلیمان کی طرف تھا۔ سب ہی رابرٹ کی بات سن کر ہنسنے لگے اور عمران مسکرا کر اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اب سب ایک کھلی جگہ پر

تھے اور پاس ہی چشمہ بہہ رہا تھا۔ چند ہرن چشمے پر پانی پلٹا رہے تھے۔
 اچانک دو چیتے چیتے ہوئے جست لگا کر وہاں نمودار ہوئے اس سے
 پہلے کہ ہرن بھاگے، دونوں چیتوں نے ہرنوں پر حملہ کر دیا اور ان کے
 دیکھتے ہی دیکھتے ہرنوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ عمران اور اس کے ساتھی
 اپنی آنکھوں سے درندوں کو شکار کرتے دیکھ رہے تھے۔ چیتوں نے اپنے
 ہمارے انسانوں کا جم غفیر دیکھا تو اپنے شکاروں کو منہ میں دبائے گھسیٹتے
 ہوئے جنگل میں لے گئے۔ چشمہ کو پار کرنے کے بعد وہ آگے بڑھے تو
 ان کو شور کی آواز سنائی دی۔ آخر کار وحشی سردار نے طاقت دیوتا اور ان
 کے ساتھیوں کو ساران قبیلے کے قریب پہنچا دیا تھا۔

یہ چاروں حیرت سے ہستی کو دیکھنے لگے مگر یہ ان کے لئے کوئی نیا
 منظر نہیں تھا کیونکہ یہ چاروں کئی دفعہ تاریک اور گھنے جنگلوں میں
 وحشیوں پر راج کر چکے تھے مگر اس بار یہ قیدی بن کر آئے تھے۔ وحشی
 غضبناک لگا ہوں سے تھریسیا کو دیکھ رہا تھا کیونکہ تھریسیا نے اس کی
 درگت بنائی تھی۔ ہستی میں چار سو گے لگ بھگ سرکنڈوں کی جمبوئریاں
 تھیں اور ایک وحشی ڈھول بجا کر ہستی میں ان کی آمد کا اعلان کر رہا تھا
 اور ان کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کیونکہ کافی عرصہ بعد ان کے ہتھے کوئی
 شکار آیا تھا۔ سبھی وحشی خوشی سے شور مچانے لگے اور ان کو لپٹائی ہوئی
 نظروں سے دیکھنے لگے۔ دفعتاً ایک بڑے جمبوئریے میں سے جو ان
 جمبوئریوں سے قدرے الگ بنا ہوا تھا ایک بوڑھا مگر قوی پہیل وحشی
 باہر نکلا۔ بوڑھا ہونے کے باوجود اس کے پیرے پر خون کی سرفی تھی
 اور اس بوڑھے کے گھجے میں پھولوں کے پاتے تھے اور ہاتھ میں بے حد

سردار نے اپنے باپ سے ڈرتے ہوئے دل کی بات کی۔

”ہوں۔ تو یہ بات ہے۔ بولو کس ناری کو تم نے اپنے لئے چنا ہے۔“ اس بار بوڑھے سردار نے اپنے بیٹے کی دل کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔ ویسے تھریسا اور نانوتا جیسی بے پناہ حسین لڑکیوں کو دیکھ کر اس کا اپنا دل بھی ڈمگ گیا تھا۔

”سردار۔ یہ ناری آپ کے جھوپڑے میں خوبصورت اضافہ ہوگا اور یہ ناری میرے جھوپڑے میں میری خدمت کرے گی۔“ نوجوان وحشی نے خوش ہو کر پہلے نانوتا پھر تھریسا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ناریاں دیوی آکس کی طرح سندر ہیں اور ان ناریوں کی خوش قسمتی ہے کہ ہم باپ بیٹے نے ان کو قبول کیا ہے۔“ بوڑھے سردار نے آگے بڑھ کر نانوتا کے بازو کو پکڑتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی بوڑھے سردار نے نانوتا کے بازو کو اپنے ہاتھ کے تختیے میں بکڑا نانوتا کو ایسا محسوس ہوا جیسے لوہے کے تختیے نے اسے بکڑ لیا ہو۔

”تو خوش قسمت ہے سندر ناری کہ ہم نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ اب تیرے یہ دونوں مرد ساتھی دیوتا کے نام پر قربان ہوں گے مگر تم ہماری خدمت کے لئے زندہ رہو گی۔“ بوڑھے سردار نے نحوست سے بچتے ہوئے کہا ہی تھا کہ چٹاخ کی آواز گونجی اور بوڑھے وحشی کا گل سرخ ہو گیا۔

”بڈھے۔ تیری ہمت کیسے ہوئی تو نے اپنا پلید ہاتھ مجھے لگایا۔ میں

ورثی ڈنڈا تھا۔ اس بوڑھے کے بال لمبے، کانوں میں بالیاں، چہرہ انتہائی کرخت اور سرخ انگارہ آنکھیں تھیں۔ اس بوڑھے کے پیچھے جھوپڑے سے نوخیز وحشی لڑکیاں بھی باہر نکلیں جو اس کی نیوٹیاں تھیں۔ نوجوان وحشی سردار اور دیگر وحشی اس کرخت چہرے والے قوی نیکل بوڑھے وحشی کو دیکھ کر رکوع کے بل جھک گئے۔

”سردار۔ میں بستی والوں کے لئے نئی ہیمنٹ لے کر آیا ہوں۔“ نوجوان وحشی سردار نے ادب سے کہا۔

”ہوں۔ مجھے امید تھی کہ میرا بیٹا کامیاب لوٹے گا۔ اب دیوتا ہم سے خوش ہوں گے۔“ بوڑھے سردار نے مسکراتے ہوئے ہنس بھری لہجہ میں سے نانوتا اور تھریسا کے حسین چہروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”سردار۔ میں آپ سے ایک بات کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔“ نوجوان وحشی نے جھجکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔“ بوڑھا نفوت سے مگر جا۔

”سردار۔ اگر دیوتا کو اس لیے قد اور اس ٹھنکے سفید ناموں کی ہیمنٹ ہی دے دی جائے تو دیوتا ہم سب سے راضی ہو جائیں گے۔“ نوجوان وحشی نے کہا۔

”تمہارے کہنے کا مطلب کیا ہے۔“ بوڑھے سردار نے پھر سخت لہجے میں پوچھا۔

”مم۔ میرا مطلب ہے سردار۔ اگر ان خوبصورت ناریاں کو دیوتا کے نام پر قربان نہ بھی کیا جائے تو کچھ فرق نہیں پڑے گا۔“ نوجوان

ہونے کے باوجود اس کی آواز میں ایسا جلال تھا کہ بوڑھا سردار حیرت سے ٹھٹھک کر رک گیا اور فحش کو دیکھنے لگا۔

”ہماری تو صرف ایک دیوی ہے اور دو دیوی آپس ہے جو اس جنگل کے تمام قبیلوں کی دیوی ہے مگر یہ دیوی کیسے ہوگئی“..... بوڑھے سردار نے حیرت سے پوچھا۔

”ہم دیوتا ہیں اور یہ دیویاں ہیں۔ ہم یہ بات ثابت کر سکتے ہیں“..... اس بار سنگ ہی نے زور دار آواز میں کہا۔ وحشیوں کے قیدی ہونے کے باوجود خوف کی جگہ سی رقت بھی ان چاروں کے چہروں پر نہیں تھی۔ دیسے بھی زیر و لینڈ کے چاروں ہرکارے جانتے تھے کہ اگر یہاں بڑولی یا کمزوری دکھائی تو یہ تو ہم پرست وحشی ان پر حاوی ہو جائیں گے۔ بوڑھا سردار اس کا بیٹا اور دیگر وحشی حیرت سے ان کو دیکھنے لگے کہ یہ کیسی اونٹنی پارٹی ہے جو نہتا ہونے کے باوجود ان سے خوفزدہ نہیں تھی۔ بوڑھا سردار اپنی توہن ہونے کے باوجود اپنا غصہ ضبط کر گیا کیونکہ آج تک کسی پارٹی نے ایسی ہمت نہیں کی تھی اس لئے وہ ان سے مرعوب ہو گیا تھا۔

”یہ عمران اور کرنل فریدی کون ہیں۔ کیونکہ جب میں نے انہیں ہاتھ لگایا تو تم مجھ سے ہنگامہ پڑی اور اب بڑے سردار نے اس تیری کو پکڑا تو یہ بڑے سردار سے الجھ پڑی“..... نوجوان وحشی سردار نے حیرت سے تحریر کیا سے پوچھا۔

”وہ ہمارے دیوتا ہیں“..... تحریر کیا کے بولنے سے پہلے سنگ ہی

صرف کرنل فریدی کے لئے بنی ہوں گی اور نے میری طرف غلط نگاہوں سے دیکھا تو اسے چہرہ کر دکھ دوں گی“..... نانوتا نے شدید غصے کی حالت میں بھرپور تحیض بوڑھے سردار کے گال پر جڑتے ہوئے دہشی شیرینی کی طرح غرائی اور جھکا دے کر اپنا بازو وحشی سردار سے چڑوا لیا۔ بوڑھا سردار حیرت اور غصے سے نانوتا کو دیکھنے لگا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ نرم و نازک سندھو ناری اس کے ساتھ ایسا سلوک کرے گی اور دوسرا یہ کہ یہ ان کی زبان بھی سمجھتی تھی۔ ویسے آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ منڈب دنیا سے آنے والی پارٹی میں سے کسی لڑکی نے ایسا کیا ہو بلکہ خوف سے ان کی حالت پہلے ہی اکثر ہو جاتی تھی۔ ان بے چارے وحشیوں کو معلوم نہیں تھا کہ ان کا سامنا بدنام زمانہ دنیا کے عالمی، خطرناک اور شاطر مجرموں سے تھا جو کسی مرتبہ دنیا کے خطرناک جگہوں میں اپنی حکمرانی کر چکے تھے۔ یہ اتفاق تھا کہ ماسٹر بارن کی انتہائی ایجاد رینڈ پاور کی وجہ سے یہ پہلی دفعہ بے بس ہو کر قیدیوں کی حیثیت سے ان کے ہتھے چڑھے تھے ورنہ دنیا کی حکومتیں زیر و لینڈ کے ان چاروں قتلوں کے نام سے ہی لرز جاتی تھیں۔

”بدبخت تیری۔ تو نے مجھ بڑے سردار پر ہاتھ اٹایا ہے۔ میں تیرا غرور ابھی توڑ دوں گا“..... بوڑھا سردار غصے کی شدت سے کاٹتا ہوا دھاڑا اور پھر نانوتا کو پکڑنے کی کوشش کی۔

”رنگ جانا سردار۔ تم دیوی کی توہن کر رہے ہو۔ دیوی کا تہمتہاری بستی کو جلا کر راکھ کر دے گا“..... دفعتاً فحش زور سے دھاڑا۔ پچھلے آواز

نے جواب دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ تحریر کیا صرف عمران اور نانوتہ
صرف کرنل فریدی کا نام لے گی اس لئے نہ چاہتے ہوئے بھی سنگ ہی
نے عمران اور کرنل فریدی کو اپنا اور اپنے قیدی ساتھیوں کا دیوتا ظاہر کیا
حالانکہ سنگ ہی دل میں عمران اور کرنل فریدی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔

”جب تم لوگ خود کسی دیوتاؤں کے پجاری ہو تو تم دیوتا کیسے ہو
گئے۔“ یوزھے سردار نے اس بار سخت لہجے میں مگر حیرت سے پا چھا
پھر اس سے پہلے کہ ڈیو لینڈ کے ہرکارے کوئی جواب دیتے اچانک
بستی میں درختوں کے درمیان ایک پردہ روشن ہو گیا اور اس میں ایک
حسین ترین چہرہ ظاہر ہو گیا۔

”اوہ۔ دیوی آکس۔“ سب وحشی اس روشن پردے کو دیکھ کر
عقیدت سے بولے اور فوراً سجدے میں گر گئے۔

”انھو میرے پجاریو۔ میں تمہاری دیوی آکس تمہیں ایک عہم دینے
آئی ہوں۔“ روشن پردے میں دیوی کے حسین لب پہلے۔ یہ دیوی
باچان کی رینا موٹھارے تھی جو دیوی آکس کے روپ میں روشن پردے
پر نمودار ہوئی تھی۔

”جی فرمائیں۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے دیوی۔“ یوزھا سردار
عقیدت سے کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ اپنے سردار کو کھڑا ہوتا دیکھ کر دیگر
وحشی بھی کھڑے ہو گئے البتہ عقیدت ان کے چہروں پر عیاں تھی۔ ڈیو
لینڈ کے چاروں قسے مسکراتے ہوئے روشن پردے کو دیکھنے لگے جیسے وہ
ان شعبہوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔

”ہوں۔ تو ڈاکٹرنہ بیوٹی۔ ڈیو پروڈکٹ کے ذریعے دیوی بن کر
آئی ہے۔“ تحریر کیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ختم کر دو ان سب کو۔ یہ ہمارے دشمن ہیں۔ چاہو تو ان کو اپنے
دیوتا کے نام پر قربان کر دو۔ ان کے ختم ہونے پر تمہاری بستی میں
خوشحالی ہوگی۔“ روشن پردے پر ابھرے ہوئے چہرے کے لب پہلے
اور ان کو رینا موٹھارے کی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ رینا
موٹھارے اور کچھ بولتی، تحریر کیا اور نانوتہ نے اچانک دو وحشیوں سے
نیزے کھینچے اور دونوں درختوں پر ڈیو پروڈکٹ کے چمکتے آلات کا
نشان لیا تو ان دونوں کے بے وارغ نشانے ٹھیک آلات کو لگے تو
جھماکے سے روشن پردہ غائب ہو گیا اور درخت کے وہ حصے جل گئے
جہاں ڈیو پروڈکٹ کے آلات نصب تھے۔ وحشی سردار حیرت سے یہ
منظر دیکھنے لگے۔

”تم سب دیکھ رہے ہو کہ ہم نے تمہاری دیوی کو ہوا دیا ہے
حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا لیکن تمہاری نقلی دیوی تمہیں ہمارے خلاف
بھڑکا رہی تھی مگر ہم نے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب بھی وقت
ہے ہم سے نکرمت لو ورنہ تم پر دیوتاؤں کا قبر ٹوٹ پڑے گا۔“
تحریر کیا نے فوراً تیز لہجے میں گویا انہیں حکم دیا۔ وحشی حیرت اور گونگوکی
حالت میں ان کو دیکھنے لگے کیونکہ واقعی آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا
کہ اس طرح دیوی آکس روشن پردے سے اچانک غائب ہوئی ہو اور
تحریر کیا کا لہجہ بھی اس طرح گونج رہا تھا کہ تحریر کیا ہی معلوم ہوتی

تھی۔ آخر ان کا واسطہ دنیا کی شاعر مورت سے تھا۔

”اگر تم واقعی دیوتا دیوی ہو تو ہم تم کو ان کا امتحان لیں گے۔ اگر تم کامیاب ہو گئے تو ہم تمہاری اطاعت قبول کر لیں گے۔“ اس بار بوز سے سردار نے بھیجتے ہوئے کہا۔

”ہم دیویوں نے تمہاری فطری دیوی کو بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے اس لئے تم ہم سے کوئی امتحان نہیں لے سکتے البتہ دیوتا سنگ ہی اور دیوتا فنج اپنی صلاحیتوں سے خود کو دیوتا ثابت کر دیں گے۔“ اس بار نوتا نے مسکراتے ہوئے مگر لہجے کو پراسرار بناتے ہوئے کہا۔ اچانک فنج ہستی میں موجود ایک اونچے درخت پر تیزی سے چڑھ گیا۔ ٹھنکے قد کا فنج اس تیزی سے درخت پر چڑھا تھا کہ وحشی حیران ہو گئے۔ ٹھکانے ہوئے کے باوجود فنج ایک درخت سے دوسرے درخت پر بندروں کی طرح پھانٹکے لگے لگے۔ وحشی حیرت سے اس بوئے کے کمالات کو دیکھ رہے تھے۔ اچانک ایک اونچے درخت پر چھلانگ لگتے ہوئے فنج کا ہاتھ اگلے درخت کی ٹہنی سے چھوٹ گیا۔ سب وحشی سمجھ گئے کہ یہ بڑا اب نہیں فنج سکے گا کیونکہ زمین کا ناقص چالیس فٹ سے بھی زیادہ تھا مگر پھر ایسا ہوا کہ وحشی متحیر ہو گئے کیونکہ ان کی نظروں کے سامنے بونے نے اپنی قلابازی کھائی اور بندر کی طرح واپس ہوا اور دس فٹ اوپر شاخ کی طرف لپک کر اسے تھم لیا۔ وحشی حیرت سے اس بوئے کے منفرد کمالات کو دیکھنے لگے۔ نانوٹا، سنگ ہی اور قہر دیا فنج کی حیرت انگیز صلاحیتوں سے واقف ہی تھے۔ فنج مختلف درختوں پر بندروں کی

طرح اچھتے کودتے بیچے کرنے لگتا پھر اپنی قلابازی کھا کر واپس بونے جاتا۔ یہ ایک مشکل اور خطرناک ترین فن تھا۔ سنگ ہی، نانوٹا اور قہر دیا بھی دلچسپی سے اپنے ساتھی کے اس منفرد فن کو دیکھنے لگے۔ بندر میں یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ وہ ایک درخت سے دوسرے درخت پر جب چھلانگ لگتا ہے تو نارکت کو دور دیکھتے ہوئے اپنی قلابازی کھا کر واپس پہلے درخت پر جاتا ہے مگر کسی انسان کے بس میں یہ کام نہیں ہے مگر یہ فنج تھا جس کی صلاحیتوں کو عمران، ڈاکٹر سامن، کرنل فریدی اور میجر پرمود بھی مانتے تھے۔ یہ انتہائی خطرناک آرٹ تھا کہ بیچے کرتے ہوئے جھکا کھا کر واپس انا اوپر کی طرف ہپ لگایا جائے اس اچانک جھٹکے سے کمر کی ہڈی بھی ٹوٹ سکتی تھی مگر حیرت انگیز صلاحیتوں کا مالک فنج وحشیوں پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے آج جو بن پر تھا۔ ویسے بھی دنیا میں اس خطرناک ترین مشکل فن کو صرف دو آدمی ایک فنج اور دوسرا کرنل فریدی ہی کر سکتے تھے۔ چند لمحوں بعد فنج ایک درخت سے اٹھان فن دکھاتے ہوئے بیچے اتر گیا۔ تمام وحشی پہلی پہلی آنکھوں سے اس فٹھلے کو دیکھنے لگے۔ فنج نے خوبصورتی سے فن کا مظاہرہ کر کے وحشیوں پر ظاہر کر دیا تھا کہ وہ ان کا دیوتا ہے کیونکہ ایسا دلچسپ اور خطرناک آرٹ انسان کر ہی نہیں سکتا تھا۔

”یہ فن اسے بوزے دیوتا کرنل فریدی نے سکھایا ہے۔“ نانوٹا نے مسکراتے ہوئے وحشی سردار سے کہا تو فنج دل میں بیچ و تاب کھانے لگا کیونکہ نانوٹا نے کرنل فریدی کی محبت میں اسے کرنل فریدی کا شاگرد

پہلی پہلی نگاہوں سے سنگ ہی کو دیکھنے لگے جس نے اپنے ایجاد کردہ منفرد فن سنگ آرٹ کا خوبصورتی سے مظاہرہ کیا تھا اور سنگ ہی نے ہی ایک مہم کے دوران عمران کو سنگ آرٹ کا منفرد فن سکھایا تھا۔

”ہم سب کا بڑا ولیا عمران ہے اور انہوں نے ہمیں یہ سب چادر سکھایا ہے۔۔۔۔۔۔“ قریبیہ نے سگ ہی کے آڑٹ کو دیکھ کر حیرت میں گم وحشی نر دار کو رعب دار لہجے میں بتایا۔

”آخر تم دونوں کو ہو کیا گیا ہے۔ جب بھی دیکھو عمران اور کرمل فریدی کے گنے گانا شروع کر دیتی ہو جیسے ہم یہاں دیشوں اور یورپیم کی تلاش میں نہ آئے ہوں بلکہ تم دونوں اپنے منہوں عاشتوں کے لئے یہاں آئی ہو“..... سب ہی کا خلیہ جواب دے گیا اور وہ زیرو لینڈ کی مخصوص زبان میں نانو تا اور تقریباً سے ناگوار لہجے میں بولا۔

”یہی وجہ ہے کہ ان کی محبتوں کی وجہ سے ہم عمران اور کرمل فریدی سے ہمیشہ ذیل و خوار ہوئے ہیں“..... فنج بھی سچ و تاب کھاتے ہوئے بولا۔ فنج اور سبک ہی کے منفرد کمالات دیکھ کر وحشی ان کے آگے سجدہ میں گر گئے کیونکہ فنج اور سبک ہی کے آرٹ نے وحشیوں کو متحیر کر دیا تھا اور تمام وحشی ان کو دیوتا سمجھنے لگے تھے۔

”میں نے صرف کرل فریدی کی تعریف کی ہے کیونکہ کرل فریدی ہے ہی تعریف کے قابل“..... تانوتانے کہا۔

”اس پتھر کو چھوڑ دو ورنہ خطا کھاؤ گی“..... تھریسیا نے نامواری لہجے میں کہا۔

بنادیا تھا حالانکہ یہ فن فنج کا ہی ایجاد کردہ تھا اور ایک مہم میں کرل فریدی نے فنج سے یہ خطرناک اور مفرد فن سیکھا تھا۔ فنج غصے سے ٹالوٹا کھسور نے لگا۔

”چلو۔ مجھ پر تین ماہر تیر انداز تیر برسا کیں“..... وقتاً فوقتاً ہی نے گرجدار آواز میں بوڑھے سردار سے کہا۔

”کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تم کیا کہنا چاہتے ہو“..... بڑھے سردار نے حیرت سے چونک کر سنگ بنی سے پوچھا۔

”تم سب نے دیکھ لیا کہ یہ عام انسان نہیں بلکہ دیوتا ہی ہیں۔ اس طرح میں بھی جانتا چاہتا ہوں کہ میں بھی عام انسان نہیں بلکہ دیوتا ہی ہوں۔ اب جیسا میں کہتا ہوں ویسا ہی کرو۔“ سبک ہی نے سخت لہجے میں گویا بوڑھے سردار کو حکم دیا۔

”ٹھیک ہے“۔ بوڑھے سردار نے مختصر جواب دیا اور اپنے تئیں ماہر تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ مختلف سمتوں سے اس پر تیر برساتیں اور تین مختلف سمتوں سے ماہر تیر انداز اس پر تیر چلانے کے لئے تیار ہو گئے۔ تیر اندازوں کو دیکھ کر سب ہی اُلٹ ہو گیا اور اچانک سن کی آواز آئی اور مختلف سمتوں سے تین تیر بجلی کی رفتار سے سب ہی کی طرف بڑھے مگر سب ہی اپنی جگہ کہاں کھڑا تھا۔ سب ہی سب آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے آنکھ جھپکتے دوسری جگہ کھڑا مسکرا رہا تھا۔ وحشی خیرت سے سب ہی کو دیکھنے لگے۔ ایک دفعہ پھر بجلی کی طرح تیر اس کی طرف بڑھے مگر سب ہی پھر ایک جھپکتے دوسری جگہ پہنچ چکا تھا۔ وحشی

بھٹ میں کود گئے تھے۔

”دیوتا آ گئے۔ دیوتا آ گئے۔“ سب وحشی کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کو دیکھ کر چلائے کیونکہ وہ ان کے دیوتا سادہ برکھت دے چکے تھے اور وہ اب ان کے دیوتا بن چکے تھے۔ ساران قبیلے کا سردار اور بوڑھا مہنت اب عقیدت سے کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کو دیکھ رہا تھا کیونکہ ان دونوں نے ان کے برسوں پرانے دیوتا کو شکست دے کر اصول کے مطابق حیرت انگیز تھا وہ یہ تھا کہ ان کو عمران اور اس کی پارٹی نظر آ گئی تھی جو کسی اور قبیلے کے وحشیوں کے ساتھ ابھی یہاں پہنچے تھے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن ایک نظر دیکھتے ہی سمجھ چکے تھے کہ عمران ان وحشیوں کو اپنا مطیع کر چکا ہے۔ عمران بھی وحشیوں کے ترسے میں کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کی ٹیوں کو دیکھ چکا تھا اور ان سے کچھ فاصلے پر اس کو کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن بھی آتے ہوئے نظر آئے۔ گو کہ ساران قبیلے کی رامے قبیلے والوں سے دوستی تھی مگر پھر بھی ان کے ساتھ مہذب دنیا کی عجیب لبادے والی پارٹی کو دیکھ کر انہوں نے اپنے ہتھیار ہاتھوں میں پکڑ لئے تھے اور چوکس ہو گئے تھے۔

”برک جاؤ تم۔ اس نئی پارٹی کو کچھ نہیں کہو گے کیونکہ ہم نے تمہارے برسوں پرانے دیوتا کو مار کر خود کو دیوتا ثابت کر دیا ہے اور یہ نئی پارٹی بھی ہمارے دوست ہیں اور ہم سب مل کر تم سب کے ظالم دیوتا شکاٹ کا خاتمہ کرنے آئے ہیں۔“ عمران اور اس کے ساتھیوں

اور دوسرے قبیلے کے وحشیوں کو دیکھ کر ساران قبیلے کے وحشیوں کو ہتھیار ہاتھوں میں پکڑے چوکس ہوتا دیکھ کر ڈاکٹر سائمن زور سے چلایا۔ اس کی آواز میں ایک گرج تھی۔ ساران قبیلے کے وحشی ڈاکٹر سائمن کی گرج سن کر اپنے ہتھیاروں کو زمین پر رکھ کر کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے آگے رکوع کے بل جھک گئے کیونکہ اصول کے مطابق اب یہ ان کے دیوتا تھے۔

”کھڑے ہو جاؤ۔“ ڈاکٹر سائمن پھر زور سے گرجا تو وحشی اب ادب سے کھڑے ہو گئے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے ساتھی اپنے اپنے ہنس کو دیکھ کر خوش ہو گئے کیونکہ دونوں ایک خوشخوار مگر چھ سے لڑنے گئے تھے۔ جیسے ہی کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن ساران قبیلے کے وحشیوں کے پاس کھڑے اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے، عمران بھی رامے قبیلے کے وحشیوں اور اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن خوش ہو کر عمران سے گلے ملے۔ عمران کے ساتھی کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے ہاتھوں کو ملے گلے۔ قاسم اور نوٹی بھی عمران سے گلے ملے اور اسے دیکھ کر خوش ہو گئے۔ دونوں قبیلے کے وحشی ہنسنوں کی طرح ان سب کو مل کر دیکھنے لگے مگر ان سب کو وحشیوں کی پروا ہی نہیں تھی۔ قاسم اور نوٹی نے جولیا کو بھی سلام کیا اور اس کا حال پوچھا۔

”آہا مزا آ گیا باس۔ یہاں تو بے شمار زمین تھیں موجود ہیں۔“ رابرٹ ڈاکٹر سائمن اور کرنل فریدی کی ساتھی لڑکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتا

”ہا۔۔۔ رابرٹ نے دل پر ہاتھ رکھ کر غیث عاشقوں کی طرح کہا اور اب نشی آنکھوں سے کلاڑا اور روزا کو دیکھنے لگا اور کلاڑا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو کلاڑا نے کچھ کہے بغیر ہاتھ ملا لیا۔ اب رابرٹ نے روزا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو خشک مزاج روزا نے ہاتھ نہ بڑھایا۔

”ملاو ہاتھ میرا گورا پتھا پہلی دفعہ کسی حسینہ سے محبت کا اظہار کر رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ روزا نے اس پر مسکراتے ہوئے ہاتھ ماننے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا کیونکہ روزا عمران کا بہت احرام کرتی تھی۔

”آپ سے خصوصی لگاؤ ہے آخر کو ہم دونوں ایک ہی ملک ایکریما کے رہا ہیں۔“ رابرٹ نے قدرے جھک کر غیث عاشقوں کی طرح کہا اور روزا کا ہاتھ چوم لیا۔ روزا نے غصے سے اپنا ہاتھ رابرٹ کے ہاتھ سے چھڑوا لیا۔ یہ دیکھ کر کشین مید اور مائیکل کے سینے میں سانپ لوسے گئے۔ نوٹی اور قاسم بھی آنکھیں پھاڑ کر حیرت سے رابرٹ کو دیکھنے لگے۔

”میں نے تجھے ہاتھ ملانے کو کہا تھا اور تو نے بازو ہی کھینچ لیا۔“ عمران غصے سے رابرٹ کو گھورتے ہوئے بولا۔

”ہاس۔ میر گرد میرے پیر و مرشد و مربی میرے جگ ہاس آغا سلیمان پاشا صاحب مدخہ فرماتے ہیں کہ معرکوں میں بے شک پیچھے ہٹ جانا مگر عشق کے معاملے میں ہمیشہ ڈنٹے ہی دہنا۔“ رابرٹ نے بھی لا پرواہ ہو کر ڈھٹائی سے جواب دیا۔

”عمران۔ یہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے کس قسم سے ہاس بیان رکھے ہیں۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کہ عمران رابرٹ کی بات کا جواب دیتا، کرنل فریدی نے حیرت سے سلور سنون لباس کو دیکھ کر پوچھا۔

”یا مرشد۔ ماسٹر باغ کی حسین اداؤں کا جواب دینے کے لئے میں نے یہ لباس خصوصی طور پر تیار کرایا ہے۔“ عمران نے کہا۔ پھر مختصر اس منظر و لباس کی خصوصیات بتائے لگا۔

”واہ عمران۔ تم تو مجھ سے بھی بڑے سائنس دان لگے جراتا حیرت انگیز لباس ایجاد کر لیا ہے۔“ ڈاکٹر سائنمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

”یہ کون ہے۔۔۔۔۔“ دلچسپ کرنل فریدی نے حیرت سے بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ بلیک زیرو ٹیکرو کے میک اپ میں تھا مگر اس نے بھی سلور سنون لباس پہن رکھا تھا۔ ڈاکٹر سائنمن بھی غور سے بلیک زیرو کو دیکھنے لگا۔

”یہ جنوبی افریقہ میں چیف ایکسٹو کے قہقہے ہیں۔“ عمران کے بولنے سے پہلے ہی صندوق نے جواب دیا۔

”لو ماسٹر۔۔۔۔۔ روزا اور رشیدہ نے مسکراتے ہوئے رابرٹ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

”کیا حال ہے آپ کا لو ماسٹر۔“ کوشیلا نے بھی رابرٹ سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرا کر پوچھا۔

”جب تک آپ حسیناؤں کا ساتھ رہے گا۔ یہ دل زندہ رہے

”تیرے ہب باس کی ایسی کی تھی۔ میں نے پائیشیا جاتے ہی تیرے مربی کا مربہ نہ بنایا تو بے شک کیپٹن حید کا نام بدل کر کیپٹن قمیش رکھ دینا۔“ عمران غصے سے چلایا۔ سب ہی عمران کی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑے البتہ کیپٹن میڈ کا منہ بن گیا کیونکہ تصویر کی طرح کمرل فریدی کی ٹیم میں کیپٹن حید اور ڈاکٹر سامن کی ٹیم میں رالف بھی عمران سے خد کھاتے تھے۔ گو کہ کیپٹن حید بھی مائیکل اور رامہت کی طرح زندہ دل اور عاشق مزاج تھا مگر کیپٹن حید عمران سے بے حد خد کھاتا تھا۔ مائیکل البتہ عمران کی باتوں کا برا نہیں مناتا تھا بلکہ ہنس کر ہال دیتا تھا۔ اس کے برعکس چونکہ رالف خٹک مزاج اور تصویر کی طرح گرم طبیعت کا مالک تھا اس لئے رالف بھی عمران سے بے پناہ خد کھاتا تھا اور اب عمران کو دیکھ کر اس کا منہ بھی پھولا ہوا تھا اور کیونکہ توڑ لگا ہوں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ویسے رالف اپنے دوست مائیکل کے برعکس صنف نازک سے بھی بے زاد تھا۔

”ارے ڈاکٹر۔ مجھے دیکھ کر تیرے بندر کو کیا ہو گیا ہے جو مجھے دیکھ کر منہ پھلائے ہوئے ہے۔“ عمران رالف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چکا۔

”دیکھو عمران۔ تم میرے باس ماسٹر سیون کے دوست ہو اس لئے میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ اس لئے مجھ پر ہے کہ خاموش رہوں۔“ رالف غصے سے بولا۔

”عد ہو گئی رالف۔ تم عمران صاحب کو جانتے بھی ہو۔ مذاق کرنا

ان کی عادت ہے ہجر کیوں گرم ہو جاتے ہو۔“ ہرشل نے فوراً رالف کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھایا۔ وحشی بدستور حیرت سے ان سب کو ایشیائی زبانوں میں باتیں کرتے دیکھ رہے تھے اس لئے ان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

”میرے انکل مصری کا کیا حال ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ڈیڈی ٹھیک ہیں گو کہ ماسٹر بارغ کے ہر کارروں نے ان پر کاری وار کیا تھا مگر قدرت کو ابھی ڈیڈی کی زندگی منظور تھی۔“ ڈاکٹر سامن نے جواب دیا۔

”یہ بابا رستم تمہارے بھائی ہیں۔“ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کلارا سے سوالیہ انداز سے پوچھا۔

”ہاں بھائی ہیں میرے۔“ کلارا نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی کیونکہ عمران جانتا تو تھا پھر کس لئے پوچھ رہا تھا۔

”شکل سے تو حلوائی لگتے ہیں۔“ عمران نے اطمینان سے کہا۔ سب ہی عمران کی بات پر ہنس پڑے۔ حید، تصویر اور رالف بھی اس بار مسکرا دیے تھے۔

”حلوائی لگوں یا مائی۔ ہوں تو تمہارا منہ بولا بھائی۔“ ٹونی نے خوش ہو کر کہا کیونکہ ٹونی نے کبھی بھی عمران کی باتوں کا برا نہیں منایا تھا۔ چونکہ ٹونی بھی اپنے دوست ڈاکٹر سامن اور اس کے پاور ممبرز کی طرح اچھی طرح ایشیائی زبان جانتا تھا اس لئے اس نے فوراً جواب

”مسز قلی ران میرے بھی کھال جات ہیں۔“ قاسم نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس کی ہی ہی منارٹ ہو گئی۔

”مسز قلی ران۔ اگر میرے بگ باس یہاں ہوتے تو وہ کہتے میرا باس کیا تمہیں غلٹین قصایوں کے خاندان سے نکلتے ہیں جو قلی ران بن گئے۔“ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ قاسم نے کھور کر رابرٹ کو دیکھا پھر اس کی ہی ہی منارٹ ہو گئی۔

”یہ مونہا حرام خور ہر وقت کسی نہ کسی کا نام بگڑاتا ہے۔“ انسپکٹر آصف نے ناگواری سے کہا۔

”اے حرام کھور۔ آج مائیں تیری قبر بیلیں بناؤں گا۔“ قاسم کی دھاڑ اتنی جیز قلی کہ وحشی بھی حیرت اور خوف سے اس گوشت کے پہاڑ کو دیکھنے لگے۔

”ارے ہاں۔ یاد آیا قاسم۔ روشی تمہارا بار بار پوچھ رہی تھی۔ وہ تمہیں بہت یاد کرتی ہے۔“ اس سے پہلے کہ قاسم مگر جتا ہوا انسپکٹر آصف کی طرف بوجھتا، عمران نے جیزی سے نئی کہانی گھڑی۔

”اچھا۔ مجھے بھی ان سے بوہوت محبت ہے۔“ عمران کی بات سن کر قاسم اس طرح رکا جیسے چلتی گاڑی کو بریک لگتی ہے۔ عمران کی بات سن کر اس کی ذہنی رو پھر پلٹ چکی تھی۔ دفعتاً ٹوٹی نے اپنے لباس میں سے اپنی بانسری نکالی۔

”ارے بابا رستم۔ ہم اس وقت مشکل میں ہیں اور تمہیں اپنی پڑی

ہے۔ ہم لوگ کوئی تفریح کے لئے نہیں آئے۔“ ڈاکٹر سامن نے ٹوٹی کو روکا مگر عمران اور کرنل فریدی نے اشارے سے ڈاکٹر سامن کو منع کر دیا۔ ٹوٹی نے خوش ہو کر عمران اور کرنل فریدی کے ایما پر بانسری بجاتا شروع کر دی۔ باقی سب تو ٹوٹی کے اس فن کو جانتے تھے مگر انسپکٹر آصف اور سوپر فائض حیرت اور دلچسپی سے ٹوٹی کو بانسری بجاتے دیکھنے لگے کیونکہ واقعی ٹوٹی کی آواز میں اتنا درد، اتنی دلکشی اور اتنا سحر تھا کہ ان تینوں پارٹیوں سمیت وحشی بھی حیرت سے ٹوٹی کو دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ٹوٹی نے بانسری بجاتا بند کی تو سب ہی زور دار تالیاں بجانے لگے۔ وحشی بھی کچھ نہ کچھ سمجھتے ہوئے ان کی دیکھا دیکھی تالیاں بجانے لگے۔ سب ہی ٹوٹی کے دلکش فن سے متاثر ہوئے تھے۔ ٹوٹی اپنے گھنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بھٹک کر سب کو مسکرا کر فرشی سلام کرنے لگا۔ کرنل فریدی، روزا، تنویر اور رالف جیسے خشک مزاج سیکرٹ ایجنٹوں کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔

”میرے خیال میں اب کام کی باتیں ہو جائیں۔“ دفعتاً کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”کرنل فریدی صاحب۔ ماسٹر بارخ ہر جگہ ہم پر نظریں رکھے ہوئے ہے۔“ عمران نے بھی سنجیدہ لہجہ میں کہا۔

”آپ کا کیا ارادہ ہے ڈاکٹر صاحب۔“ کرنل فریدی نے ڈاکٹر سامن سے مشورہ لیا۔

”میرے خیال میں ہمیں ان وحشیوں کو رخصت کر دینا چاہئے

کیونکہ اس جزیرے کے جنگل میں مختلف وحشی قبائل آباد ہیں اور ہر کسی کی ایک دوسرے سے دشمنی ہے صرف چند قبیلے ایک دوسرے کے دوست ہیں صرف عمران کی فیم کے پاس تھوڑا ایمونیشن ہے مگر میرے خیال میں وہ بھی آگے جا کر ماسٹر بانگ اپنی سرخ لہروں والی ایجاد سے بے کار کر دے گا۔ ہمیں مل کر جنگل کے وسط میں موجود ریڈ ڈسک کے ہیڈ کوارٹر کی طرف پیش قدمی جاری رکھنی چاہئے۔۔۔ ڈاکٹر سامنٹن نے سوچتے ہوئے مشورہ دیا۔

”ہاں ڈاکٹر۔ تم درست کہتے ہو کیونکہ ہمیں مل کر ہی ماسٹر بانگ کا خاتمہ کرنا ہو گا کیونکہ ماسٹر بانگ اب دنیا کے لئے خطرہ بن چکا ہے اس لئے اب کچھ بھی ہو جائے ماسٹر بانگ کا خاتمہ ضروری ہے۔“ عمران نے فکر مندی سے کہا۔

”ہم تینوں دیتا اور ہمارے پجاری ظالم دیتا نوکات کا خاتمہ کرنے کے لئے جنگل کے وسط میں جا رہے ہیں اس لئے ہم سب تم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ اب خوشحالی تمہارے قبیلوں میں آئے گی ہم سب پھر تمہارے پاس آئیں گے۔“ کرنل فریدی نے گونجدار آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی سب کو چلنے کا اشارہ کیا۔

”مگر کرنل فریدی صاحب۔ آپ ان وحشیوں سے ان کے ہتھیار تو لے لیں شاید وہی آگے کام آجائیں۔“ تنویر نے مشورہ دیا۔

”نہیں۔ ہم لوگ ان وحشیوں کے دیتا بنے ہوئے ہیں۔ ماسٹر بانگ نے جنگل میں ہر جگہ دیرو پروڈکٹ کے آلات نصب کر رکھے ہیں اگر

ہم نے ان تو ہم پرست وحشیوں سے بچو طلب کیا تو یہ ٹھک میں مبتلا ہو جائیں گے کہ یہ کیسے دیتا ہیں جو اپنے پجاریوں سے مدد طلب کر رہے ہیں فی الحال کرنل صاحب کے کہنے پر آگے روانہ ہو جانا چاہئے۔ آگے دیکھیں گے کہ کیا کیا جائے۔“ عمران نے کرنل فریدی کی تائید کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ تمام وحشی پہلے ہی عمران، ڈاکٹر سامنٹن اور کرنل فریدی سے مرعوب ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کے حکم پر انہوں نے سر جھکا دیئے اور ان تینوں پارٹیوں کو اپنے علاقے کی آخری حد تک چھوڑ کر واپس ہو گئے۔

ایک وفد پھر یہ سب تاریک جنگل کے مسافر تھے۔ صرف عمران کی فیم کے پاس تھوڑا بہت ایمونیشن تھا چونکہ وحشی واپس جا چکے تھے اس لئے اب اندازے کے مطابق ہی وہ آگے بڑھ رہے تھے اور راستے سے شاخوں اور گھنی بھجڑیوں کو کاٹ رہے تھے مگر پانچ چھ گھنٹے گزرنے کے باوجود ایک دو میل ہی آگے بڑھ سکے تھے کہ اس پارٹیوں پارٹیاں اکٹھی تھیں مگر سب کو درندوں کا خوف غالب تھا کیونکہ جنگل کے اس حصے میں ان کو درندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ صرف عمران کے ہاتھ میں موجود زون گمن ہی روشنی کا ذریعہ بنی ہوئی تھی کیونکہ ریڈ پاور کے استعمال کے بعد کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنٹن کی پارٹیوں کے ایمونیشن سمیت دیگر سائنسی آلات اور ہارنیں بھی جام ہو چکی تھیں۔ اچانک ان کو بندروں کا شور سنائی دیا۔ سب نے دیکھا کہ درختوں پر بے شمار بندر اچھل کود رہے تھے۔

"اومید، بائیکل اور تھوڑی اپنی برادری میں پہنچ گئے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب عمران کی بات پر قہقہہ لگانے لگے مگر یہ تینوں شخصے سے عمران کو گھورنے لگے جس کی زبان کافی دیر خاموش رہنے کے بعد دوبارہ چل پڑی تھی۔ اچانک ایک درخت سے سرخ رنگ کی تیز لہر گھوی اور ایک ناگوار بو پھیل گئی۔ عمران نے ہاتھ میں موجود زون گن کو چلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ زون گن بھی ناکارہ ہو چکی تھی۔ اب یہ سب بالکل ہی ٹہرا ہو چکے تھے۔ ان کے تھوڑے بہت ہتھیار بھی اب ماسٹر باغ نے ریڈ پاؤر کے ذریعہ ناکارہ کر دیئے تھے۔

"زندگی میں پہلی دفعہ ماسٹر باغ کی وجہ سے ہم تاریک جنگوں میں بے بس ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے زون گن کو چلانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ہم سب ریڈ ہتھ کے ہیڈ کوارٹر کے قریب ہیں کیونکہ ماسٹر باغ مسلسل ہم پر نظریں رکھے ہوئے ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سائنس نے عمران اور کرنل فریدی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مگر اب کیا کیا جائے۔ ہم بالکل نیچے ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تشویش سے کہا۔

"پہلے تو میرے خیال میں ہمیں اس جگہ سے دور ہو جانا چاہئے کیونکہ ماسٹر باغ نے یہاں اپنے آلات نصب کر رکھے ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ذہریلی گیس کے آلات بھی یہاں نصب ہوں اس لئے آگے

بڑھ کر کسی جگہ مشورہ کیا جائے کہ کیا کرنا چاہئے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر سائنس نے فکر مندی سے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر صاحب۔ ماسٹر باغ نے ہمیں ویسے بھی بے بس کر دیا ہے اس سے پہلے کہ وہ اپنا کوئی اور وار کرے ہمیں یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔ عمران نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔ اب سب تیزی سے پھر آگے بڑھے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں کلباڑے اور شکاری چاقو تو بہر حال موجود تھے۔ جنگل میں تاریکی بڑھ چکی تھی کیونکہ سہ پہر کا وقت گزر چکا تھا۔ ان کے پاس روشنی کرنے کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ تھکاوٹ ہونے کے باوجود سب ہی ماسٹر باغ کو کوستے ہوئے ایک دوسرے سے قدم ملائے کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں تھے۔ آخر کار مزید گھنٹہ آگے بڑھنے کے بعد ایک کھلی جگہ نظر آئی جہاں ایک چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ سب یہاں رک گئے اور ایک جگہ بیٹھ کر کھانے کی چیزیں نکال کر کھانے لگے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کے لباس بھی اب سوکھ چکے تھے۔ ان سب کو جنگل کے درندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ اتفاق تھا کہ کوئی درندوں کا گروہ یا مزید وحشی قبیلہ ان کو راستے میں نظر نہیں آیا تھا۔

"عمران اور کرنل فریدی صاحب۔ اب آپ دونوں بتائیں کہ کیا کیا جائے اس جنگل میں ماسٹر باغ نے تو جیسے ہمارے ہاتھ باندھ دیئے ہیں۔ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ شاطر سائنس دان اتنی خوفناک ایجاد بھی بنا لے گا جس سے ہر قسم کا اسلحہ اور دیگر

سب سائنسی آلات ناکارہ ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر سامنن نے اپنے قہقہے میں سے ہنسنے لگا کر اسے منہ میں دبا کر لائسنر جلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ مگر ریڈ پاد کی ریز سے لائسنر بھی ناکارہ ہو گیا تھا اور اس سے آگ کا کوئی شعلہ نہ نکلا۔ کرنل فریدی بھی کھانے کے بعد باپ اپنے قہقہے سے نکال کر اس میں تمباکو بھر رہا تھا مگر ڈاکٹر سامنن کے لائسنر کو ناکارہ دیکھ کر چونک گیا۔

”واہ واہ۔ مزا آ گیا۔“ عمران نے ان دونوں کو دیکھ کر بچوں کی طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیوں خوش ہو رہے ہو۔“ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنن دونوں نے چونک کر عمران سے پوچھا۔

”ماسٹر باغ کی وجہ سے آج آپ دونوں تمباکو پینے سے بچ گئے اور تمباکو زہر ہے اور زہر موت ہے اور یہ سراسر خودکشی ہے اور ماسٹر باغ نے آپ دونوں کو خودکشی سے بچا لیا ہے۔“ عمران نے چپکے ہوئے لفظ پیش کیا۔ سب ہی عمران کی بات پر مسکرا دیے۔

”اب کیا کیا جائے۔“ ڈاکٹر سامنن نے ہنسنے لگا کر دوبارہ اپنے قہقہے میں رکتے ہوئے پوچھا۔

”میرے خیال میں ہمیں دماغ شریخ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے ساتھ ہر ممکنے کے جواب کی بیڑی اور کئی چار جڑ موجود ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب ہی عمران کی بات پر مسکرا دیے۔

”آہ۔ آج میرے بھائی کی وجہ سے پھر میٹھی آنکھیں مجھ سے محبت کا اظہار کریں گی۔“ ٹونی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات پر سب کو مسکراتا اور ٹونی کو خوش دیکھ کر انسپٹر آصف اور سوپر فیاض حیران ہو گئے کہ عمران کس بیڑی اور چار جڑ کی باتیں کر رہا ہے اور ٹونی سے اس خطرناک صورتحال میں کون محبت کا اظہار کرے گا۔

”ہاں تو عمران۔ میں تمہاری بات سے اتفاق کرتا ہوں۔“ کرنل فریدی جیسے شک مزاج آدمی نے بھی اس بار مسکراتے ہوئے عمران کی بات پر اتفاق کیا۔

”جولیا۔ ذرا میرے دوست بابا رستم کے دماغ کی بیڑی تو چارج کر دو۔“ اس بار عمران نے چپکے ہوئے جولیا سے کہا۔ جولیا بھی مسکراتی ہوئی ابھی اور ٹونی کے پاس آ گئی۔ ٹونی بھی جولیا کو اپنی طرف آنا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہو گیا۔ ابھی جولیا کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے البتہ انسپٹر آصف اور سوپر فیاض حیرت سے سب کو دیکھنے لگے۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے ٹونی کو دیکھا۔ جولیا جیسی لڑکی کو مسکراتے دیکھ کر ٹونی کا دل خوشی سے پھول گیا اور ٹونی نے بھی اپنی مینک اتار کر مسکراتے ہوئے اپنا ایک گال جولیا کے سامنے کر دیا۔ اچانک جولیا نے ایک بھر پور تھپڑ ٹونی کی گال پر جڑ دیا۔ تھپڑ لگنے سے ٹونی کا گال سرخ ہو گیا۔ ٹونی نے خوشی نکلانے سے جولیا کو دیکھا مگر صرف ایک لمحے کے لئے پھر اس کا چہرہ نارمل ہو گیا اور پھر وہ جھٹک بوجھٹک بوجھٹک ہوئے جھٹک کر جولیا کو فرشی سلام کرنے لگا۔

”ہاں بابا رستم۔ جو لیا نے تمہارے دماغ کی بیڑی کو چارج کر دیا ہے۔ اب تم مشورہ دو ہمیں اس خطرناک صورتحال میں کیا کرنا چاہئے۔“ ڈاکٹر سامنٹن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ انسپکٹر آصف اور سوپر فیاض پھٹی پھٹی آنکھوں سے ٹوٹی کو دیکھنے لگے جو جو لیا سے تھپڑ کھانے کے بعد غشی کا اظہار کر رہا تھا۔ حیرت کی شدت سے دونوں کے منہ کھل گئے کہ آخر یہ کیا چیز ہے۔

”میرے خیال میں وحشیوں کی طرح روپ اختیار کر لیتا چاہئے اور اپنے جسموں پر کالا رنگ مں لیتا چاہئے۔ اس سے ماسٹر باغ اور دیگر قبیلے کے وحشی ہمیں اس جنگل کے وحشی سمجھ کر چھوڑ دیں گے اور ہم کسی طرح جنگل کے وسط میں ہیڈ کوارٹر تک پہنچنے کی کوشش کریں۔“ ٹوٹی نے سوچتے ہوئے مشورہ دیا۔

”اوں ہوں۔ لگتا ہے ابھی بیڑی فل چارج نہیں ہوئی۔ ہمیں کوئی اچھا آئیڈیا چاہئے۔ روزا اب تم رستم بابا کے دماغ کی بیڑی چارج کرو۔“ کرل فریدی نے مسکراتے ہوئے اپنی شاگرد روزا کو حکم دیا۔

”ہی سر۔۔۔۔۔۔ روزا جیسی خشک مزاج لڑکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر ٹوٹی کے پاس آگئی اور دلہا انداز میں مسکرائی۔ روزا جیسی بے پناہ حسین لڑکی کو دیکھ کر ٹوٹی کا دل پار پار ہو گیا۔ اچانک چٹان کی تیز آواز گونجی۔ تھپڑ اتنا زور دار تھا کہ ٹوٹی کا منہ دوسری طرف گھوم گیا۔ ٹوٹی نے گھوم کر روزا کو خونی ٹکابوں سے دیکھا مگر ایک لمبے کے لئے پھر اس کا چہرہ نارمل ہو گیا اور تھپک تھپک ہو

کہتے ہوئے جھک کر روزا کو فرشی سلام کرنے لگا۔ حالانکہ جو لیا اور روزا کے بھرپور تھپڑوں سے اس کے گال خون کی مانند سرخ ہو چکے تھے۔

”بھائی ٹوٹی۔ مجا آرہا ہو گا۔ آخر دو دو فلفل فلوٹیوں نے تم سے محبت کی ہے۔“ قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بی بی شائستہ ہو گئی۔

”کیا یہ محبت کا اظہار تھا۔“ انسپکٹر آصف اور سوپر فیاض دونوں بدستور آنکھیں پھاڑے حیرت کی شدت سے بولے۔

”میرا دوست دنیا کا آٹھواں بچہ ہے۔“ عمران نے چپکتے ہوئے جواب دیا۔

”ہاں عمران۔ میں نے بھی آج چلتے پھرتے دنیا کے آٹھویں بچہ کو دیکھ لیا ہے۔“ سوپر فیاض بولا۔ حیرت کی شدت سے ابھی تک اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

”کیپٹن حمید۔ دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک محبت کی انمول نشانی تاج مہم تو ہمارے ملک میں بھی ہے مگر محبت کا یہ پتا پھر تہ حیرت انگیز لکھا۔ بچہ میں بھی پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔“ انسپکٹر آصف بھی حیرت سے بولا۔

”ہاں بابا رستم۔ اب تمہارا کیا مشورہ ہے۔“ کرل فریدی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ماسٹر باغ نے ہم سب کو بالکل بے بس کر دیا ہے اور سامنٹن کے اس دور میں ہم تہتہ ہیں اس لئے میرے خیال میں ہم سب کو جتنا

تھے جس نے جولیا اور روزا کے تھپڑوں کے بعد زبردست آئیڈیا دیا تھا۔ اندھیرا ہونے سے پہلے کافی سارے ہتھیار تیار ہو گئے تھے۔ رابرٹ، ہریش اور ڈریگن نے ڈاکٹر سامنسن اور عمران کے ایما پر ایک بہت بڑا درخت کھڑیوں سے کاٹ دیا تھا اور پھر اسے گھسیٹ کر پٹھے پر تڑچھا ڈال دیا گیا اور سب ہی چشمہ پار کر کے آگے بڑھ گئے کیونکہ رات کو یہاں پڑاؤ خطرناک تھا کیونکہ جانور پٹھے پر پانی پینے آ سکتے تھے۔ ایک تو جنگل تاریک تھا دوسرا شام ہو چکی تھی اس لئے اندھیرا بہت بڑھ گیا تھا۔ سب ہی ایک دوسرے کے قریب ہو کر اندھیرے میں ہی کسی محفوظ جگہ کو دیکھنے لگے جہاں پڑاؤ کر کے رات گزاری جاسکے۔ چونکہ ریڈ پاؤر کی ریز سے ان کی ٹارگٹس کیردین لیپ اور روشنی کرنے کے دیگر سب آلات ناکارہ ہو چکے تھے اس لئے تینوں پارٹیاں یکجا ہو کر اندھیرے میں ہی آگے بڑھ کر کسی محفوظ جگہ کی تلاش میں گئیں۔ عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنسن سب سے آگے تھے اور ان کے پیچھے دیگر افراد تھے البتہ رابرٹ، طارق اور ڈریگن سب کے پیچھے چوس کر چل رہے تھے۔

”ویسے طارق صاحب۔ ہر ایک جنگلوں میں آج سے پہلے ہم اتنے بے بس کبھی نہیں ہوئے تھے۔“ رابرٹ نے اندھیرے میں طارق کو گھورتے ہوئے کہا۔

”ہاں رابرٹ۔ شیعانی سائنسدان نے اپنی ایجاد سے گویا ہمارے ہاتھ ہاتھ دیئے ہیں۔“ طارق نے کہا۔

جلدی ممکن ہو سکے۔ اپنے کھڑیوں اور شکاری چاقوؤں سے درختوں کی شاخیں کاٹ کر اس کے تیر اور بھالے بنانے چائیں کیونکہ اندھیرا بڑھ رہا ہے اور رات کے وقت درندے جاگ اٹھتے ہیں۔ ہمارے پاس موجود یہ چند کھڑے اور چاقو درندوں سے غصے کے لئے ناکافی ہیں۔ ماسٹر بارش سے کیسے غمنا جائے۔ یہ بعد کی بات ہے درندوں سے بچاؤ کے لئے ہمیں جلدی سے لکڑی کے کافی سارے ہتھیار بنانے ہوں گے۔“ ٹونی نے اس بار تفصیل سے نیا آئیڈیا دیا۔

”بیری گلد بابا رستم۔ یہ ہوگی ناں بات۔ میرا اپنا بھی یہی خیال تھا کہ ہم سب کو مل کر جلدی سے لکڑی کے ہتھیار بنالینے چائیں تاکہ رات ہونے پر درندوں کا سامنا ہونے پر ان کا مقابلہ کیا جاسکے۔“ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

”ہاں۔ اب واقعی بابا رستم کی بیٹری نل چارج ہوئی ہے اور یہ زبردست آئیڈیا ہے۔“ کرنل فریدی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ بس پھر کیا تھا سب ہی اپنے سامان سے چاقو نکال کر اور چند کھڑیوں سمیت درختوں کی مضبوط اور موٹی شاخیں کاٹ کر تیزی سے اس کے نیچے اور بھالے بنانے لگے۔ ان سب میں سے کسی کے بھی وہم و گمان میں نہیں تھا کہ بے پناہ ایمونیشن ہونے کے باوجود بھی ان کو اسی طرح درختوں کی لکڑیوں کے ہتھیار بنا کر خود کو محفوظ کرنا ہوگا۔ انیسٹر آصف اور سوپر نایض بھی اب دوسروں کی طرح لکڑیوں کے ہتھیار بنانے میں مصروف ہو گئے تھے مگر ابھی تک حیرت سے ٹونی کو دیکھ رہے

”مگر طارق صاحب۔ اگر اسی طرح ہم مجبور رہے تو لاکھ احتیاط کرنے کے باوجود اگر درندے یہاں آگئے تو ہم اندھیرا ہونے کی وجہ سے بے حد مشکل میں آجائیں گے۔“ ڈرگین نے تشویش سے کہا۔

اچانک اندھیرے میں انہوں نے محسوس کیا کہ آگے قد آور بھارتیاں آگئی ہیں۔ سب ہی رک گئے۔ سب کے دل خوف سے دھڑک رہے تھے کیونکہ تاریکی ہونے کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے چہروں کو بھی نہیں دیکھ سکتے تھے بس آواز سے ایک دوسرے کو پہچان رہے تھے۔

”درحقیقت یہ تو ہم سب کا ڈارک ایڈویژر ہوا۔“ سب کو گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈاکٹر سامنٹن کی آواز سنائی دی۔

”ماسٹر میون۔ اب کیا کریں۔ اگر اس خوفناک صورتحال میں درندے یہاں آگئے تو ہم سب بے بسی کی موت مارے جائیں گے۔“ کارا نے فکر مندی سے پوچھا۔

”پادر ون۔ واقعی ماسٹر باخ نے ہم تینوں عمران، کرنل فریدی صاحب اور مجھے اور ہمارے تمام ساتھیوں کو بے بس کر دیا ہے۔“ ڈاکٹر سامنٹن نے تشویش سے کہا۔ ابھی ڈاکٹر سامنٹن نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ ان سب کے خوف سے رونکنے کھڑے ہو گئے کیونکہ ان کو غرابوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنٹن تینوں کے ذہنوں میں آنے لگیں سی پل رہی تھیں کیونکہ بے حد کوشش کرنے کے باوجود وہ ابھی تک روشنی کا انتظام نہیں کر سکے تھے اور اب آخر کار جنگل کی آفت بھی نازل ہو چکی تھی۔ سب ہی خوف سے

آنکھیں پھڑپھڑاتے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں گھنے جنگل میں غرابیں سننے لگے کہ کون سی آفت نازل ہونے والی ہے۔ اچانک ان سب کو اندھیرے میں چمکتی آنکھیں نظر آئیں۔

”ہاس۔ گلو گھلوں کا گروہ نازل ہو چکا ہے۔ ماسٹر میون۔ گلو گھلو ہمارے قریب پہنچ چکے ہیں۔ کرنل فریدی۔ گلو گھلو حملہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔“ رابرٹ، ڈرگین اور طارق تینوں ان چمکتی آنکھوں کو دیکھ کر ایک ہی وقت میں اپنے اپنے سربراہوں کو آنے والی مصیبت کے بارے میں بتانے لگے۔ اچانک عمران کو اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے شور مچاتا شروع کر دیا۔ عمران کی دیکھا دیکھی سب نے بلند آواز سے شور مچانا شروع کر دیا۔ عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنٹن نے آگے سے اور رابرٹ، طارق اور ڈرگین نے پیچھے سے کمزری کے تیر اور بھالے بھی حمزہ سے ان گلو گھلوں کے گروہ کی طرف برسانے شروع کر دیئے۔ چونکہ بے حد گہرے اندھیرے کی وجہ سے کسی کو کچھ نظر نہیں آ رہا تھا اس لئے کرنل فریدی نے آواز دے کر باقی سب کو پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیا تھا تاکہ اندھیرے میں کوئی تیر یا بھالا گلو گھلوں کی بجائے اپنے ہی کسی ساتھی کو نہ لگ جائے۔ عمران کے شور مچانے کی ترکیب کامیاب ہو گئی اور اندھیرے میں بے پناہ شور اور بے دریغ تیروں کی طغمار سے گلو گھلو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

”ارے جالو۔ روشنی موشی کا کچھ انتظام کرو ہمارے ساتھ جتانیاں بھی ہیں۔“ دفعتاً سب کو قاسم کی گھبراہٹ ہوئی آواز سنائی دی۔ خوفزدہ

ہونے کے باوجود سب کے چہروں پر مسکراہٹ رہی گئی۔

”کاش۔ ہم میں سے کسی کے پاس چھماق پتھر بھی ہوت تو ہم روشنی کا انتظام کر لیتے۔“ ڈاکٹر سائمن نے اونچی آواز میں کہا۔

”ڈاکٹر۔ یاد آیا میرے شکاری تھیلے میں چھماق پتھر ہوں۔“ سب کو طارق کی جوش بھری آواز سنائی دی۔ طارق نے اپنے تھیلے میں ہاتھ ڈالا تو اسے چھماق پتھر مل گئے۔

”مل گئے ہیں۔“ طارق نے خوش ہو کر کہا۔

”طارق صاحب۔ مجھے دے دیں۔“ عمران نے کہا تو طارق نے اندازے سے آگے بڑھ کر عمران کے ہاتھ میں پتھر دے دیے۔ اچانک شعلہ چمکا اور سب نے عمران کے ہاتھ میں پتھروں میں آگ لگتی دیکھی۔ عمران نے مہارت سے چھماق پتھروں کو رگڑ کر بھڑکیوں میں آگ لگا دی تھی۔ دفعتاً خشک جھانڑیوں نے آگ پکڑ لی۔ سب ہی آگ میں ایک دوسرے کے چہروں کو دیکھنے لگے۔ چونکہ خشک جھانڑیوں نے آگ پکڑ لی تھی اس لئے سب کو جنگل کے درخت آگ کی پراسرار روشنی میں صاف نظر آنے لگے۔

”ماسٹر سیون۔ ہم ان درختوں کی کڑیوں کو بھی جلا سکتے ہیں۔“ ڈرگین نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ارے ہاں ہاں۔ یہ تو ہی درخت ہیں جن کی لیس دار کڑیوں سے وحشی قبیلے والے اپنی بستیوں میں مشعلوں کا کام لیتے ہیں۔“ طارق نے درختوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”اے گورے پٹھے۔ اس جنگل میں ہم تجھے حسینا نہیں تو نظر نہیں آنے لگے جو ہماری طرف دیکھ کر رہے ہو۔“ عمران نے چونکتے ہوئے داہرت سے کہا۔ روشنی ہونے پر عمران دوبارہ اپنے اصلی روپ میں آ گیا تھا۔ تنویر، اسپیکٹر جگدیش اور ہرشل آگ کی روشنی میں درختوں کی شاخوں کو توڑنے لگے جو واقعی لیس دار تھیں۔ چند لمحوں بعد پھر یہ قافلہ محفوظ پناہ گاہ کی تلاش میں راستہ بدل کر روانہ ہو گیا۔ عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کے ہاتھوں میں ملتی ہوئی لیس دار کڑیاں تھیں۔ رالف، تنویر اور انور کھانڈوں سے شاخیں اور انجھی جھانڑیوں کو کاٹ رہے تھے۔

”سر۔ اس طرح کرتے ہیں۔ دو گروپ بنا لیتے ہیں۔ ایک گروپ میں کیپٹن حمید، کیپٹن مانگیل، میں اور تمام لڑکیاں ہو جاتے ہیں۔ ہم دائیں طرف سے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں بڑھتے ہیں۔ دوسرے گروپ میں باقی افراد بائیں طرف سے ریڈ ڈیٹھ کا ہیڈ کوارٹر تلاش کریں۔“ دفعتاً داہرت نے بلند آواز سے کہا۔ داہرت کی بات سن کر کیپٹن حمید اور کیپٹن مانگیل کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”ماسٹر سیون۔ ویسے سنگ ماسٹر کا مشورہ تو بہت اچھا ہے۔“ مانگیل نے بھی تائید کی۔

”سنگ ماسٹر۔ تمہارا آئیڈیا ہے تو جاندار۔“ کیپٹن حمید نے بھی داہرت کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

”نہ باقی ہم سب کیا تم تینوں کو نڈھے لگتے ہیں جو میٹھی آنکھوں کے

ساتھ صرف تم تین ہی رہو گے۔۔۔۔۔ ٹوٹی کی زور دار آواز بلند ہوئی تو سب ہی ٹوٹی کی بات پر تعجب لگانے لگے اور محفل کھٹ بکھٹ زعفران بن گئی۔

”ہاں بھائی ٹوٹی۔ ہم دونوں ان سالوں مالوں کو اچھے نہیں دیکھتے جو ہم دونوں کا نام نہیں لیا۔۔۔۔۔“ قاسم نے بھی فوراً ٹوٹی کی تائید کی۔ سب ایک مرتبہ پھر ہنس پڑے۔ دفعہ ان کو ہنگل میں ایک کھلی جگہ نظر آئی جس کو دیکھ کر عمران، کرشن فریدی اور ڈاکٹر سائن کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ گویا رات گزارنے کے لئے یہ جگہ ٹھیک تھی مگر اس سے پہلے کہ یہ سب اپنا سامان نیچے رکھتے ایک دفعہ پھر سرخ رنگ کی تیز لہر ان سب کے گرد گزری۔

”اوہ۔۔۔ ہم بدستور ماسٹر باغ کی نظروں میں ہیں۔۔۔۔۔ سب نے ہی حیرت سے اچھلے ہوئے کہا۔ اچانک سب کو اپنے دماغ گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس سے پہلے کہ عمران، کرشن فریدی اور ڈاکٹر سائن اپنا سامان بند کرتے ان کے دماغ تاریک ہوتے چلے گئے۔

”ماسٹر۔ آخر زیرو لینڈ کی پارٹی تو کبھی گئی ہے اور آپریشن روم میں چاروں قید کر دیئے گئے ہیں۔۔۔۔۔“ رینا موڈارے نے مسکراتے ہوئے ادب سے ماسٹر باغ سے کہا۔

”مگر ڈائمنڈ بیوٹی۔ زیرو لینڈ کے چاروں فتنے صرف یورینیم اور دفعوں کے لالچ میں آئے تھے۔ میں مانتا ہوں یہ چاروں زیرو لینڈ کی جان ہیں مگر ان چاروں کو مارنے سے ہمیں کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ ہمیں اصل خطرہ کرشن فریدی، ڈاکٹر سائن اور اتمق عمران کی ٹیموں سے ہے جو مسلسل ہیڈ کوارٹر کی سمت پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔“ ماسٹر باغ نے تشویش سے کہا۔

”ماسٹر۔ میں بھی جانتی ہوں اور میں ان سب پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہوں۔۔۔۔۔“ رینا موڈارے نے کمپیوٹر سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ جہاں عمران، کرشن فریدی اور ڈاکٹر سائن کی پارٹیاں اکٹھی

ہی جنگل میں بھٹک رہی تھیں۔

”ماسٹر۔ ہمارے لگائے ہوئے آلات جنگل کے اس حصے میں ہر جگہ نصب ہیں اور ریڈ پاور کی وجہ سے پہلے سے ہی یہ سب بے بس ہو چکے ہیں اور جنگیوں کی طرح نکلوی کے ہتھیاروں کا سہارا لے ہوئے ہیں۔ جیسے ہی یہ ریش میں آئیں گے میں ریڈ پاور کی طرح ریڈ کلر کی مائز و گیس سے ان کو بے ہوش کر دوں گی پھر یہ بھی آپریشن روم میں زیر لینڈ کے ہر کاروں کی طرح قید ہوں گے۔“ ریڈ موڈ ارے نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ویسے زیر لینڈ کے چاروں قوتوں نے عمران کی طرح زیر پروڈکٹ کے آلات کو توڑ کر راکون قبیلے والوں کو اپنا مطیع کر لیا تھا اسی طرح عمران راجے قبیلے کو اپنا مطیع اور ڈاکٹر سائمن اور کرتن فریدی آسین قبیلے والوں کے دیوتا بن بیٹھے تھے۔ ان تینوں خطرناک انسانوں اور ان کے ساتھیوں سے کوئی بعید نہیں ہے یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ اگر یہ تینوں پارتیاں ختم ہو گئیں تو پھر دنیا پر قبضہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہو گا۔“ ماسٹر باخ نے سکرین پر دیکھتے ہوئے کہا جواب آف ہو چکی تھی۔ تینوں پارتیاں اس وقت کمپیوٹر ریش سے دور ہو چکی تھیں۔ غالباً وہاں آلات نصب نہیں تھے۔

”ماسٹر۔ آپ فکر نہ کریں آجے جا کر جگہ آلات نصب ہیں۔ یہ پارتیاں زیادہ دیر تک ہماری نظروں سے دور نہیں رہ سکتیں۔“ ریڈ موڈ ارے نے اطمینان سے کہا۔

”میجر سارگن نے ابھی تک جواب نہیں دیا۔ وہ غالباً عمران کی دوسری پارٹی کی سرکوبی میں لگا ہے۔“ دفعتاً ماسٹر باخ نے چونک کر پوچھا۔

”ماسٹر۔ یہ اتفاق ہے کہ عمران کا دوسرا گروپ جس میں جوزف اور روشی کے ساتھ کوئی نیکرو ہے جس جگہ اترے ہیں اس جگہ تو آلات نصب ہیں مگر صرف ساحل پر، جنگل میں آلات نصب نہیں ہیں اور جنگل کا یہ حصہ بے حد گھٹا اور درندوں سے پر ہے اس لئے ہو سکتا ہے میجر سارگن کو تھوڑی دقت ہو مگر زیادہ دیر تک عمران کی یہ مختصر پارٹی میجر سارگن کی نظروں سے نہیں چھپ سکے گی۔ ویسے میں نے میجر سارگن سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے مگر چونکہ ہم نے وہاں کامیکس کی کثیر ریش چھوڑ رکھی ہے جس کی وجہ سے موبائل سروس جام ہو چکی ہے۔“ ریڈ موڈ ارے نے جواب دیا۔ اس وقت ماسٹر باخ اور ریڈ موڈ ارے ریڈ ڈیجھ کے بیڈ کوارٹر کے کنٹرول روم میں بیٹھے تھے۔ ریڈ نے ماسٹر باخ کو یہ مشورہ دیا کہ ریڈ پاور کے علاوہ مائز و گیس کے آلات بھی ریڈ ڈیجھ کے ہر کاروں سے جنگل کے مختلف حصوں میں نصب کروا دیئے جائیں پھر ریش میں آنے پر ان سب کو بے ہوش کر دیا جائے اور آپریشن روم میں سب کو قید کر دیا جائے اور سب کو عمران کی حقیقت بتا کر سب کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ماسٹر باخ کو ریڈ موڈ ارے کا یہ مشورہ پسند آیا تھا اور مائز و گیس کے آلات چونکہ راکون قبیلے میں نصب تھے اس لئے زیر پروڈکٹ کے آلات کے حربے کی ناکامی کے باوجود ریڈ

موٹھارے نے راکون قبیلے سمیت مارڈو گیس کے تیز اثر سے زبرد لیڈ کے چاروں ہرکاروں کو بے ہوش کروا کر ریڈ ویتھ کے ہرکاروں سے ان کو اٹھا کر آپریشن روم میں پہنچا دیا تھا جہاں ابھی تک سب بدستور بے ہوش تھے۔ اچانک کمپیوٹر سکرین روشن ہو گئی جس میں یہ منظر تھا کہ تینوں پارٹیاں جنگل کے ایک حصے کی طرف بڑھ رہی تھیں اور آگے عمران، کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنمن کے ہاتھوں میں چلتی ہوئی لیس وار ٹکڑیاں تھیں جو مشعل کا کام دے رہی تھیں۔

”ارے یہ کیا۔ انہوں نے آگ کیسے روشن کر لی۔ ریڈ پاور سے تو ان کے سب سائنسی آلات ناکارہ ہو جانے چاہئیں۔“ ریڈا موٹھارے نے حیرت سے سکرین پر دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ سب واقعی شیطان ہیں جن سے کوئی بعید نہیں ہے۔“ ماسٹر باخ فکر مند سے بڑبڑایا۔ ریڈا موٹھارے اور ماسٹر باخ دونوں سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ اب سکرین پر تینوں پارٹیاں جنگل میں ایک کھلی جگہ پر تھیں اور یہاں بیٹھنے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔

”ماسٹر۔ میں نے وہاں مارڈو گیس کے آلات نصب کروا رکھے ہیں اور ریڈ پاور کے آلات بھی وہاں نصب ہیں۔ اب یہ سب چند لمحوں بعد آپریشن روم میں ہوں گے۔“ ریڈا موٹھارے نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور کمپیوٹر کے کی بورڈ پر مختلف بٹنوں میں سے ایک بٹن پر پریس کیا تو ریڈ پاور کی تیز اور سرخ لہر ان سب کے گرد گھومی اور اس کے ساتھ ہی ریڈا موٹھارے نے ایک جگہ رنگ کا بٹن پریس کیا

تو ان دونوں نے تینوں پارٹیوں کو لڑھک کر نیچے گرتے دیکھا۔

”سر۔ ریڈ پاور مارڈو گیس کے اثر سے سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔“ ریڈا موٹھارے نے خوشی سے فیملی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ماسٹر باخ نے بھی خوشی میں کی بورڈ پر ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کیا تو سکرین پر منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر ان کو ریڈ ویتھ کے ہرکارے سرخ نقابوں میں جنگل کے اسی حصے کی طرف جاتے نظر آتے جہاں تینوں پارٹیاں بے ہوش پڑی تھیں۔

”ماسٹر۔ میں آپریشن روم میں جا رہی ہوں جہاں سب کو پہنچا دیا جائے گا۔ جیسے ہی وہ تینوں پارٹیاں وہاں قید ہوں گی۔ آپ کو اطلاع تو ہو ہی جائے گی۔“ ریڈا موٹھارے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور سلام کر کے کنٹرول روم سے باہر نکل گئی۔ ماسٹر باخ فتح کی خوشی میں فیملی پر موجود شراب سے شغل کرنے لگا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد کمپیوٹر سکرین روشن ہو گئی جس میں آپریشن روم کا منظر تھا جہاں زبرد لیڈ کے چاروں ہرکاروں کے علاوہ اس وقت عمران، کرنل فریدی، ڈاکٹر سائنمن اور ان کے ساتھی لوہے کی کرسیوں پر بے ہوش پڑے تھے۔ بجلی کے جھکوں والی ان کرسیوں پر اس وقت راڈ لکھے ہوئے تھے جس سے سبھی مکمل طور پر کرسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان سب کو ایکٹرا تک چیزز پر جکڑا ہوا اور بے ہوش دیکھ کر ماسٹر باخ کے چہرے پر فتح کی مسکراہٹ کھل گئی جیسے ان خاص دشمنوں کو آخر کار قید کرنے کے بعد دنیا پر قبضہ کرنا اب اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

کے لئے یہاں موجود ہیں۔۔۔۔۔ عمران کرل فریدی کی طرف دیکھ کر
چپکا۔

”ہوں۔ تو آخر کار ماسٹر باغ ہمیں تاریک جنگلوں میں بے بس کر
کے قید کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا۔۔۔۔۔ کرل فریدی الیکٹریک چیئرز
پر سب کو قید دیکھ کر بے فکری سے یولا۔

”کیا حال ہے عمران۔۔۔۔۔“ دفعتاً قہر بیبا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
”ہائے۔ اس طرح مت دیکھو ورنہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے
گا۔۔۔۔۔“ عمران نے قہر بیبا کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ دیکھ کر
لرزتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک مرتبہ پھر حماقتوں کے
ڈونگرے برس رہے تھے۔

”ہم چاروں پارٹیوں نے اپنی صلاحیتوں کی بنا پر دنیا میں راج کیا
ہے مگر ماسٹر باغ نے اپنی سرخ لہروں والی انتہائی ایجاد سے ہم سب کو
جنگلوں میں بالکل بے بس کر دیا تھا۔ اس خوفناک ایجاد سے ہمارے
تمام سائنسی آلات ناکارہ ہو گئے تھے اور اب آخر کار سب ہی ماسٹر باغ
کے قیدی ہیں۔۔۔۔۔“ فُج نے منہ بجاتے ہوئے کہا۔ عمران، کرل فریدی
اور ڈاکٹر سائنس کے ساتھی بھی آہستہ آہستہ ہوش میں آنے لگے اور خود کو
الیکٹریک چیئرز پر بٹکرا ہوا دیکھ کر سمجھ گئے کہ اس وقت سب ہی ماسٹر
باغ کے قیدی ہیں۔

”ماسٹر سیون۔ یہ تو ہم کسی آپریشن روم میں قید کئے گئے ہیں۔“
برش نے ہوش میں آنے کے بعد صورتحال دیکھ کر گرمندی سے کہا۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ کرل فریدی اور ڈاکٹر سائنس
کو بھی ہوش آ رہا تھا۔ غائبیتوں کو تقریباً ایک ساتھ ہوش آیا تھا۔ عمران
نے دیکھا کہ ڈیو لینڈ کے چاروں ہرکارے ہوش میں ہیں۔ عمران نے
خود کو اور باقی سب افراد کو لوہے کی الیکٹریک چیئرز پر راڈز سے بٹکرا ہوا
دیکھا تو سمجھ گیا کہ ماسٹر باغ ان سب کو بے ہوش کر کے خود ہی اپنے
ہیڈ کوارٹر لے آیا ہے۔ کرل فریدی اور ڈاکٹر سائنس بھی صورت حال
سمجھ چکے تھے۔

”انہ۔ میرا بچا اور میڈیم قہر بیبا آف بھل بھی ہمارے استقبال
کے لئے موجود ہیں۔۔۔۔۔“ عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔

”تم بھتیجے۔ تم بھی کرل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کے ساتھ آخر کار
ماسٹر باغ کے قیدی ہو ہی گئے۔۔۔۔۔“ سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کرل صاحب۔ آپ کی نانوٹ اور فُج صاحب بھی آپ کے دیدار

روزانے ایک نظر نانوتو کی طرف ضرور دیکھا مگر انہیں گھر دیکھا تو قبر آلود نکاہوں سے نانوتو کو دیکھنے لگی۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی پوچھا اچانک آپریشن روم کا خود کار دروازہ کھلا اور آپریشن روم میں تیس کے قریب سرخ نقابوں میں ریڈ ڈسٹ کے ہرکارے اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں جدید ہتھیار تھے۔ ان کے پیچھے ریٹا موڈارے اور ماسٹر باخ بھی شان سے مسکراتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

”لو ڈاکٹر۔ تمہاری محبوبہ دل نظر اور تمہارے خسر نامہار بھی تشریف لائے ہیں۔“ عمران ان دونوں کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر چپکے ہوئے بولا۔ سب ماسٹر باخ اور ریٹا موڈارے کی طرف دیکھنے لگے کہ اب یہ دونوں ان کے بارے میں کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

”تم سب نے جتنا بولنا ہے بول لو کیونکہ اس کے بعد درد ناک موت ہی تمہارا مقدر ہے۔“ ماسٹر باخ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے ماسٹر۔ تمہاری ذہانت کی داد دینی پڑے گی کہ تم نے سرخ لہروں والی انقلابی ایما سے ہم سب کو واقعی بے بس کر دیا ہے۔“ کرنل فریدی نے غور سے ماسٹر باخ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میری ایجاد ریڈ پاور دنیا کی انقلابی ایجاد ہے اور اب دنیا پر قبضہ کرتا میرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ اس ایجاد کی وجہ سے سائنس کی دنیا میں انقلاب برپا کرنے والا ذریعہ لینڈ بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ ذریعہ لینڈ کے یہ چاروں ہرکارے اور تم تین شیطانوں کو مارنے کے بعد اب دنیا میری ہوگی۔“ ماسٹر باخ نے رعوت سے جواب دیا

”ہم تو کرسیوں میں بری طرح بکڑے ہوئے ہیں۔ اس حالت میں تو ماسٹر باخ ہم سب کو آسانی سے مار سکتا ہے۔“ سوپر فیاض نے بھی پریشانی سے کہا۔

”ارے جالمو۔ ہم سب تو قیوں باندھ داندھ رکھا ہے۔ ارے جہاننوں کا تو کھیل کرو۔“ قاسم کرسی پر بری طرح دھنسا ہوا تھا اور تکلیف میں تھا اس لئے چیختے ہوئے بولا۔ گو کہ اس حالت میں بھی اسے اپنی پروا نہیں بلکہ لڑکیوں کی پروا تھی۔

”بچا۔ تم اور تمہریا ڈیزر بڑی مشکل سے بچے چڑھے ہو۔ پاکیشیا کی جیلیں تم دونوں کے دیدار کو ترس رہی ہیں۔“ عمران سب کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے سنگ ہی کی طرف دیکھ کر پھر چکا۔ جیسے سنگ ہی کو اسی نے قید کیا ہو۔

”بھتیجے۔ تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے ماسٹر باخ نے تمہارے کہنے پر ہمیں قید کیا ہے۔ ویسے پہلے تم خود تو آزاد ہو جاؤ پھر چپکنا۔“ سنگ ہی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ویسے تو ہمارے ملک کی جیلیں بھی سوکھنی نانوتو اور فوج صاحب کے استہلال کے لئے چل رہی ہیں۔“ کیپٹن حمید نے بھی آواز کھی۔

”بس کرنل فریدی ایک وفد میرا ہو جائے میں اپنے کرنل فریدی کے لئے دنیا کی یہ سزا بھی بھگتے کو تیار ہوں۔“ نانوتو نے کیپٹن حمید کی بات سن کر میٹھی نگاہوں سے کرنل فریدی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ اور بات تھی کہ کرنل فریدی نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کا ایک بٹن پر پریس کیا تو اچانک فرش میں ایک جگہ خامودار ہوا اور وہاں سے ایک صوفہ نمودار ہوا تو غلام دوبارہ بند ہو گیا۔ ماسٹر باخ شان بے نیازی سے چلن ہوا صوفے پر بیٹھ گیا۔

”اچھا تو اٹکل عزرائیل۔ تم کب ہماری جان قبض کر رہے ہو؟“ عمران نے پاکیشیائی زبان میں پوچھا۔ گوکہ عمران چمک رہا تھا مگر ڈاکٹر سائمن اور کرل فریدی کی طرح اس کے ذہن میں بھی آنسو حیاں چل رہی تھیں کیونکہ کوشش کرنے کے باوجود وہ کرسی سے آزاد نہ ہو سکا تھا۔ ”دیکھیں تمہاری روح قبض کرنے سے پہلے ماسٹر باخ کی روح اس کا جسم ہی نہ چھوڑ دے“ ٹونی نے بھی چپکتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر سب ہنسنے لگے اور ماسٹر باخ خونی نگاہوں سے ٹونی کو گھورنے لگا۔

”کاش۔ ڈاکٹر تم میرے ہو سکتے تو ہم دونوں ڈانس پارٹنر بن کر دنیا میں تہلکہ مچا دیتے مگر تم اس منہوں ہیر منہ کی خاطر مجھے نظر انداز کرتے رہے ہو۔ مجھے تمہاری موت کا بہت دکھ ہو گا“۔ رینا موٹزارے نے یاس بھری نگاہوں سے ڈاکٹر سائمن کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”منہوں میں نہیں تم ہو اور ویسے بھی ماسٹر سیون تم جیسی عالمی دہشت گرد کی گردن توڑ سکتے ہیں کبھی دوستی نہیں کر سکتے“۔ کلارا غصے سے بولی۔

”دیکھو ڈائننڈ بیٹی۔ عمران اور کرل فریدی کی طرح ڈاکٹر سائمن

بھی ہمارا دشمن ہے اور اس کی موت بھی لازمی ہے اگر اب تم نے ڈاکٹر سائمن کی طرف داری کی تو تمہیں بھی گولی مار دی جائے گی“۔ ماسٹر باخ غصے سے رینا کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

”سوری سر۔ اب ایسا نہیں ہو گا“۔ رینا موٹزارے ماسٹر باخ کو غصے میں دیکھ کر ڈرتے ہوئے بولی۔

”ارے ماسٹر۔ کیوں دو ناشتوں کے درمیان کباب میں گوشت بننے ہو؟“۔ عمران چپکتے ہوئے بولا۔

”عمران صاحب۔ مثال کباب میں گوشت نہیں پڑی ہوتی ہے“۔ صفدر نے ہنسنے ہوئے اصلاح کی۔

”عمران۔ تم نے بہت بکواس کر لی ہے مگر آج میں تمہارا راز فاش کر کے تم سب کو عبرت کا موت سے دوچار کروں گا“۔ یہ کہہ کر ماسٹر باخ نے اپنے ہاتھ میں موجود ریموٹ کا ایک بٹن پر پریس کیا تو بالحدہ دیوار آئینہ سامری کی طرح روشن ہو گئی جس میں جنگل کا منظر تھا اور وہاں عمران اور بلیک زیرو سب کو نظر آ رہے تھے۔ سب ہی اس منظر کو غور سے دیکھنے لگے۔ دفعتاً عمران نے سیٹلائٹ موبائل نکالا اور جولیا کے نمبر پر پریس کر کے اس سے ایکسٹو کے لیےج میں بات کرنے لگا۔ عمران نے ایکسٹو کے لیےج میں جولیا سے جو باتیں کیں وہ سب کو سنائی دینے لگیں۔ ماسٹر باخ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی البتہ عمران کے دماغ میں دھماکے ہونے لگے۔ گوکہ عمران اور بلیک زیرو نے اپنے چہروں کو مائل کر رکھا تھا اور یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ ان پر کیا گزر رہی ہے

مگر عمران کے دماغ میں آنندھیاں چل رہی تھیں۔ جس راز کو وہ پرسوں سے چھپائے ہوئے تھا آج ماسٹر باخ نے اسے بے نقاب کر دیا تھا۔
 ”جی ہاں۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اصل ایکسٹو عمران خود ہی ہے اور یہ ٹیکرو ٹائٹا اس کا ڈمی ایکسٹو ہے اور عمران اب تک دنیا کو بے وقوف بناتا رہا ہے۔“ ماسٹر باخ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماسٹر باخ کی بات سن کر جولیا اور تھریڈیا کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا البتہ تنویر کا دل کچھ سا گھٹا کہ اس کا اصل چیف عمران ہے۔ باقی سب حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

”واہ عمران۔ ہم تمہارے دوست ہیں مگر تم ہم سے بھی اپنا راز چھپاتے رہے۔“ کرنل فریدی نے پھینکی مسکراہٹ سے کہا۔
 ”میں خوشی ہے عمران کہ اصل ایکسٹو تم ہو۔“ ڈاکٹر سائن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیے اس ٹیکرو مومی کو دیکھ کر میں پہلے ہی شک میں تھا کہ یہ تمہارا کوئی خاص ایجنٹ ہے۔“ کرنل فریدی نے پھر کہا۔

”نہیں۔ اصل ایکسٹو میں نہیں ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے چیف ایکسٹو سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر ماسٹر باخ نے کامیابی کی بجائے جنگل میں چھوڑ رکھی تھی جس کی وجہ سے کال چند گز کے فاصلے سے آگے نہیں جا سکتی تھی۔ چونکہ تنویر بہت خود سر ہو گیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے چیف ایکسٹو کی مخصوص آواز نکالنی پڑی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حالانکہ اس کے

دماغ میں مسلسل آنندھیاں چل رہی تھیں۔ آخر کار اس کا بتایا ہوا پرسوں کا راز بے نقاب ہو چکا تھا۔

”عمران۔ ہمیں تو اب کچھ بتا دو۔ میں نے کہا تھا میں تمہارے ایکسٹو ہونے پر خوشی ہے۔“ ڈاکٹر سائن نے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تنویر کی طرح کیپٹن حمید اور رائف کو بھی دکھ ہو رہا تھا کہ عمران کسی کے انحراف کا کام نہیں کرتا بلکہ خود ہی اصل چیف ہے البتہ باقی سب حیران اور خوش تھے۔

”افسوس کہ تم سب کا وقت پورا ہوا۔ اب تمہاری موت کے بعد میں دنیا کا آل ان آل ہوں گا۔“ ماسٹر باخ نے مسکراتے ہوئے اپنے ریڈ وزجھ کے ہرکاروں کو اشارہ کیا جو ہاتھوں میں جدید ساخت کی مشینیں لئے ماسٹر باخ کے اشارے کے منتظر تھے۔

”ایکسٹو۔“ سب کو ایک دھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس سے پہلے کہ ریڈ وزجھ کے ہرکارے مشین گنوں سے ان سب کو ہلاک کر دیتے ماسٹر باخ اور ریڈا موڈازے حیرت سے اچھل پڑے۔ پاکیشیا کا چیف ایکسٹو ان کے سامنے موجود تھا۔ سب حیران تھے کہ اصل ایکسٹو عمران اور ڈمی ایکسٹو مومی ہے تو یہ ٹرپل ایکسٹو کہاں سے نمودار ہو گیا۔

اپنی برادری کا ہی سمجھے گا۔۔۔۔۔ جوزف شاخوں کو کاٹتے ہوئے بولا۔ اس کے ہاتھ میں کھارٹا تھا۔ جنوبی افریقہ سے ایکسٹو کے نمائندے نے خصوصی ٹیلی کاپیڑ سے ان کو سمندر کے ساحل پر اتارا تھا جہاں سے چند گز کے فاصلے پر تاریک اور گھنا جنگل شروع ہوتا تھا۔ روشی نے عمران سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی تھی مگر عمران سے کسی طور پر رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ چونکہ روشی اور عمران نے جنوبی افریقہ میں جزیرہ ریڈ ڈیٹھ کا مکمل نقشہ بنایا تھا کہ کہاں، کیسے اور کس جگہ اتر جائے، عمران نے جزیرہ ریڈ ڈیٹھ روانہ ہونے سے پہلے جنوبی افریقہ میں اپنے نمائندے کو ایکسٹو کے روپ میں ہدایات دے دی تھیں کہ وہ مس روشی کی ہدایت پر عمل کرے۔ روشی چونکہ اپنے ساتھ صرف سلیمان اور جوزف کو لائی تھی مگر تین کا گرد پ ہونے کے باوجود روشی کو کوئی فکر نہیں تھی کیونکہ اس کے ساتھ جوزف تھا جسے دنیا جنگل کا شہزادہ کہتی تھی۔ روشی، سلیمان اور جوزف نے بھی عمران کا دیا ہوا سلور سنون لباس پہن رکھا تھا۔ روشی نے سلیمان کے چہرے پر ٹیکرو کا میک اپ کر رکھا تھا جس سے سلیمان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔ تقریباً تین گھنٹے سے یہ جنگل میں مسلسل آگے بڑھ رہے تھے۔ ان تینوں کے کندھوں پر بیک تھے جن میں اسلحہ، میڈیکل باکس اور کھانے پینے کے علاوہ دیگر اہم سامان تھا۔ مسلسل تین گھنٹے چلنے کے باوجود ان کا ابھی تک کسی وحشی قبیلے سے ٹکراؤ نہیں ہوا تھا مگر چند درندوں سے ٹکراؤ ضرور ہونے لگا تھا مگر جنگل کی ہوا کتنے کے بعد جوزف کی صلاحیتیں جاگ اٹھی تھیں اور اسے خطرے کا

”اوشب دیگور اور کتنا چلوئے گا۔ چل چل کر میرا برا حال ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے ہانپتے ہوئے کہا۔ ایک بڑا شکاری چاقو اس کے ہاتھ میں تھا۔

”تو دیکھ تو رہا ہے کہ جنگل کا یہ حصہ بے حد گھٹا ہے۔ اگر میں اکیلا ہوتا تو اب تک بہت آگے بڑھ چکا ہوتا مگر مس روشی بھی تیری بہن سے سست چل رہی ہیں۔۔۔۔۔ جوزف نے آنکھیں دکھاتے ہوئے سلیمان سے کہا۔

”جس طرح تیرا چہرہ کالا سیاہ ہے اسی طرح تیرا دل بھی کالا سیاہ ہے۔ تجھے آغا سلیمان یا شا پر رحم نہیں آتا جو تو مسلسل چلے ہی جا رہا ہے کہیں رکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

”کالا سیاہ تو اس دفعہ تو بھی بنا ہوا ہے۔ مس روشی نے تجھے مجھ سے زیادہ سیاہ بنا دیا ہے اگر اس جنگل میں کسی جنگلی نے تجھے دیکھ لیا تو

پہلے سے ہی احساس ہو جاتا تھا۔ جوزف کے چہرے پر چھن کے آثار بالکل نہیں تھے۔ روشنی بھی چاق و چوبند تھی مگر سلیمان کا تھکاوٹ سے برا حال ہو رہا تھا مگر جوزف اور روشنی کہیں رکنے کا کام ہی نہیں لے رہے تھے۔ عمران اور روشنی پہلے ہی پیش پبلی کا پٹر میں اس جزیرے کا ایک واؤنڈ لگا چکے تھے۔ گوکہ روشنی ٹیٹ والے دیئے گئے مقام سے دور ایک گمنام گوشے سے ساحل پر اتری تھی مگر اسے مکمل یقین تھا کہ ماسٹر بارغ جیسے شاطر سائنس دان نے جزیرے کے ہر سمت یکسرے نصب کر رکھے ہوں گے اور یہ تینوں بھی ماسٹر بارغ کی نظروں میں آچکے ہوں گے۔ روشنی کو معلوم نہیں تھا کہ ماسٹر بارغ نے ریڈ پاور بیسی خوفناک ترین ایجاد بنالی ہے جس سے وہ جزیرے پر آنے والی تمام پارٹیوں کے ایجوکیشن اور دیگر تمام سائنسی آلات ناکارہ کر کے سب پارٹیوں کو بے بس کر کے رکھ دیا ہے۔ چونکہ مارگن مرنے سے پہلے ہی بت چکا تھا کہ ریڈ ہتھیہ کا ہیڈ کوارٹر جنگل کے وسط میں ہے اس لئے روشنی چاہتی تھی کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے تارگٹ تک پہنچ جائے کیونکہ اس کا عمران سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا نہ بیگ ذیرو سے اور نہ ہی کسی اور ممبر سے اس لئے روشنی کچھ چچی تھی کہ عمران کا گروپ کسی مشکل میں پھنس چکا ہے۔

”اوتارکول کی اولاد میں تجھے کیا جنگل کا باسی نظر آتا ہوں جو مجھے پناہ چلا کر مردانے کا ارادہ ہے۔ تیری قبر میں کیڑے پڑیں تیرے بچے جیم ہوں، تیرا ستیا ناس۔ تو رکتا کیوں نہیں“..... سلیمان ڈشمن پر ہنستا ہوا زور سے دھاڑا۔

”اپنی شکل آئینے میں دیکھ پھر کہہ کہ تو جنگل کا باسی لگتا ہے یا نہیں“..... جوزف پھر سلیمان کی گالٹیوں کے باوجود مزے لیتا ہوا بولا۔ جنگل کی آب و ہوائ نے اس کا دماغ روشن کر دیا تھا۔

”دیکھو سلیمان۔ تمہاری ضد کی وجہ سے میں عمران سے سفارش کر کے تمہیں جنوبی افریقہ لائی تھی۔ چونکہ تمہیں جنگل کی سیر کا بہت شوق ہو رہا تھا اس لئے تمہیں افریقہ کے اس گوشہ جزیرے پر لائی ہوں۔ اگر میں اور جوزف ہوتے تو اب تک بہت آگے جا چکے ہوتے۔ تمہاری وجہ سے ہماری رفتار سست ہے۔ مجھے لگتا ہے عمران کا گروپ مشکل میں ہے اور میں جلد ہی اصل مقام تک پہنچنا چاہتی ہوں اس لئے خاموشی سے جہاز ساتھ دو درندہ پھر میں کبھی تمہاری حمایت نہیں کروں گی“..... روشنی نے سلیمان کو کھاتے ہوئے کہا۔ سلیمان نے برا سا منہ بنایا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اٹھ کھڑا ہوا اور ایک دفعہ پھر تینوں آگے روانہ ہوئے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے گئے جنگل مزید گھنا ہوتا چلا گیا پھر ایسا دقت آن پہنچی کہ جنگل اتنا گہرا اور تاریک ہو گیا کہ کسی پگڈنڈی اور راستے کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ روشنی کے ہاتھ میں قطب نما اور تارچ تھی۔ تارچ کی تیز روشنی اور قطب نما کے ذریعے ہی تینوں راستے کا تعین کر رہے تھے۔ مزید آگے بڑھنے پر انہوں نے دیکھا کہ درختوں کی ٹہنیاں آپس میں اس قدر ملتی ہوئیں تھیں کہ راستے کا تعین بہت مشکل ہو گیا کہ کس جگہ سے آگے بڑھا جائے۔ جوزف کھانڈے سے شاخیں اور ٹہنیاں کاٹتا ہوا راستہ بنانے لگا۔ اس کا ہاتھ کسی مشین کی طرح چل

رہا تھا مگر پھر بھی تھکاؤ کا اس کے چہرے پر نام و نشان تک نہیں تھا۔ مزید وہ کھٹے چلنے کے بعد اچانک جھاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب ان کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا جھاڑیوں میں گھسا جائے جو قد آور تھیں یا راستہ بدلا جائے۔

”مس روشی۔ ان گھٹی جھاڑیوں میں چپے ہوئے درندوں کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ کیا جھاڑیوں میں سفر کیا جائے یا راستہ بدلا جائے“۔ جوزف نے پوچھا۔

”کیا تمہیں درندوں سے ڈر لگتا ہے“۔ روشی نے پوچھا۔

”نہیں مس روشی۔ جوزف دی کرینے جنگل کا شہزادہ ہے اور مجھے اس مانول میں کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا“۔ جوزف نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”او جنگل کے بھوت۔ مجھے کیوں مردانے کے لئے یہاں لایا ہے۔ میں نے تیرا کیا پکاڑا ہے۔ جنگل میں تو آ کر تجھے پر لگ گئے ہیں“۔

سلیمان نے پھر دھب سے نیچے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ تمہارے پاس نے مجھے جو لباس دیا ہے یہ سلور سٹون لباس بہت کارآمد ہے۔ اگر ہمیں گولیاں بھی ماری جائیں تو یہ لباس چھید نہیں سکے گا۔ اس لئے تم یہاں ہماری فکر نہ کرو۔ ہاں البتہ رات بہت ہو چکی ہے۔ صبح کو جھاڑیوں کا سلسلہ پار کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں نے تم کو بس گائیڈ بنایا ہے تم جو فیصلہ کرو گے مجھے منظور ہوگا“۔ روشی نے کہا۔

”نہیں مس روشی۔ یہ جگہ آرام کرنے کے لئے مناسب جگہ نہیں ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ جھاڑیوں کا سلسلہ زیادہ طویل نہیں ہے۔ جھاڑیاں پار کرتے ہی ہمیں کوئی مناسب جگہ نظر آ جائے گی“۔ جوزف نے اپنی رائے دی۔

”چلو جیسے تمہاری مرضی۔ میں ویسے بھی جلد ہی اصل مقام تک پہنچنا چاہتی ہوں کیونکہ مجھے لگتا ہے کہ ہمارا دوسرا گروپ خطرے میں ہے“۔ روشی نے اپنا اندازہ ظاہر کیا۔ تقریباً آدھا گھنٹہ آرام کرنے کے بعد پھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور سلیمان کو بھی نہ چاہتے ہوئے اٹھنا پڑا کیونکہ اس گھنے جنگل میں وہ ان دونوں کے بغیر اکیلے رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے بھی رات کے وقت اندھیرے اور گھنے جنگل میں درندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے سلیمان کا خون خشک ہو رہا تھا۔ سلیمان خود کو بھی کوس رہا تھا کہ وہ کیوں ان کے ساتھ جنگل میں آ گیا اور دل میں جوزف کو ہزاروں گالیاں بھی دے رہا تھا۔ اس آدھے گھنٹے آرام کے دوران انہوں نے کھانے پینے کا اہتمام بھی کر لیا تھا جو وہ ساتھ لائے تھے۔ جھاڑیاں عبور کرتے ہوئے انہیں بے حد دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا کیونکہ جھاڑیاں بہت الجھی ہوئی اور ان کے قد سے لمبی تھیں مگر جوزف کے ہوتے ہوئے روشی کو ذرا بھی فکر نہیں تھی۔ وہ جنگل میں جوزف کی خفیہ صلاحیتوں کے بارے میں جانتی تھی۔ مزید تین گھنٹے تک سفر کرنے کے بعد آخر کار قد آور جھاڑیوں کا سلسلہ ختم ہوا تو ان کو ایک کھلی جگہ نظر آئی جس کے آگے پھر جنگلوں

کا وسیع سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ چونکہ یہ جگہ کافی کھلی تھی اس لئے جوزف نے یہاں خیمہ لگانے کا مشورہ دیا کیونکہ اب روشنی بھی کافی ممکن محسوس کر رہی تھی اور سیلمان کی حالت تو بہت ہی ابتر ہو گئی تھی۔ گو ان کو جھانڑیوں میں درندوں کی آوازیں سنائی ضرور دتی تھیں مگر اتفاق سے ابھی تک کسی درندے اور وحش قبیضے سے ان کا ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ سیلمان نے سکھ کا سانس لیا ورنہ جوزف تو واقعی جنگ میں آ کر چلے گی۔ مشین بن چکا تھا۔ جوزف، روشنی اور سیلمان نے کافی ساری خشک جھانڑیاں کھانڈیوں اور لمبے پھل والے پاتھوں سے کاٹیں اور دو خیمے نصب کر دیئے۔ جوزف نے خشک جھانڑیوں کو خیموں کے چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ڈال کر آگ لگا دی تاکہ کوئی درندہ ان کے سونے کے دوران ان کے خیمے میں حملہ آور نہ ہو۔ چونکہ مسلسل کئی گھنٹوں سے تینوں چل رہے تھے اس لئے کوئی بھی چہرہ دینے کے قابل نہیں تھا۔ روشنی ایک خیمے میں چلی گئی اور اس نے اندر سے خیمے کو مضبوطی سے بند کر دیا۔ سیلمان اور جوزف دوسرے خیمے میں چلے گئے اور جوزف نے خیمہ بند کر دیا۔ گو کہ سلور سنون لہاس سے سردی گرمی کا احساس ہی نہیں ہو رہا تھا مگر پھر بھی جوزف نے سونے سے پہلے سلور سنون لہاس اتار دیا۔

"لے آؤ کالے بھوت۔ کیا مجھ سے کشتی کرنے کا ارادہ ہے جو صاحب کا دیا ہوا لہاس اتار دیا۔ اگر مجھ سے لڑنے کا ارادہ ہے تو ایک مکا مار کر تیری جیتی نکال دوں گا۔" سیلمان نے اسے چھیڑتے ہوئے

کہا۔

"آرام سے سو جاؤ ورنہ خیمے سے باہر پھینک دوں گا۔" جوزف نے خیمے سے کہا اور اپنے بستر پر سو گیا۔ چونکہ سیلمان بن زیادہ تھا ہوا تھا اس لئے اس نے جوزف کو زیادہ جھینٹا مناسب نہ سمجھا اور بن گیا۔ چند ہی دونوں گہری نیند میں ڈوبے چلے گئے۔ معلوم نہیں کہ وقت روشنی کی چیزوں سے جوزف اور سیلمان کی آنکھ کھل گئی۔ جوزف بچ لگاتے ہوئے اٹھا اور بند خیمے کو ایک جھٹکے سے کھولا اور بائبل آگیا۔ خیمے سے باہر ایک ہولناک منظر جوزف کا متغیر تھا۔ ایک قوی بیکل گھور پلا روشنی کو پکڑے اس کی گردن کو دانوں سے کاٹ رہا تھا۔ روشنی لاکھ سیکڑت آہستہ آہستہ گہری لڑکی تھی اس لئے بے پناہ درد لگانے کے باوجود قوی بیکل اور لمبے گوریلے کا مقابلہ کہاں تک کر رہا۔ روشنی نے بھی اس وقت سلور سنون لہاس اتار دیا تھا۔ غالباً روشنی نے سونے سے پہلے سلور سنون لہاس اتار دیا تھا مگر اس سے پہلے کہ قوی بیکل گھور پلا اپنے دانت روشنی کے گلے پر رکھتا جوزف نے ایک وحشی کی طرح بلند آواز سے دھارتے ہوئے پوری قوت سے گھوریلے کی کمر پر اڑتے ہوئے لات ماری۔ روشنی کو مشکل میں دیکھ کر جوزف بھی کھڑا درندہ بن گیا تھا۔ جوزف کی لات اتنی بھڑ پڑ تھی کہ گھور پلا روشنی سمیت دھب سے نیچے جا گر۔ روشنی کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے اوپر پہاڑ آ کر گرے مگر روشنی جاتی تھی کہ گھور پلا اگر سنبھل گیا تو اسے نہیں کر دکھ دے گا اس لئے تکلیف کے باوجود روشنی نے پوری قوت سے سر کی کمر گھوریے

کے سینے پر ماری اور ایک بھر پود کرانے کا وار اس کی گردن پر کیا۔ سر کی نر اور پھر اچانک بھر پود طریقے سے کرانے کے وار سے گوریلے کی گرفت کمزور ہو گئی۔ اس اثناء میں روشی جھکا دے کر گوریلے کی گرفت سے نکل گئی اور گردن میں لیتی ہوئی دور ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی اثناء میں گوریلہ بھی دھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور سینہ پھینتے ہوئے پھر روشی کی طرف لپکا۔ اس کے سینہ پھیننے سے ایسا لگ رہا تھا جیسے دھول بچ رہا ہو۔ اپنا شکار چھوٹنے پر گوریلے کے منہ سے غرائشیں نکل رہی تھیں۔ جوزف نے ایک دفعہ پھر اڑتے ہوئے اس بار گوریلے کے سینے پر لات ماری چابی مگر غراتے ہوئے گوریلے نے بھر پور ہاتھ جوزف کی ناگ پر مارا تو جوزف جھکا کٹنے سے نیچے آ کر اس سے پہلے کہ جوزف اٹھتا گوریلہ روشی کی بجائے جوزف کی طرف لپکا۔ چونکہ گوریلے کا بھر پور ہاتھ جوزف کی ناگوں پر لگا تھا اس لئے جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی لوہے کا راز اس کی ناگوں پر لگا ہو۔ جوزف کے ہوشیار ہونے سے پہلے ہی گوریلے نے چیخ مارتے ہوئے ایک زوردار جھانپڑ جوزف کے سر پر مارا اور پھر خوشی سے اپنے لمبے تانوں والے ہاتھوں کو سینے پر مارتے ہوئے دانت کلکپاتی لگا۔ جوزف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا بچھ دماغ پھاڑ کر باہر آ جائے گا اور سر کپکے پھوڑے کی مانند دیکھنے لگا مگر گوریلے کا جھانپڑ کھانے کے بعد شدید تکلیف کے باوجود بھی جوزف کا وحشیانہ پن جاگ اٹھا۔ لیکن جوزف کی آنکھیں غصے سے دھبے لگیں اور منہ سے کف بہنے لگا۔ اس سے پہلے کہ گوریلہ

اپنے خوفناک دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے دوسرا کرتا جوزف نے بھر پور چیخ مارتے ہوئے پوری قوت سے مکا گوریلے کی آنکھ پر مارا۔ شدید غصے کی حالت میں جوزف کا مکا کاری ثابت ہوا اور گوریلے کی آنکھ پھوٹ گئی۔ اسی اثناء میں سلیمان نے جیزی سے جوزف کو پکار کر کھبڑا اس کی طرف پھینکا جسے جوزف نے فوراً اچکا لیا۔ غالباً روشی اور جوزف کی گوریلے سے لڑائی کے دوران سلیمان نے جیزی سے کھبڑا لے آیا تھا۔ جوزف نے کھبڑے کا بھر پور وار کیا اور گوریلے کا ایک ہاتھ کچک کی آواز سے کٹ گیا۔ گوریلے کی چیخوں سے جنگل گونجا اٹھا۔ اسی اثناء میں روشی ریو اور اٹھا چکی تھی اور اس نے بے دریغ گوریلے پر فائرنگ کر دیا۔ گولیاں گوریلے کے سر پر لگیں اور ایک گوریلہ وار چیخ کے گوریلہ دھڑام سے گرا اور غصہ ہوا گیا۔

”مس روشی۔ یہ میرا شکار تھا۔ آپ نے اسے کیوں مار دیا۔“ جوزف شکایتی لہجے میں بولا۔

”نہیں جوزف۔ تمہاری حالت درست نہیں ہے اس گوریلے نے تم پر کاری وار کئے ہیں۔ میں جانتی ہوں تم اس گوریلے کو مار سکتے تھے مگر میں تمہیں مزید زخمی نہیں دیکھ سکتی کیونکہ گوریلہ بھی مرنے سے پہلے تم پر ایک دو وار کر ہی جاتا۔“ روشی نے ریو اور اپنے ہولسر میں رکھتے ہوئے کہا۔ جوزف نے دیکھا کہ رات کو جو آگ انہوں نے لگائی تھی وہ کافی دیر سے بجھ چکی تھی کیونکہ اس وقت دن کافی چڑھ آیا تھا مگر اوپر آسمان پر دھند نے مسلسل بیرا کر رکھا تھا اس لئے سورج کی روشنی نہیں

آری تھی۔

”مس روشی۔ آپ اس گوریلے کے ہتھے کیسے چڑھ گئیں۔ آپ تو خیمے میں بند تھیں۔“ سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔

”بس اچانک میری آنکھ کھل گئی تھی میں نے خیمہ کھول کر باہر دیکھا تو اندازہ ہو گیا کہ دن چڑھ آیا ہے اور ہم کافی دیر سو چکے ہیں۔ میں جیسے ہی تم لوگوں کو جگانے کے لئے خیمے سے باہر نکلی اچانک خیمے کے عتب سے یہ گوریلا نکلا اور میرے ہوشیار ہونے سے پہلے اس نے مجھے اچک لیا۔“ روشی نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے جواب دیا اور اپنے خیمے میں جا کر اس نے اپنے لباس کے اوپر ہی عمران کا دیا ہوا سلور سٹون لباس پہننا شروع کر دیا۔

”مس روشی۔ میں شرمندہ ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے آپ اس ورلڈ کے ہاتھ لگیں۔ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں خود کو کبھی معاف نہ کر پاتا اور بس بھی مجھے کبھی معاف نہ کرتے۔“ جوزف نے بھی سدر سٹون لباس پہنتے ہوئے شرمندگی سے کہا۔

”نہیں جوزف۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ہم مہذب دنیا میں نہیں ہیں بلکہ تاریک جنگلوں میں ہیں اور ان حالات میں مشکلات تو پیش آتی ہی ہیں۔“ روشی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے تھیلے سے میڈیکل باکس نکال کر وہ طاقت کے ٹیبلٹ نکالیں اور جوزف کو دے دیں کیونکہ گوریلے کے مہا پیڑ سے جوزف کے ناک سے خون بہہ نکلا تھا اور سر پر چوٹ لگی تھی مگر جوزف کے انکار کے باوجود روشی

نے سختی سے جوزف کو طاقت کی ٹیبلٹ کھلائیں اور سر پر بیڈنچ بھی کر دی۔ تینوں نے بوتلیں کھول کر پانی سے منہ ہاتھ دھوئے اور ناشتہ کر کے سامان پیک کیا اور آگے روات ہو گئے۔ ایک دفعہ پھر تینوں تاریک جنگل کے مسافر تھے۔ روشی جلد سے جلد ریڈیو سمجھ کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتی تھی۔ انہیں جنگل میں چلتے چلتے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ چلے چلتے اچانک جوزف رگ گیا اور ہوا میں گر گئے لگا۔

”ابے کالے۔ کیا جانور کی طمرن سول سول کر رہا ہے۔“ سلیمان نے حیرت سے پوچھا۔

”جوزف۔ کیا ہوا۔“ روشی نے بھی حیرت سے پوچھا۔

”مس روشی۔ آگے گوشت خور دونوں کا ایسا شروع ہو جائے گا اور اس ایریے سے گزرتا خطرناک ہے۔ ہمیں راستہ بدلنا پڑے گا۔“ جوزف نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میرے پاس ان گوشت خور درختوں کا علاج ہے بس تم بڑھتے چلو۔“ روشی نے اپنے تھیلے سے ایک بوتل نکالتے ہوئے کہا جس میں کوئی ٹھول تھا۔ جوزف روشی کے بارے میں جانتا تھا کہ یہ نہ صرف عمران کی دوست اور دنیا کی خطرناک فائٹر ہے بلکہ اچھی ڈاکٹر اور سائنس دان بھی ہے۔ جوزف نے کوئی بات نہ کی اور آگے بڑھ گیا۔

”میں نہیں مانتا کہ کوئی ایسے درخت بھی ہیں جو گوشت خور ہوں چونکہ یہ کایا خود جنگل کا بلا ہے اس لئے اس کا بھی خون پینے کو دل کر

رہا ہوگا۔۔۔۔۔ سلیمان نے جوزف کی بات کا یقین نہ کرتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”اگر مس روٹی ہمارے ساتھ نہ ہوتیں تو میں ضرور تیرا خون پی جاتا۔۔۔۔۔ جوزف نے غصے سے سلیمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں سلیمان۔ تمہارا اندازہ غلط ہے۔ تمہیں صرف آدم خور وحشیوں کا خوف ہے۔ ویسے اس جزیرے کے جنگلوں پر آدم خور وحشی قبیلے بھی آباد ہیں۔ بس یہ اتفاق ہے کہ ابھی تک ہمارا سامنا کسی وحشی قبیلے سے نہیں ہوا مگر مجھے کسی وحشی قبیلے کا ڈر نہیں ہے کیونکہ مجھے جوزف کی صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے۔ میں تمہیں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ گوشت خور درخت بھی بعض جنگلوں میں ہوتے ہیں اس درخت کی شاخیں ہر جاندار انسان، جانور، پرندہ جو بھی اس کے پھٹنے میں آجائے اس کا خون اور گوشت چوس لیتی ہیں پھر صرف ہڈیاں ہی باقی بچاتی ہیں۔۔۔۔۔“

روٹی نے سلیمان کو سمجھاتے ہوئے بات مکمل کی۔

”حیرت ہے مس روٹی۔ آپ پڑھی لکھی ہو کر بھی ایسی باتوں پر یقین کرتی ہیں۔۔۔۔۔ سلیمان نے حیرت سے کہا۔

”پڑھی لکھی ہوں تو اس لئے ان کو درخت کہہ رہی ہوں۔ جانبل ہوتی تو ایسے درختوں کو دیوتا جان کر پوجتی۔۔۔۔۔“ روٹی نے جواب دیا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ گھوٹا کی روح جیل کے گھونسلے میں اس کے اندروں پر بیٹھی ہے۔۔۔۔۔“ دفعتاً سلیمان نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

”مم۔۔۔۔۔ مس۔۔۔۔۔ رو۔۔۔۔۔ روٹی۔۔۔۔۔ سس۔۔۔۔۔ سلیمان کو روکیں۔ ایسی مخوف باتیں

نہ کرے ورنہ تباہی اور بربادی شروع ہو جائے گی۔ ہر چیز تباہ ہو جائے گی۔۔۔۔۔“ جوزف نے سلیمان کی بات سن کر خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ اگر اب تم نے جوزف کو بھیڑا تو میں تمہاری پٹائی کر دوں گی۔۔۔۔۔“ روٹی سمجھ گئی تھی کہ سلیمان جوزف کو ڈرانے کے لئے شرارت کر رہا ہے۔ روٹی کی بات سن کر سلیمان برے برے منہ بنانے لگا۔ اچانک جوزف رگ گیا اور پھر راج کی تیز روٹی میں غور سے آگے والے درخت کو دیکھنے لگا جس کی شاخیں ان کو دیکھ کر اچانک جھکی شروع ہو گئی تھیں۔

”پچھے ہٹ جاؤ۔۔۔۔۔“ جوزف نے چیختے ہوئے کہا۔ روٹی تو فوراً جوزف کی بات سن کر رگ گئی مگر سلیمان اپنی ہی دھونس میں آگے بڑھ گیا جیسے جوزف کی بات کی کوئی اہمیت نہ ہو۔ اچانک چند شاخیں مزید ہٹیں اور انہوں نے سلیمان کو جکڑ لیا اور پھر شاخیں دوبارہ اوپر جانے لگیں۔ سلیمان کی چیخوں سے جنگل گونج اٹھا مگر کہ سلیمان نے سسور سسور لباس پہن رکھا تھا مگر اس کا منہ اور ہاتھ کھلے تھے۔ روٹی نے فوراً بوتل کھول کر محلول اپنے اوپر ڈالا اور ساتھ ہی جوزف پر چھڑکا اور تیزی سے اس درخت کی طرف بڑھی جہاں سلیمان شاخوں میں جکڑا ہوا تھا۔ روٹی نے فوراً بوتل میں موجود محلول جس میں پیاز کی بو کی آمیزش تھی، سلیمان والے درخت پر چھڑکا۔ اس محلول کی بو سے شاخیں جوزف اور روٹی سے دور ہونے لگیں۔ چونکہ ابھی شاخیں زیادہ اوپر نہیں گئی تھیں

کافی حد تک چمڑک دیا۔

”چلو۔ اب قتل سے آگے بڑھو۔ چاہے پورا جنگل ہی گوشت خور درختوں کا کیوں نہ ہو۔ ہم شاخوں کے قریب خود بھی جائیں تو اب شاخیں ہم سے دور بھاگیں گی۔“ روشی نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔ ایک دفعہ پھر تینوں خوفناک اور خون و گوشت چھٹنے والے درختوں کے درمیان سے آرام سے گزرتے گئے۔ واقعی اس محلول کی بو کی وجہ سے شاخیں ان سے دور ہو رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد وہ اس خطرناک جگہ کو پار کر گئے۔ روشی قصب نما آلے کی مدد سے صحیح سمت جا رہی تھی۔ روشی، جوزف اور سلیمان نے جس جگہ سے ساحل پر اتر کر جنگل کا رخ کیا تھا یہ علاقہ سمنان اور خطرناک تھا۔ چونکہ روشی بھی کئی دفعہ نران کے ساتھ خطرناک جنگلوں کا سفر کر چکی تھی اس لئے جنگل کے خطروں کو جانتی تھی۔ ویسے اسے جوزف کے ہوتے ہوئے بھی کوئی زیادہ خوف نہ تھا۔ ان کو مسلسل تیز رفتاری سے چلتے ہوئے تین گھنٹے گزر چکے تھے اس وقت غالباً سہ پہر کا وقت تھا۔ اچانک جوزف پھر رک گیا اور جنگل میں ایک طرف دیکھنے لگا پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

”کیا ہوا جوزف۔ تم رک کیوں گئے ہو اور مسکرا کیوں رہے ہو۔“ روشی نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ نظر آگئی ہو گی کوئی کھوٹی وحشی لڑکی۔ اسے دیکھ کر مسکرا رہا ہو گا۔“ جوزف کے بولنے سے پہلے ہی سلیمان نے نظریہ لہجے میں کہا۔

اس لئے محلول سلیمان کے جسم پر پیسے ہی گرا شاخیں سلیمان کو چھوڑ کر پیچھے ہٹتی گئیں جسے شاخوں نے اپنی موت کو دیکھ لیا ہو۔ جوزف نے تیزی سے شاخوں پر کھبازی کے وار کئے تو ان شاخوں سے خون کی طرح سرخ مواد پہننے لگا۔ سلیمان کی حالت غیر ہو رہی تھی اس لئے جوزف نے سلیمان کو اٹھایا اور پیچھے آگیا اور نیچے زمین پر ٹپا دیا۔ سلیمان کے دونوں ہاتھ اور منہ زخمی تھا۔ روشی نے فوراً پانی کی بوتل کھول کر سلیمان کے منہ میں پانی پٹکایا پھر باقی پانی سے اس کے ہاتھ منہ دھو کر تولیے سے صاف کئے اور میڈیکل باکس کھول کر ایک گریب اس کے زخمی ہاتھوں اور منہ پر لگانے لگی۔ اسی اثنا میں سلیمان کی حالت سنبھل گئی کیونکہ ابھی خون شاخوں نے اپنا کام بس شروع ہی کیا تھا اس لئے معمولی زخم تھے۔ روشی نے اسے بھی طاقت کی دو گولیاں کھانے کو دیں۔

”میں نے کہا تھا کہ جوزف کی باتوں کو خطا مت سمجھنا مگر تم اپنی ضد پر اڑے رہے۔ اب دیکھا ضد کا انجام۔“ روشی نے سلیمان کو سختی سے ڈانٹ پلائی۔

”سواری مس روشی۔ غلطی ہو گئی۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔“ سلیمان نے سہجے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ ابھی ابھی وہ موت کے منہ سے نکلا تھا۔

”چلو شاباش۔ کھڑے ہو جاؤ۔“ روشی نے ایک اور بوتل کھول کر وہی محلول اپنے لباس پر چمڑکا پھر جوزف اور سلیمان کے لباسوں پر بھی

”میں رابرٹ نہیں ہوں جو کسی لڑکی کو دیکھ کر مسکراتے کہتا۔“
 جوزف نے غصے سے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔
 ”جوزف۔ تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔“ روشی نے
 سلیمان کو گھورتے ہوئے پھر پوچھا۔
 ”مس روشی۔ چیتوں کی ایک جوڑی ہمارا پیچھا کر رہی ہے اور موقع
 کی تاز میں ہے جیسے ہی ہم میں سے کوئی سست پڑے وہ ہم پر حملہ آور
 ہوں۔“ جوزف نے پھر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”حیرت ہے۔ یہ تو پریشانی کی بات ہے اور تم مسکرا رہے ہو۔“
 روشی نے ٹکرمندی سے کہا۔

”مس روشی۔ چیتوں کی نظر میں ہم شکار ہیں مگر میری نظر میں
 دونوں چیتے میرا شکار ہیں۔“ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں جوزف۔ میں کسی چیتے سے تم کو لڑتا نہیں دیکھنا چاہتی اور
 ویسے بھی بقول تمہارے چیتے دو ہیں اس لئے چیتوں سے لڑنے کی
 بجائے پہلے کا استعمال کرو۔“ اس بار روشی نے قدرے سخت لہجے
 میں گویا حکم دیا۔

”اچھا مس روشی۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں۔“ جوزف نے کہا۔
 اس کے چہرے پر اپنی چھائی تھی۔

”واہ۔ اپنی شکل دیکھیں ہے کالے کوئے۔ ٹارزن بننے کی کوشش کر
 رہا ہے۔ ٹارزن تو میرے شاگرد رابرٹ کی طرح گورے رنگ کا تھا اور
 توہ تو کالا بھوت ہے۔“ سلیمان کی زبان پھر چل پڑی۔

”مس روشی۔ اس کو سمجھا دیں ورنہ اب میں اس باورچی کے حکم کو
 چیر کر رکھ دوں گا۔“ جوزف نے قہر آلود لہجوں سے سلیمان کو
 گھورتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہاری پٹائی کر دوں
 گی۔ سمجھے۔ ایک تو ہم مشکل میں ہیں اور تمہاری زبان ہے کہ فتنی کی
 طرح چل رہی ہے۔“ روشی نے غصے سے سلیمان کو ڈانٹ پٹائی۔
 سلیمان برے برے منہ بنا کر خاموش ہو گیا۔ جوزف نے ان دونوں کو
 خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھا۔ روشی اور
 سلیمان بھی پہلے ہاتھوں میں لئے چوکس ہو گئے۔ اچانک جوزف نے
 پہلے کا رخ ایک طرف کر کے فائرنگ شروع کر دی۔ دفعتاً ان کو دو
 بلند آواز میں دھماکی سنائی دیں۔ دونوں چیتے جو گھنی شاخوں میں چھپے
 ہوئے تھے زخمی حالت میں دھڑکتے ہوئے روشی اور سلیمان کی طرف
 بڑھے۔ ان چیتوں کی زخمی جوڑی کو دیکھ کر سلیمان تو کاپٹنے لگا البتہ
 روشی نے مشین پہلے سے ان پر فائرنگ کی۔ اس سے پہلے کہ زخمی چیتے
 ان پر حملہ آور ہوتے روشی کی فائرنگ نے ان دونوں کا صفایا کر دیا۔

”آف۔ کیا سرخ انکارہ آنکھیں تھیں ان کی۔“ سلیمان نے
 خوفزدہ لہجے میں کہا۔ مشین پہلے کی فائرنگ سے جنگل کی خاموشی بمروج
 ہو چکی تھی اور پرندے درختوں سے اڑ کر فضا میں پھڑپھڑانے لگے
 تھے۔

”چلو آگے بڑھو۔“ روشی نے لا پرواہی سے کہا۔ جیسے اسے کوئی فکر

نہیں تھی کہ جیتے ان پر اچانک حملہ بھی کر سکتے تھے مگر جوزف کی پھٹی
حس نے ان کو پھر بچا لیا تھا۔ ایک دفعہ پھر یہ آگے بڑھے۔ ابھی تھوڑا
سی دور گئے ہوں گے کہ ان کو ایک تالاب نظر آیا جس کا پانی بہہ رہا
تھا۔

”مس روشی۔ یاد آیا۔ آج تو جمعہ ہے اور ہم جمعہ کی نماز چھوڑ رہے
ہیں۔ حضرت صاحب نے سختی سے منع کیا تھا کہ جمعہ کی نماز تو ہرگز نہیں
چھوڑنی چاہیے۔“ سلیمان نے کہا۔ روشی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور
پھر دونوں نے تالاب کے بہتے پانی سے وضو کیا اور دونوں نے اپنی اپنی
نماز پڑھی۔ جوزف البتہ ان دونوں کا پہرہ دینے لگا۔ نماز پڑھنے کے
بعد روشی نے سلیمان کو چلنے کا اشارہ کیا۔

”مس روشی۔ میں دعا مانگ لوں کیونکہ دعا عبادت کا مغز ہے۔
وہیے بھی دعا میں شرکت کرنی چاہیے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
ارشاد مبارکہ ہے کہ ہر مسلمان کو نماز کے بعد دعا کرنی چاہیے اور خاص
کر مردوں کو حکم دیا ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد جب امام دعا کراتا ہے
تو اس دعا میں شرکت کیا کرو کیونکہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ لوگ جمعہ کی
نماز کے بعد یا تو چلے جاتے ہیں یا پھر سنتوں اور نفوس کی ادائیگی میں
مشغول ہو جاتے ہیں اور دعا میں شرکت نہیں کر پاتے۔ اس لئے نبی
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کی نماز کے
بعد دعا میں شرکت نہیں کرتے ان کے لئے ایک مثل دی ہے کہ ایک
مزدور سارا دن کام کرے اور شام کو جب مزدوری لینے کا وقت آئے تو

وہ مزدوری نہ لے ویسے ہی چلا جائے اس نے محنت تو کی مگر اجرت نہ
لی اسی طرح جو جمعہ کی نماز کے بعد دعا میں شرکت نہیں کرتے انہوں
نے اللہ پاک کو خوش تو کیا مگر اجرت نہ لی یعنی دعا میں شرکت نہ کی
کیونکہ ایک تو جمعہ کی نماز میں لوگوں کی شرکت ہوتی ہے اور خاص کر
جمعہ کا مبارک وقت ہوتا ہے۔“ سلیمان نے تفصیل سے روشی کو
سمجھاتے ہوئے حدیث مبارکہ سنائی اور پھر دعا میں مشغول ہو گیا۔ روشی
نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد پھر تینوں آگے روانہ ہو
گئے۔ چونکہ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے اس لئے روشی جنگل
کے وسط میں بیچنے کے لئے فکر مند تھی گو کہ جنگل میں تاریکی بڑھ رہی
تھی اور جنگل گھنا ہونے کے وجہ سے ان کو بدستور گھاڑوں اور لمبے پھل
والے شکاری چاقو سے گھنی شاخوں کو کاٹنا پڑ رہا تھا۔ اب شام ہو چکی تھی
اور تاریکی ہونے پر درندوں کی آوازیں ان کو زیادہ سنائی دے رہی تھیں
کیونکہ رات کو درندے جاگ اٹھتے ہیں مگر تجربہ کار جوزف جانتا تھا کہ
درندے ابھی ان سے بہت دور ہیں۔ ابھی تک ماسٹر باغ کی طرف
سے ان پر کوئی حملہ نہیں ہوا تھا لیکن روشی جانتی تھی کہ ماسٹر باغ کسی
مناسب موقع کی تلاش میں ہے اور دیگر پارٹیوں کی طرح ان کو بھی
بکڑنے کا مناسب موقع دیکھ رہا ہے۔ روشی کا یہ اندازہ درست تھا کہ یہ
تینوں ماسٹر باغ کی نظروں میں تو آ چکے ہیں۔ دفعتاً ایک سرخ رنگ کی
لہر ان کے گرد گھومی تو روشی کے ہاتھ میں موجود نارنج بندوق بھج گئی۔ جوزف
نے درخت کے اوپر جہاں سے سرخ روشی کا دائرہ آیا تھا وہاں پسٹل کا

پرست مارا مگر پھل سے خرغ کی آواز نکلی۔

”ارے یہ کیا مس روٹی۔ آپ کی مارچ کیسے بند ہو گئی اور یہ میرا پھل بھی کام نہیں کر رہا۔“ جوزف نے حیرت سے کہا۔ اچانک ان کو کالے سیاہ وحشی نظر آنے جنہوں نے ہاتھ میں ٹیس دار گزیاں پکڑی ہوئی تھیں جو مٹھوں کا کام دے رہی تھیں۔ ان وحشیوں کے ساتھ میجر سارگن اور جفر ڈسلاکا تھے۔ ان دونوں کی چال سے ہی روٹی اور جوزف سمجھ گئے تھے کہ وحشی ان کے مٹھ ہیں۔

”کیا حال ہے تم دونوں کا جوزف اور روٹی۔“ جفر ڈسلاکا نے ان کو بے بس دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ روٹی نے اپنا پھل پلانے کی کوشش کی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔

”ارے بس کرو۔ ماسٹر بارغ کی ایجاد کردہ ریڈ پاور کے استعمال کے بعد تمہارا یہ سائنسی حربہ ناکام ہو چکا ہے۔“ میجر سارگن نے نور سے سلیمان کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا جو میجر کے روپ میں تھا۔ روٹی سمجھ چکی تھی کہ اس خوفناک سرخ لبر ریڈ پاور کی بدولت عمران اور دیگر پارٹیاں ماسٹر بارغ کے ہتھے چڑھ چکی ہیں۔

”یہ کون ہے۔“ دفعتاً جفر ڈسلاکا نے سلیمان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ جو بھی ہے اس کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا عمران کی پارٹی بھی تمہارے قبضے میں ہے۔“ روٹی نے الٹا سوال کر دیا۔

”ہاں۔ میری جان عمران سمیت ذریو لینڈ کے ایکٹ، کرنل فریدی

اور سائمن کی نہیں بھی پکڑی جا چکی ہیں۔“ جفر ڈسلاکا نے مغرورانہ انداز میں روٹی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ روٹی جفر ڈسلاکا کی آنکھوں میں شیطانیت دیکھ کر اس کا مقصد سمجھ چکی تھی مگر روٹی کو ذرا بھر پرواہ نہیں تھی کیونکہ پہلے بھی کئی موقعوں پر وہ جفر ڈسلاکا کی درست بتا چکی تھی۔ جوزف بھی قبر آؤ دنگا ہوں سے میجر سارگن اور جفر ڈسلاکا کو گمراہ رہا تھا۔ الیٹہ سلیمان ان وحشیوں اور خاص کر جفر ڈسلاکا کی جلیبی ہوئی فٹل کو دیکھ کر خوفزدہ تھا۔

”بڑی بہت والے ہو۔ صرف تین ہو کر اس جنگل کے اس خطرناک حصے سے آئے ہو جہاں سے ہم لوگ بھی جانے سے کتراتے ہیں۔“ میجر سارگن نے حیرت سے کہا۔

”اور مرنے کے لئے بھی یہاں پہنچ گئے ہیں۔“ جفر ڈسلاکا نے مکروہی ہنستے ہوئے کہا۔

”کون مرنا ہے کون بھیتا ہے اس کا فیصلہ تو بعد میں ہو گا۔“ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

”چلو آگے بڑھو۔ ہم نے تم لوگوں کو ایک منظر دکھا ہے پھر تمہاری موت اور روٹی کی ایک رات کی زندگی باقی ہے۔“ جفر ڈسلاکا نے ہنستے ہوئے کہا۔ جوزف اس کا مقصد سمجھ چکا تھا مگر اس سے پہلے کہ جوزف کوئی قدم اٹھا تو روٹی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے رککنے کا اشارہ کیا۔

”میں اس جیسے دس شیطانوں پر بھاری ہوں۔“ روٹی نے آہستہ

سے کہا۔ جوزف اپنا غصہ ضبط کر گیا۔ اب دو تینوں، دہائیوں اور ان دونوں کے حلقے میں آگے بڑھنے لگے۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد ان کو سرخ نقابوں میں لمبوں ریڈ ڈیجھ کے تقریباً دو درجن ہرکارے نظر آئے جو ایک بڑے سے سرخ رنگ کے خیمے کے گرد گھڑے تھے۔ خیمے کے اندر ایک سکرین موجود تھی۔ میجر سارگن نے اپنے کوٹ کی جیب سے ایک ریوٹ نکالا اور مسکراتے ہوئے سکرین کو آن کر دیا۔

"تم کو یہ جاننے کی بڑی حسرت تھی کہ تمہارا چیف ایکسٹو کون ہے تو مرنے سے پہلے ہم تم لوگوں کی یہ خواہش بھی پوری کر دیتے ہیں۔" میجر سارگن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب سکرین پر ایک منظر تھا جس میں عمران موبائل سے کسی کو کال مار رہا تھا پھر وہ جولیا سے ایکسٹو کی آواز میں بات کرنے لگا۔ جوزف اور سلیمان کے دماغ میں آندھیاں چلنے لگیں۔ جس راز کو عمران اب تک چھپائے ہوئے تھا ماسٹر بارخ اور اس کے ساتھیوں نے اسے بے نقاب کر دیا تھا۔

"حیرت ہے۔ عمران نے چیف ایکسٹو کا رول ادا کیا ہے معلوم نہیں اس کی کیا وجہ سے حالانکہ چیف ایکسٹو میک اپ میں ہمارے ساتھ موجود ہیں۔" دفعتاً روشنی نے کچھ سوچ کر چہرے کو حیرت زدہ کرتے ہوئے کہا۔ جوزف اور سلیمان نے روشنی کو دیکھا اور اس کا مقصد سمجھ گئے۔

"عمران نے میرا رول ادا کر کے اچھا نہیں کیا اور اسے اس کی سزا ضرور ملے گی۔" دفعتاً سلیمان کے منہ سے ایکسٹو کی آواز نکلی۔ سلیمان

کی آواز میں بے پناہ غصہ اور گرج تھی۔ میجر سارگن اور جیفر ڈسلاکا حیرت سے اچھل پڑے کہ یہ تیسرا ایکسٹو کون آیا۔ کیونکہ وہ عمران کو ایکسٹو اور مسٹر مونی کو ڈمی ایکسٹو سمجھ رہے تھے۔

"اوہ۔ تو اصلی ایکسٹو تم ہو۔" میجر سارگن اور جیفر ڈسلاکا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ تم لوگوں کو کوئی شک ہے۔" سلیمان نے بھرپور ایکسٹو کے رول میں پوچھا۔ جوزف اور روشنی بھی غور سے سلیمان کو دیکھ رہے تھے۔

"شک تو نہیں ہے مگر موت تمہاری لپٹی ہے۔ سب پارٹیاں آپریشن روم میں قید ہیں اور ماسٹر بارخ اور ریٹا موسطارے سب کو عمران کی حقیقت بتانے کے بعد ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے ہیں اور شاید اب تک یہ کام ہو چکا ہو۔ چلو کوئی بات نہیں۔ ہم تمہیں کو ہلاک کر کے ماسٹر بارخ کو خبر پہنچا دیں گے کہ اصل ایکسٹو ہمارے ہاتھوں مارا گیا ہے۔" جیفر ڈسلاکا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اچانک روشنی نے جوزف اور سلیمان کو دھکا دیا اور ان کے گرد تھی سلور سنون لباس بنا کر اپنی پنڈلی سے بندھی ہوئی ڈیرو زون گن نکالی اور ان کا ہٹن پر لیس کر دیا۔ روشنی نے یہ عمل اتنی برق رفتاری سے کیا کہ میجر سارگن اور جیفر ڈسلاکا کو سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا۔ روشنی نے گھومتے ہوئے مسلسل ڈون گن کا فائر کیا تو ڈون گن سے سرخ لہریں نکلیں اور اس سے پہلے کہ روشنی اور ریڈ ڈیجھ کے ہرکارے کچھ سمجھتے سب ہی سرخ لہروں کا شکار بننے کے

بعد میں کرنا دکھ ہو گئے۔ میجر سارگن نے، بچنے کی کوشش کی مگر زون گن کا شعلہ اسے بھی چھو چکا تھا۔ جیفر ڈسلا کا البتہ روشی کی حرکت پر خود بھی روشی، جوزف اور سلیمان کی طرح نیچے لیٹ چکا تھا۔ زون گن کی لہر سے خیمے کے گرد موجود کبھی وحشی اور ریلے ڈیوڈ کے بہرہ رے مارے جا چکے تھے۔ دفعتاً جیفر ڈسلا کا رینگنا ہوا ایک درخت کے پاس گیا اور اس کی اوٹ لے کر بھاگ نکلا اور جنگل کی وسعتوں میں گم ہو گیا تو روشی اٹھ کھڑی ہوئی جوزف اور سلیمان نے بھی اس کی تقلید کی۔

”میں جیفر ڈسلا کا کا پیچھا کرتا ہوں“ جوزف نے کہا۔

”نہیں۔ جیفر ڈسلا کا اب ہاتھ نہیں لگے گا۔ وہ جنگل کے راستوں کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔“ روشی نے منع کر دیا۔ روشی کی آنکھوں میں آنسو تھے کیونکہ اس کے دوست عمران کا اہم راز بے نقاب ہو چکا تھا۔ جوزف اور سلیمان بھی غمگین ہو چکے تھے۔ دفعتاً روشی نے خیمے کے اندر بھاگ کر دیکھا تو چونک گئی اور پھر اس نے اپنے سامان میں سے ایک تھیلا نکال کر دیکھا تو اس کی آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک اٹھیں۔

ایکسٹو کی آواز سن کر سب ہی اس طرف طرف دیکھنے لگے جہاں اچانک لوہے کا دروازہ دھماکے سے کھلا تھا اور پاکیشیا کا چیف ایکسٹو اپنے چہ و جلال کے ساتھ کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں دھک رہی تھیں۔ روشی اور جوزف بھی پاکیشیا کے چیف ایکسٹو کے ساتھ تھے۔

”یہ کیا۔ تم لوگ تو جیفر ڈسلا کا اور میجر سارگن کے قبضے میں تھے پھر وہاں سے کیسے آ گئے۔“ ماسٹر بان نے حیرت سے پوچھا۔

”ماسٹر بان۔ تم جیسے بزدل مجرم میرے راز کو کبھی نہیں پاسکو گے۔ اگر پاکیشیا کا ایکسٹو اتنا کمزور ہوتا تو بہت پہلے اس کا راز افشا ہو چکا ہوتا۔“ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ سب ہی حیران تھے کہ یہ کیا ایکسٹو کہاں سے فک پڑا۔ اچانک روشی نے زون گن کا فائر ریلے ڈیوڈ کے کاروں پر کیا۔ چونکہ باقی سب کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے اس لئے ان کو کچھ نہ ہوا البتہ ریلے ڈیوڈ کے جتنے ابجن موجود تھے سب

مارے گئے روشنی نے چونکہ نشانہ ان کے سروں کا لیا تھا اس لئے سب ہی کے سروں پر راگھ ہو گئے چونکہ ایکسٹور اور جوزف بھی نیچے بیٹھ گئے تھے اس لئے زون گن کے فائر سے بچ گئے۔ روشنی کا یہ حملہ بھی اچانک تھا اس لئے پل بھر میں ریڈ ڈسٹ کے ایکٹ مارے گئے۔ ریڈا موٹارے بھی زون گن کے فائر سے پہلے ہی نیچے بیٹھ گئی تھی۔ روشنی نے ریڈا موٹارے کی طرف جمپ لگایا مگر اسے خاک چٹائی پڑی۔ ریڈا موٹارے نے آپریشن روم کے فرش پر ایک جگہ کو انگوٹھا سے پریس کیا تو اس جگہ غلام نمودار ہو گیا۔ ریڈا موٹارے نے تیزی سے غلام میں جمپ لگا دیا۔ اس سے پہلے کہ روشنی ریڈا کے پیچھے غلام میں جاتی فرش کا غلام بند ہو گیا۔ روشنی نے بھی اپنی طرف سے فرش پر انگوٹھا دبانے کی کوشش کی مگر فرش میں غلام نمودار نہ ہوا۔ البتہ جوزف کامیاب رہا۔ اس نے ماسٹر باخ کی طرف اڑتے ہوئے اسے لات ماری تو ماسٹر باخ کے ہاتھ سے ریموٹ چھوٹ گیا۔ جوزف نے کھڑے ہو کر ایک دفعہ پھر بھرپور مکا ماسٹر باخ کو مارنا چاہا مگر ماسٹر باخ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سر کی نکر جوزف کے سینے پر ماری تو جوزف کی چیخ نکلی گئی۔ جوزف کو ایسے لگے جیسے فولادی نکر اس کے سینے پر لگی ہو۔ ماسٹر باخ نے صوفے سے کھڑے ہو کر کرائے کی بھرپور ضرب جوزف کو ماری چاہی مگر جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے موڑ دیا۔ ماسٹر باخ کی چیخ نکلی گئی۔ ماسٹر باخ نے ہنسنے سے اپنا ہاتھ چمڑا دیا اور بجلی کی سی تیزی سے لات جوزف کے پیٹ میں ماری مگر جوزف فوراً پیچھے ہو گیا۔ اس

دوران روشنی نے ماسٹر باخ کی طرف جمپ لگایا مگر ماسٹر باخ فوراً نیچے ہو گیا اور فرش پر بیٹھ کر ریڈا موٹارے کی طرح مخصوص انداز میں فرش کو انگوٹھے سے دبا یا تو فرش میں غلام نمودار ہو گیا مگر اس سے پہلے کہ ماسٹر باخ غلام میں کودتا جوزف کی فلائنگ کلک نے اسے نیچے لیٹنے پر مجبور کر دیا۔ غلام اس دوران دوبارہ بند ہو گیا۔ سب ہی حیرت سے جوزف اور روشنی کی ماسٹر باخ سے لڑائی دیکھ رہے تھے۔

”اتنی دیر کر دی تم دونوں نے اسے پکڑنے میں“ ایکسلوکی غراہٹ ابھری۔ اس دوران روشنی نے اپنے پیٹ کے گرد بندھی ہوئی رسی کھول لی۔ روشنی نے پیٹ پر مخصوص طریقے سے ٹکاری رسی باندھ رکھی تھی۔ جوزف نے پھر ٹانگ چلائی تو ماسٹر باخ جو کڑوا ہو رہا تھا پھر نیچے گر گیا۔ روشنی نے فوراً ماسٹر باخ کی طرف جمپ لگایا اور کرائے کا وار اس کی گردن پر مارنے کی کوشش کی مگر ماسٹر باخ نے فوراً اپنا ہاتھ آگے کر کے روشنی کا وار روکا مگر جوزف نے ماسٹر باخ کے ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے۔ روشنی نے فوراً مخصوص انداز میں ماسٹر باخ کے ہاتھوں کو رسی سے پکڑ دیا۔ اب ماسٹر باخ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ جوزف نے پھر پورے لات ماسٹر باخ کے پیٹ میں ماری تو ماسٹر باخ کی چیخ نکلی گئی۔ روشنی اور جوزف نے اسے اٹھا کر فرش پر پٹا دیا پھر رسی کے دوسرے سرے سے اس کے پاؤں بھی باندھ دیئے۔ اب ماسٹر باخ بالکل بے بس ہو چکا تھا۔ البتہ ریڈا موٹارے فرار ہو چکی تھی۔ جفر ڈساکا پہلے ہی فرار ہو چکا تھا۔ سمیر ساگن زون گن کے فائر کا

نشان بن چکا تھا اور ماسٹر باغ رسیوں سے بندھا ہوا ہے بس پڑا ہوا تھا اور اس کے تمام ریلے دستہ کے ایکٹن عمران، ڈاکٹر سائنس اور روشی کے ہاتھوں مارے جا چکے تھے۔ حالات اتنی تیزی سے بدلے تھے کہ ماسٹر باغ حیران ہو کر رہ گیا تھا۔

”ہاں تو ماسٹر باغ۔ اب تمہارا کیا حشر کیا جائے۔ تم تو دنیا پر قبضے کے خواب دیکھ رہے تھے۔“ ایکسٹو نے تیز اور گھمبیر لہجے میں کہا۔ ایکسٹو نے مخصوص لباس اور نقاب پہنا ہوا تھا۔

”تم پاکیشیا والے واقعی شیطان ہو۔ بازی پلٹنے میں تمہارا کوئی جانی نہیں ہے۔“ ماسٹر باغ زور سے چلایا۔ روشی نے ماسٹر باغ کا ریٹوٹ اٹھا لیا جس میں مختلف بن تھے جسے سمجھتا روشی کے لئے مشکل نہیں تھا کیونکہ روشی خود بھی سائنس میں کمال کا درجہ رکھتی تھی۔

”چیف۔ آپ کہیں تو میں سب کو آزاد کر دوں۔“ روشی نے ادب سے ایکسٹو سے پوچھا۔

”نہیں۔ ایک نڈار کے مرنے کے بعد ہی سب آزاد ہوں گے۔“ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا اور روشی سے ریٹوٹ لے لیا۔ عمران غور سے کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کی طرف دیکھ رہا تھا جن کی آنکھوں میں واضح شک کی پرچھائیاں تھیں جیسے ان کو یقین نہیں آ رہا ہو کہ یہ تیسرا ایکسٹو ہی اصلی ہے وہ اسے بھی عمران کا ساتھی ہی سمجھ رہے تھے۔ عمران کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات تھے۔ ادھر ایکسٹو نے بھی سب کے چہروں کو دیکھا۔ سب ہی اسے ایکسٹو سمجھ رہے تھے مگر

کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کی عطا فی نہیں غور سے عمران اور ایکسٹو کا جائزہ لے رہی تھیں اور ان کی آنکھوں میں واضح بے یقینی تھی۔

”عمران۔ مجھے تمہاری نڈاری پر یقین نہیں آ رہا کہ تم میرا ہی رول ادا کرو گے۔“ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کی آنکھیں غصے سے سرخ لالکازہ ہو گئی تھیں۔ دفعتاً ایکسٹو نے عمران کا گھر بیان پکڑ کر اجنبیوں۔

”عمران۔ نڈار کا انجام موت جوتا ہے اور میں نڈاروں کو معاف نہیں کیا کرتا۔“ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کا انداز اتنا درندہ منہ تھا کہ کبھی خوف سے ایکسٹو کو دیکھنے لگے۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کے چہروں پر بھی حیرت تھی۔ انہیں یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایکسٹو عمران کے ساتھ یہ رویہ بھی اختیار کرے گا۔

”سوری سر۔ میں نے آپ سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ ماسٹر باغ نے یہاں کا سمیکس ریزہ پھونک رکھی تھی جس کی وجہ سے سیلائٹ ہواہل کا دائرہ صرف چند گز کے فاصلے تک تھا چونکہ تویر حکم عدولی کر رہا تھا اس لئے مجبوراً مجھے ایہ کرنا پڑا مگر سر میں اس پر شرمندہ ہوں۔“ عمران نے بے چارگی سے کہا۔ اس کے چہرے پر شرمندگی تھی۔ ایکسٹو کی حرکت پر کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائنس کے چہروں پر موجود شک کی پرچھائیاں حیرت میں بدلنے پر عمران دل ہی دل میں کسی حد تک مطمئن ہو گیا تھا۔

”ماسٹر موٹی۔ تم نے اس نڈار کو نہیں روکا حالانکہ تم تو میرے خاص

چیف کے ہاتھوں جولیا یہ دیکھ کر لرز اٹھی تھی۔

”نہیں ڈپٹی چیف۔ عمران کی غلطی ناقابل معافی ہے“..... ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کی آواز میں اتنی درندگی تھی کہ سبھی کانپ اٹھے۔ ایکسٹو کے ممبران نے اپنے چیف کو کبھی اتنے ہمایا تک روپ میں نہیں دیکھا تھا۔

”نہیں۔ آپ میرے پاس کو نہیں مار سکتے“..... دفعتاً جوزف نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کے ہاتھ میں شکاری چاقو دیکھ کر جوزف زارو قطار رونے لگا۔ سبھی جانتے تھے کہ جوزف عمران کو اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہے۔ جوزف کی آنکھوں سے آنسو بارش کے قطرہوں کی طرح بہنے لگے اور وہ ایکسٹو کے پاؤں میں گر کر عمران کی زندگی کی بجائے چیخ چیخ کر مارتے لگا۔

”نہیں جوزف۔ تمہارے پاس کی غلطی ناقابل معافی ہے اور اس کی موت لازمی ہے“..... ایکسٹو نے کہا۔

”سر۔ پلیز۔ عمران کو معاف کر دیں“..... روشی نے بھی روتے ہوئے التجائی کی۔ صفر کا چہرہ بھی دھواں دھواں ہو چکا تھا۔ تصویر بھی انتہائی فکر مند ہو گیا تھا کیونکہ اسے اپنے چیف سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

”مسٹر ایکسٹو۔ عمران کے بغیر پاکیشا کی طاقت آدمی ہو جائے گی اور سچی بات تو یہ ہے کہ عمران سے محبت کی وجہ سے میں نے کبھی پاکیشا کو زیادہ نقصان نہیں ہونے دیا۔ عمران کے بغیر تم کٹ کر رہ جاؤ گے۔“

ایکسٹو ہوا تم بھی غداری میں اس کے ساتھ شامل ہو لہذا تمہاری موت بھی اس غداری کے ساتھ ہوگی“..... ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ غصے سے ایکسٹو کی آنکھیں دھبہ دھبہ رہی تھیں۔

”مگر سر۔ میرا اس میں کیا قصور۔ آپ نے عمران صاحب کو پارٹی کا سربراہ بنایا تھا اس لئے انہوں نے جو کیا میں تو یہی سمجھا کہ انہوں نے ایسا آپ کے کہنے پر ہی کیا ہوگا“..... بلیک زیرو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ وہ بھی دل ہی دل میں سیماں کو داد دے رہا تھا۔

”ماسٹر باخ۔ غداری کا انجام کیا ہوتا ہے“..... دفعتاً ایکسٹو نے پوچھا۔ ”صرف موت“..... ماسٹر باخ نے بندھا ہونے کے باوجود خشک لہجے میں مختصر جواب دیا۔

”اور عمران کا انجام بھی صرف موت ہے“..... ایکسٹو نے اپنے لہجہ سے ایک شکاری چاقو نکالا جس کا پھل چمک رہا تھا۔ کرنل فریدی اور ڈاکٹر سامنن نے دیکھا کہ موت کے خوف سے عمران کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ رالف، کیپٹن حمید اور خاص کر تنویر کے دلوں میں خند تک پڑ چکی تھی کہ اصل ایکسٹو عمران نہیں ہے بلکہ عمران نے اپنے چیف کا رول ادا کیا ہے مگر ایکسٹو کے ہاتھ میں شکاری چاقو دیکھ کر ان کے دل دھڑکنے لگے کیونکہ عمران سے لاکھ خوار کھانے کے باوجود وہ تینوں عمران کی موت کے خواہاں نہیں تھے۔

”سودی چیف۔ عمران کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتی ہوں“..... جولیا نے لرزتے ہوئے کہا۔ عمران کی موت اور وہ بھی اپنے

تھریسا نے بھی رو ہائے لہجے میں کہا۔ اپنے محبوب کو مرتا دیکھ کر تھریسا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔

”سر۔ آپ نے میرے ہاس کو مارا تو آپ کی فیم ناکارہ ہو جائے گی کیونکہ میرے ہاس کی مدد کے بغیر یہ آگے نہیں چل سکتے۔“ مارٹ نے بھی لرزے ہوئے کہا۔

”پرواہ نہیں۔ میرے اور بھی بے شمار ممبرز ہیں۔“ ایکسٹو نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

”عمران۔ کلمہ پڑھ لو۔ تمہارا آخری وقت آ پہنچا ہے۔“ دفعتاً ایکسٹو نے خشک لہجے میں کہا تو سب کے دلوں کی دھڑکیں بند ہو گئیں۔ عمران کا چہرہ بدستور موت کے خوف سے زرد ہو رہا تھا۔

”اری او ظالم چڑیل۔ اپنے چیف کے ہاتھ سے چاقو کھینچ لے ورنہ میرا عمران مارا جائے گا۔“ تھریسا نے چیختے ہوئے روشی سے کہا۔

”چڑیل۔ میں نہیں تو ہے نامن کی بچی اور ویسے بھی میں اپنے چیف سے اتنا کر سکتی ہوں چیف سے گستاخی نہیں کر سکتی۔“ روشی نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے تھریسا کو گھورتے ہوئے کہا۔ روشی کا چہرہ بھی زرد ہو چکا تھا کیونکہ ایکسٹو نے عمران کو آخری وارننگ دے دی تھی۔

”میرے کمالہ جادو کو کچھ مت کہو۔“ قاسم نے بھی باقاعدہ روئے ہوئے کہا۔ ٹونی کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ایکسٹو کے دل میں رحم کی کوئی جگہ نہیں تھی اور اس نے عمران کی موت کا پروانہ

جاری کر دیا تھا۔

”نہیں مسٹر ایکسٹو۔ تم میرے دوست کو کچھ نہیں کہہ سکتے ورنہ سر عبدالرحمن صاحب آپ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔“ سوپر فیاض نے بھی لرزے ہوئے کہا۔

”یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا قانون ہے۔“ ایکسٹو نے کراخت لہجے میں جواب دیا۔

”نہیں سر۔ آپ میرے ہاس کو نہیں مار سکتے۔“ اب جوزف کی آواز میں چٹانوں کی سی سختی آ گئی تھی اور جوزف عمران کے آگے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

”ہٹ جاؤ جوزف۔“ ایکسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔ ایکسٹو کی آواز میں اتنی درندگی تھی کہ سب پھر کانپ اٹھے۔

”نہیں سر۔ آپ بے شک مجھے مار دیں مگر میں اپنے ہاس کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔“ جوزف کے چہرے پر بدستور چٹانوں کی سی سختی تھی۔

”ہٹ جاؤ جوزف۔“ ایکسٹو نے جوزف کو زور سے دھکا دیتے ہوئے کہا۔ جوزف ڈکراتے ہوئے دیوار سے جا لگا جہاں ریٹ ڈسٹھ کا ایک ایجنٹ مردہ پڑا تھا۔ اسی دوران ایکسٹو زور سے چیخا۔

”خدار۔“ اور چاقو والا ہاتھ اوپر اٹھا لیا۔ اس کا نشانہ عمران کا سینہ تھا۔ چونکہ ماسٹر بارخ سلور سٹون لباس کی خصوصیت دیکھ چکا تھا۔ اس لئے ان کی بے ہوشی کے دوران ان سب کے سلور سٹون لباس اتروا

لئے گئے تھے۔ مندر اور رابرٹ کی چیمیں نکل گئیں۔ جولیا اور تھریسیا تو گویا تڑپ کر رہ گئیں جیسے اگر یہ کرسی سے آزاد ہوتیں تو عمران کی خاطر ایکسو سے نکل جاتیں۔ روشی اور جوزف کی حالت بھی غیر ہونے لگی۔ ٹونی اور تاسم کی بھی چیمیں نکل گئیں۔ صورت حال یہ تھی کہ ہر طرف رونے چپنے کی آوازیں بلند ہونے لگیں مگر ایکسو درعدہ بین چکا تھا اور عمران کو کسی طور چھوڑنے پر راضی نہ تھا۔

”رک جائیے مسٹر ایکسو۔ آپ ہمارے دوست کو نہیں مار سکتے۔ غلطی انسان سے ہو ہی جاتی ہے۔“ اس سے پہلے کہ ایکسو عمران پر وار کرتا، کرل فریدی کی تیر لہجہ میں بولا۔ ایکسو کی درمدگی دیکھ کر آخر کار کرل فریدی بھی اسے روکنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

”مسٹر ایکسو۔ آپ عمران پر نہیں بلکہ پاکیشیا کے دل پر وار کر رہے ہیں اور ہمارا دوست عمران بلاشبہ پاکیشیا کا دل ہے۔“ ڈاکٹر سائمن نے بھی فکر مندگی سے کہا کیونکہ عمران کے چہرے پر موت کی زردی تھی اور پاکیشیا کا چیف ایکسو اپنا رول ادا کرنے والے عمران کو کسی طور پر معاف کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

”ٹھیک ہے کرل صاحب اور ڈاکٹر صاحب۔ میں آپ دونوں کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ آپ دونوں اپنے ملک کی اہم ترین ہستیاں اور عظیم سراغ رساں اور دنیا کے سامنے ہوئے ایجنٹ ہیں۔“ ایکسو نے اس بار قدرے نرم لہجہ میں کہا۔ کرل فریدی اور ڈاکٹر سائمن لاکھ معافی نظروں کے مالک ہونے کے باوجود عمران کے چہرے کے تاثرات کو

نہیں سمجھ سکے تھے۔ ایکسو کی بات سن کر سب کے چہرے کھل اٹھے۔ جوزف تو باقاعدہ خوشی سے تالیاں بجانے لگا۔

”عمران۔ تم خوش قسمت ہو کہ کرل صاحب اور ڈاکٹر صاحب یہاں موجود ہیں اور ان کی سفارش کو میں رو نہیں کر سکتا مگر آئندہ ایسی غلطی کی تو میں کسی کی پروا نہیں کروں گا۔“ ایکسو نے غراتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ لرزے لگا جس ہاتھ میں چاقو تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ اپنا فیصلہ تبدیل کرنے پر ایکسو کو شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو۔ بہر حال ایکسو نے ہاتھ کھول دیا اور چاقو فرش پر گر گیا۔

”ارے واہ مسٹر موی۔ میرے دوستوں نے تو مجھے بچا لیا ہے مگر تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے۔“ چاقو کے گرنے کے بعد عمران نے چپکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر دوبارہ رونق آ گئی تھی کیونکہ کرل فریدی اور ڈاکٹر سائمن بھی آخر کار آنے والے کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصل چیف ایکسو مان سمجھتے تھے اور عمران ان دونوں کے چہروں کے تاثرات سے سمجھ گیا تھا کہ وہ ایکسو کی درمدگی پر اسے اصل ایکسو مان سمجھتے تھے۔

”بکواس بند کرو۔ میں نے تمہیں زندہ چھوڑ دیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم سر پر چڑھ جاؤ۔“ ایکسو نے غراتے ہوئے کہا۔ ”جی اچھا۔“ عمران نے مسکین صورت بنا کر بے چارگی سے کہا تو سب کے چہرے کھل اٹھے۔

بیک زیرو دانش منزل کے کنٹرول روم میں بیٹھا تھا اور ایکسٹو کے تمام ممبران میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ ایکسٹو نے ان کو جزیرہ ریڈ ڈیجھ کے بارے میں بریفنگ دی تھی۔ عمران اور روشی بھی دیگر ممبران کے ساتھ میٹنگ ہال میں بیٹھے تھے۔ بیک زیرو نے سکرین پر تمام ممبران کو دیکھ کر میٹنگ ہال کا پیکر آن کر دیا۔

"ایکسٹو"..... سب ممبران کو اپنے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو سب ہی مستعد ہو کر بیٹھ گئے۔ خاور، چوبان، نعمانی اور صدیقی چونکہ اس ایڈیٹر ممبر میں شرکت نہیں کر سکتے تھے اس لئے یہ چاروں زیادہ بے تاب تھے۔ بیک زیرو نے بریفنگ دینا شروع کر دی اور سب ممبران غور سے اپنے چیف کی آواز سننے لگے۔

"یہ ہماری بہت ہی سخت ترین مہم تھی۔ اس مہم میں زیرو لینڈ کے چاروں مجرم بھی شریک تھے۔ اس مہم میں ڈاکٹر سامن بھی اچنی میم کے

ساتھ شریک ہوئے تھے۔ چونکہ یہ مہم عالمی دہشت گرد تنظیم ریڈ ڈیجھ والوں کے خلاف تھی اس لئے یہ ایڈیٹر ممبر بہت جان لیوا تھی۔ ماسٹر بانخ نے بڑے منظم طریقے عمران، کرٹل فریدی اور ڈاکٹر سامن کو اپنے جزیرے پر بلوایا اور سب کی موت کا سامان تیار کر لیا تھا۔ زیرو لینڈ والے بھی دینے اور یورینیم کی تلاش میں ماسٹر بانخ کے خفیہ جزیرے کا رخ کر چکے تھے۔ ماسٹر بانخ کے ساتھی مارگن کے دیئے گئے نیٹ پر نشتے اور مادام کوشیلا کا جادو بھرا کالم دنیا کے دیگر ایجنٹوں کو بھی اس مکتبہ جزیرے پر لے گیا۔ جزیرہ گھنے جنگلوں، آدم خور وحشیوں اور درندوں سے بڑھا اور یہ سب باتیں مادام کوشیلا اپنے کالم میں بیان کر چکی تھی۔

تمام پارٹیاں جو وہاں گئیں مکمل تیاری اور بے پناہ ایسوسی ایشن کے ساتھ گئیں مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ماسٹر بانخ جو ریڈ ڈیجھ جیسی عالمی دہشت گرد تنظیم کا لیڈر ہے دنیا کا مانا ہوا شاطر سائنس دان بھی ہے جو عرصہ دراز سے دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھ رہا تھا اس کے خاص ایجنٹوں میں باچان کی ریٹا موڈارے، کینیا کا جیلر ڈسلاکا، فرانس کا میجر سارگن اور گرینٹ لینڈ کا مارگن تھا۔ ان سب کے ایجنٹ دنیا میں دہشت پھیلائے ہوئے تھے۔ ریڈ ڈیجھ کا مخصوص کارڈ جس ملک کے سربراہ کو ملے اس ملک میں ہنگامے شروع ہو جاتے۔ ریڈ ڈیجھ کا ماسٹر بانخ اور اس کے چاروں خاص ایجنٹ پوری دنیا میں دہشت اور خوف کی علامت بن چکے تھے مگر پھر بھی تم لوگوں کے علاوہ کرٹل فریدی، ڈاکٹر سامن اور میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں سے ریڈ ڈیجھ والوں کی جان

جاتی تھی۔ ہم اور یہ تینوں پارٹیاں کئی مواقعوں پر ریڈ ڈسٹھ والوں کو نقصان پہنچا چکے تھے۔ ماسٹر بارخ اپنی ایک خاص ایجاد کے چکر میں تھا اور وہ ایجاد ریڈ پاور تھی۔ ریڈ پاور اتنی خوفناک ترین ایجاد تھی جس سے دنیا کے تمام سائنسی آلات ایونیشن، کیلیکیشن غرض تمام سائنسی آلات ناکارہ ہو جانے لگے۔ یہ ماسٹر بارخ کی بدقسمتی تھی کہ جن دنوں اس کی یہ ریڈ پاور ایجاد ہوئی انہی دنوں مارگن ننداری کر چکا تھا اور ڈاکٹر سائمن کو ٹیلی فون پر حالات بتا کر میت پر جزیرہ ریڈ ڈسٹھ کا واضح نقشہ جاری کر دیا اور وہاں جانے کے آسان راستے بھی بتا دیئے۔ دنیا کی تمام سرانج رساں ٹیمیں ریڈ ڈسٹھ کا سننے کے باوجود دھنوں اور یورینیم کے رائج میں وہاں کا رخ کرنے لگیں مگر کسی کو معلوم نہیں تھا کہ ماسٹر بارخ کتنی خوفناک ایجاد بنا چکا ہے۔ بیشتر پارٹیاں وہاں جا کر ریڈ پاور کی لہر کے بعد اپنے تمام سائنسی آلات سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور دھٹیوں کا شکار نہیں۔ ماسٹر بارخ چونکہ اس جزیرے کے تمام آدم خور وحشی قبیلوں کا دیوتا نزاکت بنا ہوا تھا اور اپنے سائنسی آلات کی بدولت دھٹیوں کو کنٹرول کئے ہوئے تھا۔ باچان کی ڈاکٹمنڈ بیونی وہاں کی دیوی آہس اور جطر ڈسلا کا وہاں دھٹیوں کا روحانی پیشوا بنا ہوا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ روحانی پیشوا ہونے کے باوجود اپنی ہوس پرستی کی بنا پر دھٹیوں کی عورتوں کو اپنی ہوس کی ہیمنٹ چڑھاتا رہا اور جو بدقسمت لڑکی اس کے پاس مئی جطر ڈسلا کا اسے دوسروں کے لئے حرام قرار دے کر قتل کر دیتا تھا۔

عمران کے ساتھ تم لوگ مجھے اور جنوبی افریقہ سے میرا ایجنٹ موی بھی تمہارے ساتھ تھا۔ چونکہ ماسٹر بارخ نے وہاں کامیکس کی لہریں چھوڑ رکھی تھیں اس لئے اس جنگل میں سیٹلائٹ موبائل کی ریش نہ ہونے کے برابر تھی اور عمران نے وہاں میرا رول ادا کر کے بہت بڑی غلطی کی مگر ڈچین ہونے کے باوجود عمران کی یہ بھول ہے کہ میری نظریں ہر وقت میرے مہران پر نہیں رہتیں۔ تم لوگ، کرن فریدی اور ڈاکٹر سائمن بھی دھٹیوں کو بے وقوف بنا کر ان کے دیوتا بن بیٹھے مگر ماسٹر بارخ نے ہر جگہ اپنے خاص آلات اور ریڈ پاور کے آلات نصب کر دیا رکھے تھے جس کی بنا پر لاکھ احتیاط کے باوجود تینوں پارٹیاں یکجا ہونے کے باوجود ماسٹر بارخ کے ہتھیار سے نہ بچ سکیں اور گرفتار ہو گئیں۔ درحقیقت ماسٹر بارخ کی ایجاد ریڈ پاور دنیا کی خطرناک ترین ایجاد تھی جس سے وہ دنیا پر آسانی سے قبضہ کر سکتا تھا۔ میں روٹی اور جوزف کے ساتھ ایک خاص راستے سے آگے بڑھ رہا تھا۔ ہمارا کمراد میجر سارگن اور جطر ڈسلا کا سے ہوا۔ چونکہ عمران نے زبرد لیڈ کی ایجاد کردہ ایک زون گن روٹی کو بھی دی ہوئی تھی اس لئے ریڈ پاور کے استعمال کے بعد ہمارا ایونیشن ناکارہ ہونے کے باوجود زون گن سے ریڈ ڈسٹھ کے ہرکارے مارے گئے میجر سارگن بھی زون گن کا نشانہ بنا البتہ جطر ڈسلا کا بھاگ نکلا۔ ہم خفیہ راستے سے آپریشن روم پہنچے اور باقی تمام حالات تمہارے سامنے ہیں..... بلیک زیرو مسلسل بولتا چلا گیا۔

”چیف۔ ماسٹر باغ کا کیا بنا“..... چوان نے پوچھا۔

”اے مار دیا گیا ہے اور اس کی ایجاد کردہ مشین کو بھی جلا دیا گیا ہے تاکہ یہ خوفناک ایجاد باقی نہ رہے۔ جزیرے میں ریڈ ڈیجھ کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا گیا ہے چونکہ ڈائمنڈ بیٹی بھاگ چکی تھی اس لئے اس نے گریٹ لینڈ پہنچنے پر ڈاکٹر سائمن کو فون پر کہا تھا کہ میں نے صرف تمہاری وجہ سے ہیڈ کوارٹر کو تباہ نہیں کیا ورنہ فرار ہونے کے بعد میں ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکتی تھی۔ معلوم نہیں یہ بات غلط ہے یا درست مگر یہ حقیقت ہے کہ جس طرح زیرو لینڈ کی تقریباً اور تانوتا عمران اور کرل فریدی کو چاہتی ہیں اسی طرح ڈائمنڈ بیٹی ڈاکٹر سائمن کو چاہتی ہے۔“ ایکسٹو نے کہا۔

”چیف۔ ڈائمنڈ بیٹی اور جفر و سلا کا کا پتہ لگا“..... صدیقی نے سوال پوچھا۔

”نہیں۔ ان کا پتا نہیں لگ سکا۔ ہو سکتا ہے وہ دونوں کچھ دنوں بعد اپنی تنظیم کی تباہی کا بدلہ لیں مگر اصل خطرہ ماسٹر باغ کی اس خوفناک ایجاد سے تھا جو ختم ہو چکی ہے“..... ایکسٹو نے جواب دیا۔

”چیف۔ ریڈ ڈیجھ ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد اس جزیرے کے دفتروں اور یورینیم کا کیا بنا“..... صدیقی نے پھر پوچھا۔

”وہاں واقعی کافی مقدار میں یورینیم کے ذخائر اور دفتنے موجود تھے جنہیں وحشیوں کے ذریعے نکلوا لیا گیا تھا اور تین حصوں میں تقسیم کر کے ہم نے، کرل فریدی اور ڈاکٹر سائمن نے بانٹ لیا تھا البتہ کچھ حصہ

زیرو لینڈ والے بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے چونکہ زیرو لینڈ والے دنیا کے کسی ملک میں سائنسی فارمولا چوری کرنے کی بجائے ریڈ ڈیجھ کے خلاف میدان میں اترے تھے اس لئے ان کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ زیرو لینڈ کے چاروں ہرکاروں کا رابطہ زیرو لینڈ سے کٹ گیا تھا کیونکہ ریڈ پاور کے استعمال کے بعد ان کا فے گراز ناکارہ ہو چکا تھا۔ زیرو لینڈ والوں نے اپنے خاص ایجنٹوں کی تلاش میں نیا فے گراز جزیرے پر بھیجا تھا اور اس طرح کچھ دفتروں اور یورینیم کے ساتھ وہ زیرو لینڈ واپس چلے گئے ہیں“..... ایکسٹو نے وضاحت سے بتایا تو سب ممبرز نے اشیات میں سر ہلا دیئے۔

”کوئی اور سوال“..... ہیکر سے ایکسٹو کی آواز ابھری۔

”نو چیف“..... جولیو نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

”چیف۔ میرا ایک سوال ہے“..... دفعتاً عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا جو ابھی تک حیرت انگیز طور پر خاموش بیٹھا تھا۔

”ہاں بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو“..... ایکسٹو کی آواز ابھری۔

”سر۔ ڈیڈی کہتے ہیں کہ اب تم جوان ہو چکے ہو اور تمہاری شادی ہو جانی چاہئے۔ تو سرتائیں کہ میری شادی کب، کس سے اور کہاں ہو گی“..... عمران نے نئی نوبلی دہن کی طرح شرماٹے ہوئے پوچھا اور منہ میں انگلی دے دی۔

”بکواس مت کرو۔ کیا میں تمہیں قال نکالنے والا نجومی نظر آتا

سا۔ یہاں کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن جیسے جو تمہاری سفا دش
 کریں گے۔ اب اگر گھاس کی تو گولی مار دوں گا۔۔۔۔ ایکسٹو کی
 دھارتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سب ہی عمران کی یہ حرکت دیکھ کر
 مسکراتے گئے۔

”اوکے۔ میٹنگ از اوور۔۔۔۔ ایکسٹو کی آواز سنائی دی پھر پیپر
 آت ہو گیا تو عمران چہرے پر حماقتوں کے ڈوگرے سجائے سب کے
 پیروں کو گھورتے لگا۔

”صاحب۔ مجھے معاف کر دیں۔ جزیے پر میں نے آپ کا
 گریبان پکڑا اور آپ کو برا بھلا کہا مگر صاحب میں نے کرنل فریدی اور
 ڈاکٹر سائمن کی آنکھوں میں واضح شک کی پرچھائیاں دیکھی تھیں
 جیسے میں آپ کا ڈمی ہوں اگر میں آپ پر بخئی نہ کرتا تو آپ کا اپنا ہی
 ایکسٹو کا راز بے نقاب ہو جاتا۔۔۔۔۔ سلیمان نے زار و قطار روتے
 ہوئے عمران کے پاؤں پکڑ کر کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے
 تھے۔ عمران نے سر سلطان کو اپنے فلیٹ پر بلایا تھا اور بتایا تھا کہ کس
 طرح ماسٹر بارخ کی وجہ سے اس کا ایکسٹو کا راز بے نقاب ہو گیا تھا مگر
 اچانک روشی، سلیمان اور جوزف کی آمد سے راز راز ہی رہا۔ عمران کے
 فلیٹ پر روشی، جوزف اور بلیک زیرو بھی موجود تھے اور سر سلطان حیرت
 سے ان سب کی باتیں سن رہے تھے۔

”عمران۔ تم سب لوگ ڈائمنڈ بیوٹی اور ماسٹر بارخ کے قبضے میں

میں ہے۔۔۔۔۔ روشی نے سلیمان کی طرف داری کرتے ہوئے تفصیل سے پورا واقعہ سنایا۔ سلیمان ابھی تک عمران کے ہاں پکڑے معافی مانگ رہا تھا۔

”ارے تم نے تو میری عزت بچائی۔ تم نے ایکسو کا رول اتنے بھرپور اور جاندار طریقے سے کیا اور جس طرح مجھے پتہ مارنے کا رول کیا وہ تو بہت جاندار تھا کیونکہ کمرل قریبی اور ڈاکٹر سامن جیسے عقلمند نظروں والے بھی تمہارے جاندار رول پر نہیں اصل ایکسو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اسے گلے لگا لیا۔ سلیمان خوشی سے نہلا ہوا گیا۔

”باس۔ ڈیزل دیں ڈیزل۔۔۔۔۔ دقتا جوزف نے کہا۔

”ابے کیوں کالیے۔ ڈیزل تو ویسے ہی مہنگا ہو گیا ہے اور تجھے ڈیزل کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کو چھوڑتے ہوئے جوزف سے پوچھا۔

”باس۔ میں نے جزیرے پر اس بارہمی کے جم کے پلید پاؤں کو تھوڑا تھا۔ باس۔ میں نے آپ کے راز کو چھپاتے کے لیے ایسا کیا تھا مگر پھر بھی اس کے گندے پاؤں کو ہاتھ لگانے پڑے تھے۔ اب میں ڈیزل سے ہاتھ دھوؤں گا تو ہاتھ صاف ہوں گے۔۔۔۔۔ جوزف نے اطمینان سے جواب دیا۔

”ویسے عمران۔ جوزف نے بھی کم لاکاری تھیں گی۔۔۔۔۔ روشی نے مسکراتے ہوئے جوزف کی تائید کی۔

تھے تو میجر سارگن نے کمپیوٹر سکرین پر مجھے تمہارا منظر دکھایا تھا جس میں تم جولیہ سے ایکسو کے رول میں بات کر رہے تھے۔ ظاہر بھی تمہارے ساتھ تھا۔ زون گمن کی وجہ سے میں نے وہاں کی پھوٹیشن کو کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔۔ روشی نے کہا۔

”اگر ریڈ پاؤں کی ایک اور لہر زون گمن کو کراس کر جاتی تو زون گمن بھی بیکار ہو جاتی۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خیر جیفر ڈسلا کا بھانجے کے بعد میں نے خیمے میں جھانک کر دیکھا تو خیمے کے اندر مکمل سائنسی نظام تھا چونکہ میجر سارگن نے ہمیں کہا تھا کہ سب قیدی ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم میں ہیں اس لئے میں نے سرخ خیمے میں جو ریڈ ڈیسک کا ایک ذیلی کوارٹر تھا وہاں مختلف سپاہیوں کو چیک کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خیمے کے اندر ایک زیر زمین راستہ بنا ہوا ہے جو ہیڈ کوارٹر کے مختلف کمروں کو جاتا ہے۔ میں نے ذیلی کوارٹر میں موجود تمام آلات بے کار کئے تاکہ آپریشن روم جاتے وقت ماسٹر باغ یا ڈائمنڈ نیونی ہمیں چیک نہ کر سکے۔ ذیلی کوارٹر میں زیر زمین راستے میں ایک مثل موجود تھی۔ میں نے مثل میں لگے ہینوں میں سے آپریشن روم کا ہین پر لیں کیا اور اس طرح ہم عین موقع پر آپریشن روم پہنچ گئے۔ چونکہ ہمیں معلوم ہو چکا تھا کہ تمہارا ایکسو کا راز بے نقاب ہو چکا ہے اس لئے میں نے سلیمان کو ایکسو کا رول ادا کرنے کا کہا تھا اور اسے سب سمجھا دیا تھا۔ اتفاق سے میرے بیک میں تمہارا سامان اور ایکسو کا لبادہ موجود تھا جسے سلیمان نے چھین لیا تھا۔ باقی سب کچھ تمہارے علم

گا کیونکہ میں آج سے ٹرپل ایکسٹو ہوں اور تو میرا شاگرد ہے۔ سلیمان نے جوزف کو دھونس دیتے ہوئے کہا۔

”میں کوئی رابرٹ نہیں ہوں جس کا تو جب پاس نہ ہوا ہے۔ وہ حسینوں کا شیدائی تیرا شاگرد ہو گا۔ میں تیری دھونس میں آنے والا نہیں ہوں۔“ جوزف نے غصے سے کہا۔

”بول کا لیے۔ کون سی حسینائیں۔ قاسم کی قتل قلوئیں والی یا بابا رستم کی بیٹی آنکھوں والی حسینائیں۔“ سلیمان نے بھی آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔

”تیرے سر کی حسینائیں۔“ جوزف نے بھی جمل نہیں کر جواب دیا۔ سر سلطان مسکراتے ہوئے ان دونوں کی نوک جھونک سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

”وہیے اس خطرناک مگر دلچسپ ڈارک ایڈوچر میں ہم سب نے بھرپور اداکاری کی ہے لہذا ہم سب کو کسی ڈرامے میں کام کرنا چاہئے۔ آپ بتائیں سلطان عالی مقام۔ میرا آئیڈیا کیا ہے۔“ عمران نے سر سلطان سے مشورہ کیا مگر سر سلطان نے کوئی جواب نہ دیا صرف مسکراتے گئے۔

”عمران۔ تم میرے دوست ہو۔ جب بھی تمہیں مشکلی پیش آئے گی تمہاری یہ دوست روش اپنی جان پر تکمیل کر تمہاری مدد کرے گی۔“ دفعتاً روش نے جذباتی لہجے میں کہا۔ عمران نے روش کی آنکھوں میں اپنے لئے پیار دیکھا تو گڑبڑا گیا۔

”کیا۔ تو تم تینوں مجھے کم اداکار سمجھتے ہو۔ تم تینوں کی بھرپور اداکاری پر موت کے خوف سے میرے منہ پر بارہ بگ رہے تھے اس لئے ڈاکٹر سائنس اور کرٹل فریدی نے سلیمان کو ایکسٹو مان کر میری سفارش کی تھی۔“ عمران نے اپنے منہ میں جو کلم ڈال کر چباتے ہوئے کہا۔

”ویسے عمران صاحب۔ جوزف اور مس روشی نے بھی بھرپور رول ادا کیا ہے۔ کرٹل فریدی اور ڈاکٹر سائنس جیسے ذہین انسان بھی ان کو نہیں سمجھ سکے مگر سلیمان نے جس انداز میں ایکسٹو کا درندہ صفت رول ادا کیا ہے اتنا جاندار اور بھرپور رول شاید آپ اور میں بھی نہ کر پاتے۔“ بلیک زیرو نے سچے دل سے سلیمان کی طرف داری کی۔

”ہاں کالے صفر۔ یہ بات تو تمہاری درست ہے اور خاص کر جب سلیمان نے لرزتے ہاتھوں سے چاقو چھوڑا تھا اس ادا پر تو کرٹل فریدی اور ڈاکٹر سائنس بھی سلیمان سے خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ایکسٹو نے ان کی سفارش پر میری جان بخشی کی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ابے ادا کا لیے۔ چل میرے لیے چائے بنا۔“ دفعتاً سلیمان نے جوزف کو حکم دیا۔

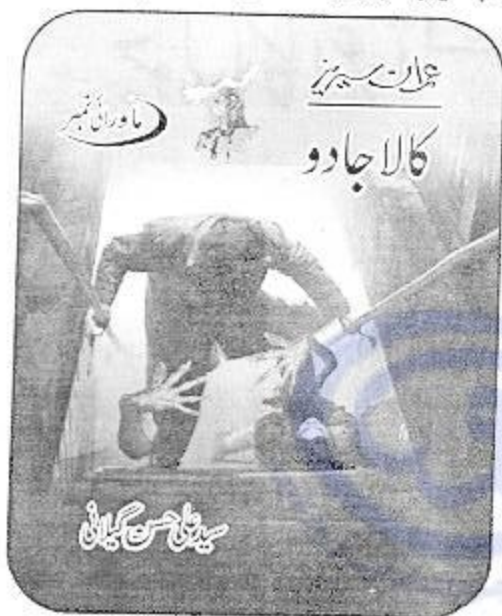
”ابے باور پتی تو ہے اور یہ تیرا کام ہے۔“ جوزف نے آنکھیں دکھائیں۔

”آج سے صاحب کے کام تو میں کروں گا مگر میرے کام تو کرے

”کھپ۔ بھوت۔“ عمران زور سے چلایا۔ روشنی کو بند پاتی ہوئے
دیکھ کر عمران نے فرار ہونا ہی بہتر سمجھا اور کھپ لگا کر دروازے سے
باہر نکل گیا اور قہیٹ کا کمرہ زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد

اردو ادب میں عمران میریز اور بچوں کی کتب کے انسٹانڈرڈ
جناب سید علی حسن گیلانی کا ڈارک ایڈ ونگز کے بعد ایک اور شاہکار ناول



جلد شائع ہو رہا ہے

Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز
ملتان
پاک گیٹ

Mob 0333-613573